

For More Urdu Books Please Visit
www.pakistanipoint.com

کاپر ریز

بچہ

99

15



مظہر کاظم ایم اے

ہے۔ جو شخص معمولی سی ناکامی پر ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے اور جدوجہد کے دوران حوصلہ چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ کو ناکام بکھر کر مظلوم سمجھنا شروع کر دیتا ہے تو وہ ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے حالانکہ کہا جاتا ہے کہ ہر ناکامی کامیابی کا جیش خیس ہوتی ہے اس لئے ناکامی پر ہمت و حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے پھر یقیناً کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ عمران کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ کسی ناکامی پر ہمت نہیں ہارتا بلکہ مسلسل کوشش اور جدوجہد جاری رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کامیابی بالآخر اس کے قدم چوتھی ہے اور آپ نے لکھا ہے کہ عمران کو خوش ولی سے ہارنا بھی سمجھنا چاہئے تو عمران تو اپنی جدوجہد میں کئی بار ہار بھی جاتا ہے لیکن وہ اس ناکامی کو اپنی جان کا روگ نہیں بنا لیتا بلکہ اپنی کوشش اور جدوجہد جاری رکھتا ہے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈپریشن بھی اس کے قریب نہیں آیا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ما لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

منظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.mae@gmail.com

عمران نے کار ریالٹو کلب کے کپڑا وٹر گیٹ سے موڑ کر سائیکل پر نی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھائی جہاں اس قدر رنگ بریگی کاریں موجود تھیں جیسے کاروں کا میلہ لگا ہوا ہو۔ عمران کو اپنی کار پارک کرنے کے لئے خاصی جدوجہد کرنا پڑی لیکن اس نے بہر حال اسے پارک کر لیا۔ کار سے نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر پارکنگ بواٹے سے کارڈ لے کر اس نے جیب میں ڈالا اور اطمینان سے چلتا ہوا کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جسم پر موجود لباس کو دیکھ کر ہر آنے جانے والا بے اختیار مکرا دیتا تھا۔ اس نے سبز رنگ کی پینٹ پینک رنگی تھی جس پر بینڈ ماسٹروں کی یونیفارم کی طرح سفید رنگ کی دو پیناں کمر سے چڑنگ جاری تھیں۔ بغشی رنگ کی شرت اور اس پر گھرے سرخ رنگ کا کوٹ تھا اور مگلے میں تیز زرد رنگ کی ٹالی موجود تھی۔ یہ خالص تھا

”تو پھر روکیوں رہے ہو۔ مخترے تو دوسروں کو بناتے ہیں“..... بزرگ نے قدرے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔
”ای لئے تو رو رہا ہوں بزرگوار کہ آپ کو اگر نہیں پہا سکا تو کلب میں موجود نوجوان کیسے نہیں گے اور اگر وہ نہیں نہیں گے تو پھر مجھے بھوک سے خودکشی کرنا پڑے گی“..... عمران نے سکیاں لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم بھوکے ہو۔ اوہ۔ ویری بیٹ۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں کھانا کھلاتا ہوں۔ اوہ۔ آؤ۔“..... بزرگ نے بڑی طرح بوکھلانے ہوئے لجھے میں کہا جیسے اسے عمران کے بھوکا ہونے پر شدید اعصابی دھچکا پہنچا ہو۔

”میں بھوکا نہیں ہوں۔ میں تو کہہ رہا تھا کہ جب کوئی نہیں نہے گا تو منہ کیسے کھلے گا اور جب منہ ہی نہیں کھلے گا تو پھر کھانا منہ کے اندر کیسے جائے گا اور جب کھانا منہ کے اندر نہیں جائے گا تو پھر ظاہر ہے بھوک سے مرنا پڑے گا اور اسے لوگ خودکشی ہی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ حافظ“..... عمران نے کہا اور آخر میں اللہ حافظ کہہ کر وہ اس طرح مزگیا جیسے اس بزرگ سے اس نے کوئی بات ہی نہ کی ہو۔ بزرگ ہکا بلکہ کھڑا اسے مین گیٹ کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ ابھی مین گیٹ تک نہ پہنچا تھا کہ بزرگ نے اس طرح کامن ہے اچکائے جیسے کوئی فیصلہ کر لیا ہو اور مذکور کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران بے اختیار مسکراتا ہوا کلب میں داخل کیا۔

مخردوں جیسا لباس تھا لیکن عمران اس طرح چل رہا تھا جیسے اس نے بڑا مناسب لباس پہن رکھا ہو۔ پھر اچانک ایک جاتا ہوا بزرگ سا آدمی رک کر عمران کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ کسی عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔

”کیا تم واقعی مخترے ہو۔“..... بزرگ نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں آپ کو مخترے نظر آ رہا ہوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر تم مخترے نہیں ہو تو پھر تمہارے علاوہ ہم سب مخترے ہیں۔ یہ کیا لباس پہن کر آئے ہو۔“..... بزرگ نے غصیلے لجھے میں باقاعدہ عمران کو ڈانتے ہوئے کہا تو عمران کا چہرہ لیکھت ایسا ہو گیا جیسے اسے شدید دکھ اور تکلیف پہنچ رہی ہو۔ اس نے آنکھیں جھپکانا شروع کر دیں اور ساتھ ہی وہ اس طرح سسکنے لگا جیسے اسے واقعی بے حد تکلیف ہو رہی ہو۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ تم تو رو رہے ہو۔ کیا ہوا۔ سوری بینا۔ مجھے معاف کر دو۔ میں نے تمہیں مخترے کہا ہے۔“..... بزرگ نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے سر پر ہاتھ رکھ کر باقاعدہ پچکارتے ہوئے کہا۔

”میں تو ہوں ہی مخترے“..... عمران نے سکیاں لیتے ہوئے کہا۔

البته وہ مرغ ہے تو بانگ دے سکتا ہے۔ ویسے سیانے کہتے ہیں کہ مرغی اگر بانگ دینا شروع کر دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ یہ نحوسٹ کی نشانی ہوتی ہے۔..... عمران نے بڑے سمجھہ لجھے میں پروانزر کو سمجھانا شروع کر دیا۔

”کیا کہہ رہے ہیں یہ صاحب“..... اس سے پہلے کہ پروانزر کوئی جواب دیتا اس کے عقب سے آواز سنائی دی۔

”سر۔ یہ صاحب“..... پروانزر نے مزکر موددانہ لجھے میں کہنا شروع کیا ہی تھا کہ آنے والا اس کی سایید پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایسے جھکا کھایا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں ولپیج اسیٹر کرنٹ گزر گیا ہو۔

”آپ۔ آپ۔ عمران صاحب آپ۔ مم۔ مگر آپ کیوں یہاں کھڑے ہیں۔ تم۔ تم جیل۔ تم نے کیوں عمران صاحب کو روک رکھا ہے۔ سوری۔ ویری سوری عمران صاحب“..... آنے والے نے انتہائی بوکھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔ یہ کلب کا متبر تھا اور بہت اچھی طرح عمران کو جانتا تھا۔

”ارے۔ ارے۔ کوئی ایسی پریشانی والی بات نہیں۔ دراصل میں اور جیل صاحب مل کر یہ سوچ رہتے تھے کہ انڈے شتر مرغ دیتا ہے یا شتر مرغی“..... عمران نے بڑے معصوم سے لجھے میں کہا تو منیر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم جاؤ جیل درنہ عمران صاحب سے زیادہ باتیں کر لینے کے

ہوا تو کلب تقریباً بھرا ہوا تھا۔ بھی کی مترجم آوازیں اور خاص طور پر نسوانی بھی کی آوازوں سے ہال گونج رہا تھا۔ جو بھی عمران کی طرف دیکھتا ہے اختیار مسکرا دیتا۔ عمران بھی کلب کے میں گیٹ سے تھوڑا آگے رک کر پورے ہال کو اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی کلب میں داخل ہوا ہو۔ اسی لمحے یوں تفاصیر میں ملبوس ایک آدمی اس کی طرف بڑھا۔ اس کے سینے پر پروانزر کا بیج ہوا تھا۔

”لیں صاحب۔ آپ نے ہال میں بیٹھنا ہے۔ کھانا کھانا ہے۔ ڈانس کرنا ہے یا کارڈز کھلنے ہیں۔ فرمائیے“..... پروانزر نے اس انداز میں کہا جیسے دیشہ ہوٹل کا مینو جلدی جلدی بتاتے ہیں۔

”میں نے انڈوں پر بیٹھنا ہے بشرطیکہ انڈے شتر مرغ کے ہوں“..... عمران نے بڑے سمجھہ لجھے میں کہا تو پروانزر پہلے تو حیران سانظر آیا لیکن پھر وہ اوپر سے نیچے تک عمران کا لباس دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔ شاید اس نے پہلے جلدی میں عمران کے لباس پر توجہ ہی نہ دی تھی۔

”آپ۔ ٹھیک ہے۔ آئیے۔ فی الحال تو کری پر چھٹھی۔ جب شتر مرغ انڈے دے گا تو ان پر بینچے جائیے گا“..... پروانزر نے بنتے ہوئے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ مرغ انڈے دیتا ہے یا مرغی۔ اسی لمحے شتر مرغی تو انڈے دے سکتی ہے شتر مرغ کیسے انڈے دے سکتا ہے۔

”اب میرے کان میں ہتا دو کہ اس شوکے لئے آنے والے مسخروں سے کتنے معاوضوں کا وعدہ کیا ہے تم نے تاکہ تمہاری میتھری دوسرے لفظوں میں تمہاری جاہ و حشمت قائم رہے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ ریالٹی کلب کی روایت ہے۔ کہ وہ ایسے شوٹ منعقد کرتا رہتا ہے اور یہ شوگر زشت ایک ہفتے سے ہو رہا ہے حالانکہ اس شو کی فیس بہت بھاری ہے لیکن تھرڈ فلور پر ایک کری ٹریڈر کھنچ کی عنیائش نہیں ہوتی۔ لوگ بھاری فیس دے کر کھڑے رہ کر شو دیکھتے ہیں۔“..... حشمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ جن کو تم نے یورپی اور افریقی مسخرے پنا رکھا ہے وہ پاکیشیا اور کافرستان کے رہنے والے ہیں۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ وہ یورپی نژاد اور افریقی نژاد ہی ہیں۔“..... عمران نے کہا تو حشمت کے چہرے پر یلکھت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”عمران صاحب پلیز۔ آپ یہ بات اوپن نہ کریں ورنہ لوگ پورے کلب کو تباہ کر دیں گے۔ پلیز عمران صاحب۔ پلیز۔“..... حشمت نے انہیلی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ تمہارے دفتر میں بیٹھ کر اس کا کوئی نتیجہ نکالتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”نتیجہ۔ کیا نتیجہ عمران صاحب۔ یہ بات درست ہے کہ یہ تمام اثباتات میں سر ہلا دیا۔

بعد تم گریبان پھاڑ کر سڑک پر دوڑتے نظر آؤ گے۔ آئیے عمران صاحب۔ میں آپ کو تھرڈ فلور پر چھوڑ آؤ۔“..... میتھر نے ہستے ہوئے کہا تو پرداز مر جمیل جس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشان کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے تیری سے مڑا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”تھرڈ فلور پر کیا ہو رہا ہے۔“..... عمران نے میتھر سے پوچھا۔

”تھرڈ فلور پر مسخروں کے درمیان مقابلہ ہونے والا ہے۔ کئی ملکوں کے مسخرے اپنا شو دکھائیں گے۔ آپ بھی اس لئے یہ بس پہن کر آئے ہیں کہ آپ اس مقابلے میں حصہ لینا چاہتے ہوں گے۔“..... میتھر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے۔ پھر تو یہ مقابلہ تم آسانی سے جیت جاؤ گے کیونکہ تم مسخروں کو بھی ہنا سکتے ہو۔ ویسے کتنے ملکوں کے مسخرے آئے ہوئے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔ وہ دونوں کلب ہال کی سائیڈ میں موجود راہداری کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں استنشت میتھر اور میتھر کے آفسز تھے۔ ان کے ساتھ ہی اوپر فلورز پر جانے والی لفت موجود تھی۔

”چار یورپی ملکوں کے دو ایشیائی ملکوں کے اور ایک افریقی ملک کا ہے۔“..... میتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام حشمت ہے نا۔“..... عمران نے کہا تو میتھر نے اثباتات میں سر ہلا دیا۔

واکٹ نائیگرڈ پیدا کرتے ہیں تو نتیجے میں کراس نائیگرڈ سامنے آتے ہیں۔ عمران نے کہا تو حشمت چونک پڑا۔

”ہاں۔ میں نے نا تو تھا لیکن یہ تو عامی بات ہے۔ اس پر تو شاید کوئی ہنا بھی نہ تھا بلکہ میں جیران تھا کہ رینڈ بلڈ نے ایسے فقرے ہی کیوں کہے تھے لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا آپ کل شو میں موجود تھے؟“..... حشمت نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ایک غیر ملکی اخبار نے شو کے بارے میں رپورٹ لکھتے ہوئے خصوصی طور پر رینڈ بلڈ کے اس فقرے کو بھی لکھا ہے اور ساتھ ہی رپورٹ کی ہے کہ یہ فقرہ کسی طرح بھی کسی مسخرے کا نہیں ہو سکتا بلکہ لگتا ہے کہ یہ کوئی خصوصی کوڈ ہے جسے رینڈ بلڈ نے اس انداز میں کسی تک پہنچایا ہے۔ میں نے پڑھا تو میں نے سوچا کہ میں تو اس سے زیادہ متعلقہ خیز فقرات کہہ سکتا ہوں اسی لئے میں نے سوچا کہ شو میں شامل ہوا جائے۔“..... عمران نے کہا تو استثنی مسخر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اس لئے آپ کا رینڈ بلڈ کے اس فقرے کو اس قدر سنجیدہ لینے کا مطلب ہے کہ معاملات اس سے زیادہ گہرے ہیں جتنے ہم سمجھ رہے ہیں۔ کلب تو اس شو کی وجہ سے پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا۔ پلیز آپ فوری طور پر کوئی کارروائی نہ کریں۔ ہم یہ شو آج کے بعد نہیں کریں گے۔“..... استثنی مسخر

مسخرے جو یہاں دوسرے ملکوں کی نمائندگی کرتے ہوئے شو کر رہے ہیں اصل میں طویل عرصے سے یہاں رہائش پذیر ہیں لیکن ہیں تو وہ یورپی نژاد اور افریقی نژاد۔ باہر سے ایسے لوگوں کو متکوانے پر بھاری اخراجات آتے ہیں جبکہ ان لوگوں کو مناسب معاوضہ پر ہائز کیا جاتا ہے۔ بھر یہ لوگ یہاں کے کلچر، ماحول، لوگوں کی وہی استعداد کو سمجھتے ہیں اور انہی پیاناں کو سامنے رکھ کر اپنا شوتیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان کا شوبے حد پسند کرتے ہیں اور کلب کو خاصی آمدی ہو جاتی ہے۔“..... حشمت نے ایک لحاظ سے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔ یہ باتیں راہداری میں ہو رہی تھیں جہاں اس کا آفس تھا۔

”آفس میں چلو۔ وہیں بات ہو گی۔“..... عمران نے اس بارہ سخت لبھے میں کہا تو حشمت کے چہرے پر قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ عمران کو طویل عرصے سے جانتا تھا اس لئے اس کے اس طرح سنجیدہ ہونے پر وہ پریشان ہو گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد عمران حشمت کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“..... حشمت نے اپنی مخصوص کری پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ عمران میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کری پر بیٹھ گیا۔

”پینے پلانے کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کل تمہارے یورپی مسخرے رینڈ بلڈ نے اپنے شو میں یہ الفاظ کہے تھے کہ بلیک نائیگرڈ جب

”ریڈ بلڈ سے میری بات کراؤ“..... حشمت مسخر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو مسخر نے رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... حشمت نے کہا اور ساتھ ہی لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ریڈ بلڈ صاحب لائے پر ہیں سر۔ بات کیجئے“..... دوسری طرف سے آنے والی آواز اب عمران بخوبی سن رہا تھا۔

”یلو۔ مسخر حشمت بول رہا ہوں“..... حشمت نے بڑے سمجھہ لبھ میں کہا۔

”لیں۔ ریڈ بلڈ بول رہا ہوں۔ اس وقت کیوں فون کیا ہے۔ میں شو کی تیاری کر رہا ہوں“..... دوسری طرف سے قدرے سرد لبھ میں کہا گیا۔

”میرے آفس میں آ جائیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا شو ڈرائپ کرنا پڑے گا“..... حشمت کا لبھ زیادہ سرد ہو گیا تھا اور عمران بے انتیار مسکرا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ بلڈ اصل یورپی نہیں ہے بلکہ یہاں کا رہائی ہے جبکہ اسے یہاں یورپ سے آیا ہوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اس نے مسخر اس پر حاوی ہو رہا تھا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ“..... ریڈ بلڈ نے حیرت بھرے لبھ میں کہا۔

”آپ آئیں تو سہی۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی“..... مسخر نے

نے بڑے منت بھرے لبھ میں کہا۔ ”تو یہ بہتر ہے کہ ریڈ بلڈ کو یہاں بلوا لو ورنہ اگر میں شو میں پیچ گی تو پھر ظاہر ہے کہ ہمارے درمیان مسخر کا مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یکن پلیز آپ ریڈ بلڈ کو کوئی ہمکی نہ دیں ورنہ ہمارا شو خراب ہو جائے گا۔ آج شو کا آخری دن ہے۔ کل بے شک اسے آپ گولی مار دیں میں کوئی احتجاج نہیں کروں گا“..... مسخر نے رو دینے والے لبھ میں کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ مجھے تمہارے کلب کا بے حد خیال ہے اور اسی خیال کے پیش نظر یہ بس پہن کر آیا ہوں تاکہ مسخرے سے اپنے مقابلے میں اس سے اصل حقیقت معلوم کر لوں۔ تم لوگ اچانک نہ آ جاتے تو میں شو میں ہی جا رہا تھا“..... عمران نے کہا۔

”مشکر یہ عمران صاحب۔ یہ آپ کا ہم پر احسان ہو گا“..... مسخر نے اس بار سرت بھرے لبھ میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران جو کچھ کہتا ہے وہی کچھ کرتا بھی ہے اس لئے عمران کی بات سن کر اسے یقین آ گیا تھا کہ اب کم از کم اس کا شو خراب نہیں ہو گا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پر لیں کر دیے۔

”لیں سر“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لہجہ موڑ باتا تھا۔

فقرے پر ایک غیر ملکی اخبار نے باقاعدہ تبصرہ کیا ہے کہ یہ فقرہ ایک مسخرے کا فقرہ نہیں ہے اور نہ ہی شو میں اس فقرے پر کوئی ہنا تھا۔ یہ فقرہ کوئی کوڈ ہے اور ریڈ بلڈ نے خصوصی طور پر یہ کوڈ فقرہ کسی تک پہنچایا ہے۔ میں اسی سلسلے میں آیا تھا۔ میں تو سوچ کر آیا تھا کہ شو میں شامل ہو کر وہاں تمہارے ساتھ مسخر کا مقابلہ کیا جائے لیکن مسخر صاحب میری شمولیت سے خوفزدہ ہیں۔ انہیں خدشہ ہے کہ میری شمولیت سے شو خراب ہو جائے گا اور ان کا کلب بدنام ہو جائے گا اس لئے تمہیں یہاں بلا یا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے یہ فقرہ کس تک پہنچایا ہے اور اس کا اصل مطلب اور منصوبہ کیا ہے۔

عمران نے کہا تو ریڈ بلڈ بے اختیار بنس پڑا۔

”اس اخبار نے خواہ تجوہ اس سادہ سے فقرے کو متازعہ بنا دیا ہے۔ کوڈ والی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے یہ فقرہ افریقی مسخرے رو بن کو سنایا تھا کیونکہ وہ غالباً افریقی نہیں ہے۔ اس کا رنگ روپ بتا رہا ہے کہ وہ دونسلوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ میں نے اسے بلیک نائیگر اور دانت نائیگر کا ملاب کہہ کر کراس نائیگر کا لقب دیا تھا۔“..... ریڈ بلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ میں چونکہ تمہارے شو میں کبھی نہیں آیا اس لئے مجھے معلوم نہ ہو گا کہ افریقی مسخرہ رو بن کس رنگ روپ کا ہے اور تم مجھے حق بتا کر داپس جا کر خوب تجھے مارو گے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ تمہارا شو ایک نجی ثی وی نیٹ ورک والے دکھاتے

کہا اور رسیدور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک یورپی اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی تقریباً عمران سے ملتا جلتا لباس پہن رکھا تھا۔ تقریباً ہر رنگ اس کے لباس میں شامل تھا۔

”یہ عمران صاحب ہیں۔ ان کا تعلق حکومت کی ایک انجمنی سے ہے اور عمران صاحب یہ ریڈ بلڈ ہیں جن کے بارے میں آپ سے بات ہوئی ہے۔“..... مسخر نے باقاعدہ دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اٹھ کر اس کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”آپ۔ آپ نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے۔ یہ لباس تو ہم مسخرے پہننے ہیں لوگوں کو ہنانے کے لئے جبکہ آپ کا تعلق تو انجمنی سے ہے۔ پھر۔“..... ریڈ بلڈ نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔ ”ہمارے ہاں سگٹرے کی ایک قسم کو ریڈ بلڈ کہا جاتا ہے جبکہ آپ کا یہ نام ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا مجھے بھی آپ کی طرح حیران ہونا چاہئے۔“..... عمران نے جواب دیا تو ریڈ بلڈ بے اختیار بنس پڑا۔

”گذ۔ تو آپ ذہنی طور پر ہمارے ہی قبیلے کے فرد ہیں۔ ویری گذ۔ ہر حال مجھے کیوں یہاں کال کیا گیا ہے۔ میں شوکی تیاری کر رہا تھا۔“..... ریڈ بلڈ نے کہا۔

”تم نے کل شو کے درمیان ایک فقرہ بولا تھا جس میں بلیک نائیگر، دانت نائیگر اور کراس نائیگر کے الفاظ آئے تھے۔ اس

دیئے۔

”لیں باس۔ نائیگر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے نائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ریڈ بلڈ کو جانتے ہو جو ریال لنکلب میں شوکر رہا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ کسی بھی وقت کلب سے غائب ہو سکتا ہے۔ تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے اور پھر وہ جہاں جائے تم نے مجھے اطلاع دینی ہے۔ ابھی پہنچ جاؤ کلب“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے فون آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور انٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”شکریہ عمران صاحب۔ دیے میرا خیال ہے کہ ریڈ بلڈ بھاگے گا نہیں“..... حشمت نے کہا۔

”اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنا ہی فائدہ کرے گا۔ گذ بائی“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مژکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیں اور میں نے رومن کو دیکھا ہے۔ وہ مکمل افریقی ہے۔ قطعاً کراس بریڈ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے دانتے جھوٹ بولا ہے“..... عمران کا لہجہ لخت سرد ہو گیا۔

”عمران صاحب پلیز۔ میں بات کرتا ہوں“..... حشمت نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی منت بھرے لمحے میں کہا۔

”نہیک ہے۔ لیکن اسے سمجھا دو کہ بلف کرنے کی صورت میں اس کا حشر عبر تاک بھی ہو سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”میں نے کوئی بلف نہیں کیا۔ جو میں سمجھتا تھا اس کے مطابق میں نے فقرہ بولا تھا۔ یہی حق ہے جو کچھ میں نے بتایا ہے“..... ریڈ بلڈ نے بھی اس بار بخت لمحے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آج شو کا آخری دن ہے۔ آج شو ہو جانے دیں اس کے بعد یہ سب ہماری طرف سے فارغ ہوں گے اس لئے پلیز آپ مہربانی کریں اور شو مکمل ہونے دیں۔ اس کے بعد آپ جائیں اور یہ لوگ“..... سمجھ نے منت بھرے لمحے میں کہا۔

”اوکے۔ نہیک ہے“..... عمران نے ایک طویل سائن سیٹے ہوئے کہا۔

”آپ جا کر شو کریں مسٹر“..... سمجھ نے ریڈ بلڈ سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کرے سے باہر جاتے ہی عمران نے جیب سے میل فون نکالا اور اسے آن کر کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر

کہا تو باقی دونوں بھی بے اختیار چونک پڑے۔

”اے بند کر کے بتاؤ کہ کیا کوڈ ہے“..... ایک نے تیز لمحے میں کہا تو ہنسنے والے نے ہاتھ میں موجود ریموت کنٹرولر سے بٹن پرس کر کے اُنی وی بند کر دیا۔

”اس نے کہا ہے کہ بلیک نائیگر اور واٹ نائیگر جب ملتے ہیں تو کراس نائیگر سامنے آتا ہے“..... ہنسنے والے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جیمز - دوبارہ دوہراو۔ کیا کہہ رہے ہو“..... ایک نوجوان نے ہنسنے والے کو جیمز کا نام لے کر کہا۔

”اس مسخرے نے جس کا نام ریڈ بلڈ ہے افریقی مسخرے کو مخاطب ہو کر کہا ہے کہ بلیک نائیگر اور واٹ نائیگر جب ملتے ہیں تو کراس نائیگر سامنے آتا ہے“..... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”یہ کیا کوڈ ہوا جیمز۔ کیا تمہیں اس کی سمجھ آئی ہے“..... تیرے ایکریمین نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں رابرٹ۔ مجھے تو سمجھ آ گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ آئزک کو بھی سمجھ آ گئی ہو گی“..... جیمز نے دوسرے ایکریمین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نمیں۔ میری سمجھ میں تو نہیں آیا۔ تم سمجھاؤ ہمیں“..... دوسرے ایکریمین جسے آئزک کہا گیا تھا، نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”میرے خیال میں اس کا مطلب ہے کہ ہمیں رات کے وقت

پاکیشیائی دارالحکومت سے تقریباً پانچ سو کلو میٹر شمال کی طرف واقع ایک بڑے شہر فاضل پور کے ایک ہوٹل کے کمرے میں تین نوجوان ایکریمین کریمیوں پر بیٹھے سامنے دیوار پر گلی ہوئی اُنی وی سکرین کو اس طرح بغور دیکھ رہے تھے جیسے کوئی انتہائی دلچسپ تماشہ اُنی پر دکھایا جا رہا ہو جبکہ اُنی وی پر تین یورپی مسخرے اور ایک افریقی مسخرہ آپس میں مذاق کا مقابلہ کر رہے تھے۔ چونکہ وہ سب مقامی زبان بول رہے تھے اس نے ان تینوں میں سے دو کے چہروں پر تو قدرے بوریت کے تاثرات تھے جبکہ ایک ایکریمی نوجوان بار بار نہ صرف ہنس رہا تھا بلکہ بعض اوقات تو وہ اس قدر زور سے تھپہ لگاتا کہ پورا کرہے گوئی اختتا جبکہ باقی دو خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہنسنے والا نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔ ”اوہ۔ اوہ۔ کوڈ آ گیا ہے“..... ہنسنے والے نے اچھلتے ہوئے

لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے پہلے ہی معلوم کر لئے تھے۔۔۔ جیز نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاڈر کا بٹن پر لیس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

”لیں۔۔۔ رسیور الٹھانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جیز بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ چیف سے بات کرائیں۔۔۔ جیز نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیز بول رہا ہوں چیف۔۔۔ جیز نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ ”کیا فون محفوظ ہے۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں چیف۔ ہم دارالحکومت میں نہیں بلکہ وہاں سے پانچ سو کلومیٹر دور ایک اور شہر میں ہیں اس لئے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ اب بتاؤ کیوں فون کیا ہے۔۔۔ چیف نے قدرےطمیان بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ ہم نے ٹی دی پر ریالٹو کلب میں ہونے والا شو بغور دیکھا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ مجھے یہاں کی مقامی زبان بخوبی آتی

کارروائی کرنی چاہئے۔ دن میں کارروائی کرنے پر ہم مارے جا سکتے ہیں۔۔۔ جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو بلیک سے تم نے رات اور واکٹ سے دن مراد لیا ہے اور کراس سے کراس فائرنگ مراد لیا ہے۔۔۔ آئزک نے کہا۔

”ہاں۔ تم درست سمجھے ہو۔۔۔ جیز نے جو ان دونوں کا انچارج لگانا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن کارروائی کہاں ہونی ہے۔ یہ کون بتائے گا۔۔۔ رابرٹ نے کہا تو جیز اور آئزک دونوں بھی چونک پڑے۔

”ہاں۔ یہ بات تو نہیں بتائی گئی۔۔۔ جیز نے کہا۔ ”اس رویہ بلڈ سے معلوم کریں۔۔۔ آئزک نے کہا۔

”اسے بھی معلوم نہیں ہو گا۔ ایسے کوڈ ایسے لوگوں کو نہیں بتائے جاتے۔ اسے تو یہی کہا گیا ہے کہ وہ یہ فقرہ بول دے اور اس نے بول دیا ہو گا۔۔۔ جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس سے معلوم کریں جس نے اسے یہ فقرہ بتایا ہو گا۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”نہیں۔ نہیں چیف سے معلوم کرنا ہو گا جس نے ہمیں یہ کوڈ سننے کا پابند کیا تھا۔۔۔ جیز نے کہا اور پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور الٹھا یا اور تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”کیا تمہیں فون کوڈ کا علم ہے۔۔۔ رابرٹ نے حیرت بھرے

آئزک نے کہا۔

”اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کاپر ریز ہیں کیا اور ان کی کیا اہمیت ہے“..... رابرٹ نے آئزک کی بات پر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ عجیب بات ہے کہ کوئی مسخرہ کوڈ بولے گا جس سے ہمیں فارمولہ حاصل کرنے کے بارے میں معلومات ملیں گی۔ کیا یہ پاکل پن نہیں ہے“..... آئزک نے کہا تو جیمز بے اختیار ہس پڑا۔

”مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے اور شاید چیف کو بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ فارمولہ پاکیشا میں کہاں ہے۔ البتہ کوئی قوت ایسی ہے جو چیف کی پشت پر ہے لیکن وہ کھل کر سامنے نہیں آتا چاہتی اس لئے یہ کوڈ وغیرہ کا کھیل کھیلا جا رہا ہے“..... جیمز نے کہا۔

”لیکن اگر وہ بتانا چاہتی تو پہلے ہی بتا دیتی۔ کوڈ کا چکر کیوں چلایا گیا ہے“..... رابرٹ نے کہا۔

”میرے خیال میں اس قوت کو اس کوڈ کا انتظار تھا“..... جیمز نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی تھیں جس اخھی تو سب چوک پڑے۔ جیمز نے رسیور اٹھایا اور لاڈر کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”جیمز بول رہا ہوں“..... جیمز نے کہا۔

”چیف بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

بے اس لئے میں اسے سنا اور سمجھتا ہوں۔ پھر توقع کے مطابق اچانک یورپی مسخرے ریڈ بلڈ نے ایک فقرہ بول دیا جو قطعی اس شو کی گفتگو میں اضافی تھا“..... جیمز نے کہا۔

”کیا کہا ہے اس نے“..... چیف نے پوچھا۔

”اس نے کہا کہ بلیک نائیگر اور وائٹ نائیگر جب ملتے ہیں تو کراس نائیگر سامنے آتا ہے“..... جیمز نے جواب دیا۔

”پھر تم کیا سمجھے ہو اس سے“..... چیف نے کہا۔

”میں سمجھا ہوں کہ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ہم رات کے اندر ہرے میں کارروائی کریں۔ دن کو ہم مارے جا سکتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم نے کارروائی کہاں کرنی ہے“..... جیمز نے کہا۔

”تمہارا خیال درست ہے۔ فقرہ تو یہی کوڈ ہے لیکن اس کا مطلب شاید وہ نہیں جو تم سمجھے ہو“..... چیف نے کہا۔

”تو پھر چیف اور کیا کیا جائے“..... جیمز نے کہا۔

”میں معلوم کر کے تمہیں خود فون کرتا ہوں۔ تمہارا نمبر میرے کمپیوٹر میں موجود ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا تو جیمز نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ عجیب کیس بن گیا ہے۔ نہ کوئی سر ہے نہ بیبر۔ صرف اتنا کہہ کر ہمیں یہاں بھجوادیا گیا ہے کہ ہم نے کاپر ریز کا فارمولہ حاصل کرنا ہے۔ کہاں سے کرنا ہے اس کا کوئی علم تک نہیں“۔

سکیں۔ البتہ جس قدر اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق یہ ریز کسی نیر ارضی شہاب غائب سے پاکیشیائی سائنس دانوں کو ملی تھیں لیکن پھر پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر رحمت نے پوری زندگی اس پر ریسرچ میں گزار دی اور آخر کار وہ زمین سے نکلنے والی ایک دھات کا پر سے انہیں نکالنے میں کامیاب ہو گیا اس لئے اس کا نام کا سپر ریز رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر رحمت تو فوت ہو چکا ہے اب اس کا اسنٹ ڈاکٹر شہاب اس پر کام کر رہا ہے۔۔۔۔۔ چیف نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر تو آسانی سے ڈاکٹر شہاب کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔۔۔ جیز نے کہا تو دوسری طرف سے چیف کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”تمہارا خیال ہے کہ پاکیشیائی احمد ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر شہاب کے بھی فوت ہونے کی نہ صرف خبر اڑائی بلکہ اس کا جنازہ بھی پڑھایا گیا۔ اسے سب کے سامنے دفن کیا گیا۔ ہو سکتا ہے یہ درست ہو اور ہو سکتا ہے کہ ان ریز کو خفیہ رکھنے کے لئے یہ ڈرامہ کھیلا گیا ہو لیکن اس کے بعد اور کسی کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں کہ کون ان ریز پر کام کر رہا ہے۔۔۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ یہ ریز کس کام آتی ہیں۔۔۔۔۔ جیز نے کہا۔ ”ہا۔۔۔ اصل بات بتانا میں بھول گیا تھا۔ روایا ہی اینجھوں میں سے ایک اینجھ نے اس بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ ڈاکٹر رحمت

”میں چیف۔۔۔۔۔ جیز نے کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے۔ اس کوڈ کا مطلب وہ نہیں جو تم لے سمجھا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک اینڈ وائٹ نامی نائز ہنانے والی کمپنی کے چیف مجھر جس کے نام میں کراس آتا ہے، سے معلومات مل سکتی ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نائز ہنانے والی کمپنی کا سائنسی ریز سے کیا تعلق ہو سکتا ہے چیف۔۔۔۔۔ جیز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا نے ان ریز کو اس قدر خفیہ رکھا ہے کہ پوری دنیا کے پر اینجنت نکریں مار چکے ہیں لیکن کوئی بھی ان ریز تک نہیں پہنچ سکا جبکہ یہ ریز اس قدر جدید ہیں کہ شاید ایکریمیا ایک ہزار سال تک مزید ریسرچ کے باوجود کاپر ریز تک نہ پہنچ سکے۔ ہم نے پوری دنیا پر اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے ہر صورت میں ان ریز کو حاصل کرنا ہے اس لئے یہ سارا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ایسی کیا بات ہے ان ریز میں۔ میرے ساتھی شکایت کر رہے ہیں کہ آپ نے ان پر اعتماد نہیں کیا۔ انہیں اس بارے میں بتایا نہیں گیا تاکہ وہ صورت حال کو جانے کے بعد اس پر کام کریں تو زیادہ بہتر رہے گا۔۔۔۔۔ جیز نے اپنے ساتھیوں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا تو اس کے دونوں ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”ان ریز کے بارے میں ابھی تک مکمل اطلاعات نہیں مل

ہے کہ پہلی بار مخصوص حصے پر ریز فائز کرنے سے اوزون پھٹ جاتا ہے لیکن دوسری بار فائز کرنے سے ریز پھٹے ہوئے اوزون کو سی دیتی ہے جیسے میں سے کپڑا سلامی کیا جاتا ہے۔ جس طرح لیزر سے ایک وقت کسی بھی چیز کو کھانا اور سلامی کیا جاتا ہے..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن چیف یہ مخمرے ریڈ بلڈ کو کس نے یہ کوڈ بولنے کے لئے کہا اور یہ کوڈ مخمرہ کس تک پہنچانا چاہتا تھا اور کیوں ایسا کیا گیا۔“ چیز نے ایک اور سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ایک کارمن ایجنت کو معلوم ہوا تھا کہ یورپی ملک فان لینڈ کی ایک ایجنٹی نے اس بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں لیکن اس ایجنٹی کے اس ایجنت جس نے یہ معلومات حاصل کی تھیں، کا کار ایکسٹر ہو گیا تو اس نے مرتبہ ہوئے اپنے ایک دوست سے کہا کہ وہ اس کی ایک بات یورپی مخمرے کو جو پاکیشیا میں رہتا ہے پہنچا دے اور اسے کہہ دے کہ کسی بھی بڑے شو کے دوران وہ یہ بات کہہ دے۔ یہ بات اس تک پہنچ جائے گی جس تک وہ پہنچانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایجنت ہلاک ہو گیا۔ اس کارمن ایجنت سے ہمیں معلوم ہوا۔ ہم نے ریڈ بلڈ کا گھیراؤ کر لیا۔ ہم چاہتے تو یہ کوڈ فقرہ اس سے بھی معلوم کر سکتے تھے لیکن اس طرح یہ فقرہ شو میں نہ کہا جاتا اور اس شخص نک نہ پہنچ پاتا جسے وہ پہنچانا چاہتے تھے۔ فان لینڈ کی اس ایجنٹی کا ایک سیکشن انچارج ہمارا آؤ ہے۔“

سے ملا تھا اور اس نے اسے بتایا تھا کہ ان ریز کو کنٹرول کر کے ایک گن تیار کی جا رہی ہے۔ یہ ریز اگر زمین سے فائز کی جانبیں تو یہ روشنی سے دس گنا تیز رفتار سے آسمان کی بالائے بیرونی تھے جسے اوزون کہا جاتا ہے، میں پہنچ جاتی ہیں اور پہلی بار ریز فائز کرنے سے اوزون کی تھہ پھٹ جاتی ہے اور سورج کی انتہائی خطرناک ریز زمین تک پہنچ جاتی ہیں جس سے دنیا کے اس حصے میں جہاں اوزون کو چھاڑا گیا ہو وہاں کا نظام یکسر تباہ ہو جاتا ہے اور فصلیں، بارشیں، بادوں، سمندر، دریا، پہاڑ، درخت سب تھے و پالا ہو جاتے ہیں۔ انسانوں میں ایسی یہ کاریاں پھیل جاتی ہیں جو ناقابل علاج ہوتی ہیں۔ جانور ہلاک ہو جاتے ہیں غرضیکہ متاثرہ وسیع علاقہ مکمل طور پر تباہ و بر باد ہو جاتا ہے چاہے وہ کتنا ہی طاقتور، امیر اور خوشحال ہو۔ اس کا اسلوب، فوجیں اس کے کسی کام نہیں آتیں۔“ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو بہت ہولناک ریز ہیں چیف۔ ان سے تو پوری دنیا تباہ ہو جائے گی۔“..... چیز نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو ہم انہیں پاکیشیا جسے ملک کے پاس نہیں رہنے دینا چاہتے۔“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو جس کے ہاتھ لگیں گی وہ اپنے دشمنوں کو ہمیشہ کے لئے تباہ و بر باد کر دے گا۔“..... چیز نے کہا۔

”نہیں۔ ہمیشہ کے لئے نہیں۔ اس کی بھی تو عجیب خاصیت

”لیں چیف۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں آپ کو جلد رپورٹ دوں گا۔“
جیز نے کہا۔

”اوکے۔ وش یو گذ لک۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیز نے بھی ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسپور رکھ دیا۔

ہم نے اس سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ یہ فقرہ شو میں کہہ دیا
گیا ہے اور ان کے نزدیک اس کا مطلب وہی ہے جو میں نے
تمہیں بتایا ہے لیکن یہ واضح نہیں ہے۔ اس سے اس جگہ کا علم نہیں
ہوتا جہاں ان ریز پر کام ہو رہا ہے اس نے اب ایک ہی صورت
ہے کہ ہم اس آدمی کا پتہ چلا میں ہے یہ پیغام پہنچایا گیا ہے اور اس
بارے میں اس ایجنسی میں ہمارے آدمی نے صرف چند ٹپس دی
ہیں کیونکہ یہ معاملہ ان کی ایجنسی میں بھی بے حد خفیہ رکھا گیا ہے۔
ان ٹپس کے مطابق پاکیشیا کی اندر ولڈ میں ایک آدمی ہے جس کا
نام سو برز ہے۔ یہ انتہائی حساس اسلحے کی اسمگنگ کے نیٹ ورک
سے وابستہ ہے۔ اس کا اس آدمی سے رابطہ ہے جس تک یہ پیغام
پہنچایا گیا ہے تاکہ وہ ان ریز کو حاصل کر سکے اس نے اب تم اس
سو برز کوڑیں کرو اور پھر اس کی گمراہی کر کے اس آدمی تک پہنچو
جے یہ پیغام پہنچایا گیا ہے۔ اس آدمی سے اصل بات کا علم ہو گا۔
پھر آگے کارروائی کی جا سکتی ہے۔ چیف نے ہاتھ اude تقریر
کرنے کے انداز میں کہا۔

”لیں چیف۔ دیے ہم اپنے طور پر یہ کام کریں گے۔ مقصد تو
ان ریز کو حاصل کرنا ہے۔“ جیز نے کہا۔

”ہاں۔ مقصد یہی ہے لیکن یہ مقصد اس انداز میں حاصل ہونا
چاہئے کہ اور کسی ملک کو اس کا علم نہ ہو سکے ورنہ پوری دنیا کے
ایجنت ہم پر چڑھائی کر دیں گے۔“ چیف نے کہا۔

معرفہ مکبوں میں گزارتے تھے۔ یہاں ان کی پسندیدہ شراب ملتی تھی اور اس کے علاوہ یہاں انہیں خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ دقت گزارنے کا بھی موقع ملتا تھا۔ گوڈاکٹر تصدق کا کردار خراب نہ تھا لیکن لڑکیوں کے ساتھ کھلی گپ شپ کو وہ برا نہ سمجھتے تھے اور اس حد تک ہی محدود رہتے تھے۔ البتہ ان کے دل میں ایک خواہش طویل عرصے سے موجود تھی کہ ان کے پاس اتنی دولت آجائے کہ وہ ایکریمیا میں آباد ہو سکیں اور وہاں کسی لارڈ کی طرح رو سکیں۔ ان کی خواہش تھی کہ وہاں وہ اپنی ذاتی لیبارٹری بتائیں اور اس میں ان فارمولوں پر کام کریں جو انہوں نے سوچے تھے اور انہوں نے یہ فارمولے حکومت پا کیشیا کو بھی منظوری کے لئے پیش کئے تھے لیکن ان فارمولوں کو منظور نہیں کیا گیا تھا اس لئے ڈاکٹر تصدق چاہتے تھے کہ اتنی دولت انہیں مل سکے کہ وہ ایکریمیا میں اپنی ذاتی لیبارٹری میں ان فارمولوں پر کام کر کے انہیں کامیاب کر کے حکومت پا کیشیا کو بتا سکیں کہ ان کے فارمولے کس قدر اہم تھے جنہیں انہوں نے حاصل کرتے ہوئے نظر انداز کیا تھا۔

کچھ عرصہ قبل ایک غیر ملکی ایجنت ان سے ایک کلب میں ملا تھا اور اس نے اس لیبارٹری اور فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ہر چیز سے انکار کر دیا جس پر اس ایجنت نے انہیں بخاری رقم کی پیشکش کی لیکن انہوں نے اس پیشکش سے دس گنا زیادہ طلب کیا تو اس ایجنت نے ان

ڈاکٹر تصدق اور ہیز عمر تھے لیکن اپنے چہرے مہرے اور انداز سے دو جوان دکھائی دیتے تھے۔ ان کی بیوی طویل عرصہ پہلے ایک کار ایکیڈمیٹ میں ہلاک ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ڈاکٹر تصدق نے شادی نہ کی تھی اور نہ ہی ان کی کوئی اولاد تھی۔ وہ سانس دان تھے اور ڈاکٹر شہاب کے شاگرد تھے اور ان کے ساتھ ایک خاص فارمولے پر کام کرتے رہے تھے کہ پھر ڈاکٹر شہاب فوت ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ لیبارٹری بھی بند کر دی گئی جس میں وہ ڈاکٹر شہاب کے ساتھ کام کرتے تھے۔ تب سے اب تک وہ ایک اور لیبارٹری میں کام کر رہے تھے۔

وہ چونکہ ایسے تھے اس لئے لیبارٹری کے ساتھ مسلک رہائشی کالونی میں ایک کوٹھی میں رہتے تھے۔ لیبارٹری میں پہنچ میں دو روز پہنچنی کی جاتی تھی اور چھینیوں کے یہ دو دن ڈاکٹر تصدق شہر کے

سے مہلت طلب کی تاکہ وہ اپنی حکومت سے اتنی بڑی رقم کی منظوری لے سکے۔ اس کے بعد اس اجنبت کا فون آیا تھا کہ اس کا کار ایکسٹرنس ہو گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ فوج نہ سکے جبکہ رقم کی منظوری بھی حکومت کے زیر غور ہے اس لئے اس اجنبت نے انہیں ایک کوڈ فقرہ بتایا تھا کہ جو آدمی یہ فقرہ ان کے پاس آ کر کہے گا وہ ان کا آدمی ہو گا اور ڈاکٹر تصدق ان سے مطلوبہ رقم لے کر اسے لیبارٹری اور فارمولے کے بارے میں تفصیل بتا دیں جس کی ڈاکٹر تصدق نے حامی بھر لی تھی لیکن اس کے بعد کافی عرصہ گزر گیا لیکن نہ ہی وہ اجنبت واپس آیا اور نہ اس کے کسی آدمی نے آ کر کوڈ فقرہ دوہرایا۔ اس طرح اسے بھاری رقم بھی نہ مل سکی اس لئے ڈاکٹر تصدق تقریباً مایوس ہو چکے تھے۔

ان کا خیال تھا کہ ان سے بات کرنے والا اجنبت ہلاک ہو گیا ہو گا جبکہ حکومت نے اتنی بڑی رقم کی منظوری نہ دی ہو گی حالانکہ اب وہ رقم بھی قدرے کم کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو گئے تھے لیکن کوئی اس موضوع پر بات کرنے ہی نہ آ رہا تھا۔ آج ان کی لیبارٹری میں چھٹی تھی اس لئے وہ کار لے کر ریڈ لائن کلب آ رہے تھے۔ ریڈ لائن کلب ان کا پسندیدہ کلب تھا اور وہ زیادہ تر چھٹیاں یہیں گزارتے تھے۔ کلب پہنچ کر انہوں نے کار کو پارکنگ میں روکا اور نیچے اتر کر کار لاک کر رہے تھے کہ پارکنگ بواۓ دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا۔

”آپ ڈاکٹر تصدق ہیں نا۔۔۔۔۔ پارکنگ بواۓ نے پارکنگ کارڈ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے چونک کر کہا۔

”ایک غیر ملکی آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ آپ چونک یہاں آتے رہتے ہیں اس لئے میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ میں نے اسے بتایا کہ آپ ابھی تشریف نہیں لائے۔۔۔۔۔ پارکنگ بواۓ نے کہا۔

”اب کہاں ہے وہ غیر ملکی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے چونک کر پوچھا۔

”وہ مجھے کہہ گیا ہے کہ اگر آپ آئیں تو آپ کو بتا دوں کہ وہ غیر ملکی جس کا نام آشن ہے نوئی سکس نیبل پر موجود ہے۔۔۔ پارکنگ بواۓ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا اور مژکر کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ غیر ملکی کا سن کران کے ذہن میں فوراً یہی خیال آیا تھا کہ کوڈ بتانے اور بھاری رقم دینے والا آخر کار آ ہی گیا۔ ان کا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا اور جسم میں جیسے سردی کی لہرسی دوڑنے لگ گئی تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ گیٹ میں داخل ہو کر وہ چند لمحوں کے لئے رک گئے۔ ہال میں مردوں اور عورتوں کی خاصی تعداد موجود تھی جن

روم نہیں ہے۔۔۔ آشن نے کہا۔

”کس بارے میں۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے چونک کر پوچھا۔

”ایک کوڈ آپ کو بتانا ہے۔۔۔ آشن نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ آئیے۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے اٹھتے ہوئے کہا تو آشن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ڈاکٹر تصدق نے کاؤنٹر سے پیش روم نمبر بارہ کی چابی لی اور پیش رومز ایریا میں بیچ کر اس نے بارہ نمبر روم کا تالا کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچے آشن اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچے پیش روم کا ویٹر اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر تصدق نے اسے شراب لانے کا آرڈر دے دیا۔

”یہ آرڈر میری طرف سے ہے۔۔۔ آشن نے ویٹر سے کہا تو ویٹر سر پلاتا ہوا داپس چلا گیا۔

”اس سے کیا فرق پوتا ہے آشن صاحب۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے خوشی ہو گی۔۔۔ آشن نے جواب دیا تو ڈاکٹر تصدق نے مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد شراب سرد کر دی گئی تو ڈاکٹر تصدق نے اٹھ کر دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر سائیڈ دیوار پر موجود سونچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کے ایک بڑے بٹن کو پریس کر دیا۔ بٹن پر لیں ہوتے ہی دروازے کے اندر والی طرف لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”اب آپ بے فکر ہو کر بات کر سکتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر تصدق

میں غیر ملکی بھی شامل تھے۔

”نیبل نمبر نوئی سکس کون سی ہے۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے ایک پروانہ کو روک کر پوچھا۔

”تشریف لائیے۔ میں آپ کو وہاں تک پہنچا دیتا ہوں۔۔۔ پروانہ نے موڈبانہ لجھے میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک میز کے سامنے رک گیا جہاں ایک گھٹے ہوئے جسم کا یورپی بیٹھا ہوا تھا۔

”یہ ہے جناب آپ کی مطلوبہ نیبل۔۔۔ پروانہ نے کہا۔

”تجھنک یو۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا اور پھر اس یورپی کی طرف متوجہ ہو گیا جو استھانامیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

”آپ کا نام آشن ہے۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ آپ۔۔۔ یورپی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں ڈاکٹر تصدق ہوں۔ مجھے پارکنگ بوائے نے آپ کے بارے میں بتایا ہے۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”اوہ۔ میں تو آپ کے انتشار میں تھا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ آج چھٹی کے روز آپ یہاں ضرور تشریف لاتے ہیں۔۔۔ آشن نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر دونوں نے بھرپور انداز میں نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ رسمی فقرے بھی پورے تکلفات کے ساتھ ادا کئے تھے۔

”میں آپ نے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ یہاں کوئی پیش

اتھی زیادہ تھی کہ حکومت اسے منظور کرنے پر رضامند نہ ہو رہی تھی۔
اب حکومت نے اس کی منظوری دے دی ہے تو بات آگے بڑھی
ہے۔..... آشن نے جواب دیا۔

”لیکن میر آشن۔ آئی ایم سوری۔ اب وقت کافی گزر گیا ہے
اس لئے یہ ڈیماں پرانی ہو چکی ہے۔ آپ اپنی حکومت کو بتا دیں کہ
اسے اب رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہو تو پھر
اسے ڈیڑھ گناہ کر دئے۔..... ذاکر قصدق نے کہا تو آشن نے
اختیار نہیں پڑا۔

”آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سائنس دان ہیں لیکن آپ اس میدان
کے بارے میں کچھ نہیں جانتے جس سے ہمارا تعلق ہے۔ ہم چاہیں
تو آپ کو ایک ڈالر دیے بغیر آپ سے جبرا تمام معلومات حاصل کر
لیں اور آپ کی لاش کسی ویرانے میں پڑی ہوئی حکومت کو ملے لیکن
ہم اور ہماری حکومت آپ جیسے سائنس دانوں کی قدر کرتی ہے اس
لئے ہم ہماری رقم دے کر معلومات حاصل کرنا زیادہ بہتر اور پسند
کرتے ہیں لیکن اگر آپ اب مزید ڈیماں بڑھائیں گے تو اس
وقت تو میں ناکام واپس چلا جاؤں گا لیکن پھر آپ کے ساتھ کسی
بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ صرف ہماری
حکومت ہی نہیں اور بھی کئی مالک کے ایجنت ان معلومات کو آپ
سے حاصل کرنے کے لئے آپ کو ٹھیں کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ
یقیناً آپ کو کوئی رقم دیئے بغیر معلومات حاصل کر لیں گے اس لئے

نے واپس آ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور شراب کا گلاں
انھا لیا جو اس دوران آشن نے بھر دیا تھا۔

”شکریہ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارے ایک پر ایجنت گریگ
آپ سے ملے تھے اور آپ نے ان سے بھاری رقم کی فرمائش کی
تھی۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ حکومت سے اس کی منظوری لے
لیں گے۔ انہوں نے آپ کو ایک کوڈ بتایا تھا کہ وہ خود یا ان کا کوئی
آدمی جب یہ کوڈ آپ کو بتائے گا اور مطلوبہ رقم دے گا تو آپ
اسے اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتائیں گے جس میں ذاکر
شہاب اور ذاکر رحمت کام کرتے رہے ہیں۔..... آشن نے شراب
کے گلاں سے گھونٹ گھونٹ شراب پیتے ہوئے ساتھ ساتھ بات
جاری رکھی تھی۔

”ہاں۔ مجھے یاد ہے اور ان کا فون آیا تھا کہ ان کا کار
ایکسٹریٹ ہو گیا ہے اور ابھی حکومت نے بھی رقم کی منظوری نہیں
وہی اس لئے اب جو آدمی کوڈ اور رقم لے کر آئے گا اسے بتا دیا
جائے۔ پھر کوئی نہیں آیا۔..... ذاکر قصدق نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”وراصل ہم اس کوڈ کے بارے میں بے حد محتاط تھے کہ کہیں
آپ سے کوئی غلط آدمی نہ آ کر ملے۔ چنانچہ لمبے چڑھے چکر کے
بعد وہ کوڈ مجھے تک کل پہنچا ہے اور آج میں آپ کے سامنے موجود
ہوں اس لئے بھی دیر ہو گئی اور دوسری بات یہ کہ آپ کی ڈیماں

43

”اب آپ بھی معلومات دے دیں۔“.....آشن نے انتباہ آمیز لمحے میں کہا۔

”جس لیبارٹری میں ڈاکٹر شہاب کے ساتھ میں کام کرتا رہا ہوں اس کے بارے میں معلومات بھی مہیا کرنی ہیں کہ وہ کہاں ہے تو اصل بات یہ ہے کہ وہ لیبارٹری جسے ریٹ لیبارٹری کہا جاتا ہے اس کوڈ میں اس کا محل وقوع موجود ہے۔“.....ڈاکٹر تصدق نے مشرکتے ہوئے کہا۔

”اس کوڈ میں۔ کیا مطلب؟“.....آشن نے چونکہ کہا۔ ”پاکیشیا کا علاقہ پہاڑ پور ہے۔ اس کے اندر ایک پہاڑی انسی ہے جس کی ایک سائینڈ کالے پتھروں کی ہے جبکہ اس کی مخالف سائینڈ برائق سفید پتھروں کی ہے اور تیسری اور چوتھی سمت میں سیاہ اور سفید دونوں رنگوں کے پتھر موجود ہیں۔ یہ رنگدار پتھروں سمیت پہاڑی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار اور جو جو ہے۔ دور دور سے اوگ اسے دیکھنے آتے ہیں اور اس پہاڑی کا نام کراس نائیگر ہے کیونکہ اس پہاڑ پور میں نائیگروں کا ایک قبیلہ پایا جاتا تھا جو سفید سیاہ مکس بلکہ کراس رنگ کے تھے۔ ان کی وجہ سے اس پہاڑ کو کراس کلر پہاڑ کہا جاتا ہے۔ اب وہ نائیگر تو یہاں پائے نہیں جاتے لیکن اس علاقے کو کراس نائیگر ایریا کہا جاتا ہے۔ ریٹ لیبارٹری اس پہاڑی کے نیچے ہے اور اس کا خفیہ راستہ کراس سائینڈ سے ہے۔ وہاں جیپ جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے ہمیں

42

آپ کے حق میں بھی بہتر ہے کہ آپ اپنی ذیماں کردہ بھاری رقم کا گاریونڈ چیک لیں اور معلومات مہیا کر کے خود بھی محفوظ ہو جائیں اور ہمیں بھی مزید سائل سے بچالیں۔“.....آشن نے پوری تقریب کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ رقم لے آئے ہیں۔ دے دیں۔“.....ڈاکٹر تصدق نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اسے آشن کی بات سمجھ میں آگئی ہو۔

”کیا آپ پہلے کوڈ معلوم نہیں کریں گے؟“.....آشن نے چونکہ کہا۔

”اس وقت جب میری ذیماں کے مطابق رقم مجھے مل جائے گی۔“.....ڈاکٹر تصدق نے جواب دیا تو آشن نے کوٹ کی اندرولی جیب سے ایک چیک نکال کر ڈاکٹر تصدق کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر تصدق نے چیک لے کر اسے بنور دیکھنا شروع کر دیا اور پھر اس کے چہرے پرطمینان اور سرست کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹھیک ہے۔ اب آپ کوڈ بتائیں۔“.....ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”بلکہ نائیگر جب وائٹ نائیگر سے ملتا ہے تو کراس نائیگر سامنے آتا ہے۔“.....آشن نے کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

”بالکل ٹھیک۔ آپ واقعی درست آدمی ہیں۔“.....ڈاکٹر تصدق نے چیک تھہ کر کے اپنے کوٹ کی اندرولی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ان سب کا انتظامی انجمن جس ایک سائنس دان ڈاکٹر سردار میں"۔
ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

"وہ کہاں رہتے ہیں"..... آشن نے چوک کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم کیونکہ میری ان سے بھی تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی"..... ڈاکٹر تصدق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ اب اجازت دیں"..... آشن نے کہا اور انہوں کر کھڑا ہو گیا تو ڈاکٹر تصدق بھی اٹھے اور انہوں نے مڑ کر سوچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کا بٹن آف کیا تو دروازے پر جلنے والا سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا اور پھر ڈاکٹر تصدق نے دروازہ کھول دیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ پھر ملاقات ہو گی"..... آشن نے کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"آپ کا تعلق کس ملک سے ہے"..... رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

"آپ جتنا کم جانیں گے اتنا ہی فائدے میں رہیں گے۔ اوکے گذ بائی"..... آشن نے کہا اور مسکراتا ہوا کمرے سے باہر جا کر دائیں طرف مڑ گیا۔ ڈاکٹر تصدق نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر وہاں سے نکل کر وہ اپر والی منزل کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے آج ایک کرہ باقاعدہ فون کر کے ریزرو کرنا یا تھا کیونکہ اس نے آج اور کل کی چھٹیاں یہاں گزارنی تھیں۔ وہ اب کمرے میں جا کر اطمینان سے بیٹھ کر بھاری مایت کے اس چیک

کافی دور سے پیدل چل کر وہاں آنا جانا پڑتا ہے یا پھر ہیلی کا پیٹ استعمال کیا جاتا تھا"..... ڈاکٹر تصدق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اس کے راستے کے بارے میں تفصیل بتا دیں"..... آشن نے کہا۔ وہ ہاتھ میں کاغذ پکڑے ہوئے تھا اور ساتھ ساتھ شاید نوش بھی لے رہا تھا۔

"وہ راستہ اندر سے کھلتا تھا۔ غار کی طرح سرگ تھی جو آگے جا کر گھرائی میں اتر جاتی تھی اور وہاں لیبارٹری کا مین دروازہ تھا۔ اندر امتحانی حاس سائنسی خاظتی آلات جگہ جگہ لگے ہوئے تھے۔ وہاں تکھی بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔ لیبارٹری میں صرف وہ آدمی داخل ہو سکتا تھا جس کی اجازت ماسٹر کمپیوٹر دیتا تھا ورنہ اسے راستے میں ہی بلاک کر دیا جاتا تھا۔ پھر ڈاکٹر شہاب وفات پا گئے تو حکومت نے یہ لیبارٹری بند کر دی اور مجھے بھی وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا"..... ڈاکٹر تصدق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس قدر احمد فارمولے کو مکمل نہ کیا گی ہو"..... آشن نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ دیگر لوگ وہاں کام کر رہے ہیں۔ مجھے بہر حال اس کے بعد کے حالات کا علم نہیں ہے"..... ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

"یہ لیبارٹری کس کے تحت ہے۔ وزیر سائنس کے یا کسی سائنس دان کے"..... آشن نے کہا۔

"پاکیشیا میں تمام لیبارٹریاں وزارت سائنس کے تحت ہیں لیکن

گے۔ یو لو۔ جواب دو۔ ہاں یا نہیں۔۔۔ مسلح غیرملکی نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

"چیق۔ چیق۔ چیک لے لو۔ مجھے مت مارو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا"..... ڈاکٹر تصدق نے کانپتے ہوئے لبجے میں کہا اور پھر جیب سے چیک نکال کر اس نے مسلح غیرملکی کی طرف کانپتے ہوئے ہاتھ سے بڑھا دیا۔

"تم نے درست فیصلہ کیا ہے اور اپنی جان بچانی ہے"۔۔۔ مسلح غیرملکی نے چیک لیتے ہوئے کہا۔

"اب پولیس کو اطلاع دینے کی حادثت نہ کرنا۔ ورنہ اتنا بڑا چیک رکھنے پر تمہارے خلاف انکوائری شروع ہو جائے گی اور تمہاری باقی زندگی جیل کی نگف و تاریک کوہنڑی میں ہی گزرے گی"۔۔۔ مسلح غیرملکی نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ سائیلنسر لگنے پہل کارخ البتہ ڈاکٹر تصدق کی طرف ہی تھا پھر اس نے ایک ہاتھ سے دروازے کا لاک گھولा اور دوسرے ہاتھ سے میں دروازہ گھول کر باہر نکل گیا اور اس کے عقب میں دروازہ ایک جھکٹے سے بند ہو گیا تو ڈاکٹر تصدق تقریباً مردہ حالت میں صوفے پر گر گیا۔ اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں تھا۔ چیک بھی وہ واپس لے گئے اور تمام معلومات بھی لیکن اس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا۔

"یہ۔ یہ ظلم ہے۔ زیادتی ہے۔ ظلم ہے"۔۔۔ وہ مسلسل بڑھا رہا تھا لیکن ظاہر ہے اب وہ مزید کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اچانک اسے ایک

کو دیکھنا چاہتا تھا جو اس کے خواب کی تعبیر تھی۔ پھر کمرے سکھ پہنچ ہوئے وہ سلسلہ یہی سوچتا رہا کہ اب وہ ایکریمیا میں رہ کر باقی عمر لارڈ کی طرح گزار سکتا ہے۔ اس نے جیب سے چابی نکالی جو وہ آتے ہوئے کاؤنٹر سے لے آیا تھا۔ اس نے چابی لگا کر اسے نکل کیا اور پھر چابی نکال کر اس نے جیب میں ڈالی اور پہنڈل کو جھکٹے سے پیچ کر کے دروازہ گھول دیا۔ پھر اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور اسے لاک کر کے واپس مڑا اور سیدھا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ واش روم سے فارغ ہو کر جیسے ہی وہ باہر آیا تو بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سامنے ایک غیرملکی موجود تھا جس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا پہنچ موجود تھا۔

"وہ چیک واپس کر دو ڈاکٹر تصدق ورنہ گولی مار دوں گا"۔۔۔ اس غیرملکی نے انتہائی سخت لبجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہاں اندر کیسے آئے۔ دروازہ تو لاکڑ ہے"۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے حیرت اور خوف کے ملے جملے لبجے میں کہا۔

"تم نے فون پر کمرہ بک کرایا تھا وہ ہمیں معلوم ہو گیا اس لئے میں یہاں پہلے ہی پہنچ گیا جبکہ تم پہنچل روم میں میرے ساتھی کے ساتھ مصروف تھے۔ اب دونوں بات کرو۔ چیک دے دو تو تمہاری جان نجیج جائے گی اور تم باقی زندگی کا لطف اٹھا لو گے ورنہ میں تمہیں گولی مار کر تمہاری جیب سے چیک نکال کر لے جاؤں گا اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندگی اور دنیا کے ہر لطف سے محروم ہو جاؤ۔

49
نمبر بتا دیا گیا۔ ڈاکٹر تصدق نے ٹکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے چاکٹ خیال آیا تھا کہ وہ کیپشن شہزاد کو کیا بتائے گا۔ اگر اس نے بتایا کہ اس نے رقم لے کر خیری لیبارٹری کا محل قوع بتا دیا تھا تو الا اس کے خلاف بھی کارروائی ہو سکتی تھی اس لئے اس نے رسیور رکھ دیا تھا۔ اب وہ دوبارہ پوری طرح ہوش میں آ گیا تھا۔ رقم جانے کے صدے سے وہ کافی حد تک باہر آ گیا تھا۔

”مجھے ان لوگوں کے خلاف کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ انہوں نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اسے خیال آیا کہ اس کے ایک ساتھی سامنس دان کا دوست ایک آدمی ہے جو کسی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہے اور وہ اس کے بارے میں کچھ نہ بتائے گا۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پر لیں کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا سامنس دان دوست ڈاکٹر ریحان چھٹی کی وجہ سے گھر پر ہو گا اور اسے ڈاکٹر کا نمبر یاد تھا۔

”یہلو۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ریحان میں تصدق بول رہا ہوں۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”ڈاکٹر تصدق تم۔ خیریت۔ آج سے پہلے تو تم نے کبھی گھر پر فون نہیں کیا۔ کوئی خاص بات۔۔۔ ڈاکٹر ریحان نے حیرت بھرے

خیال آیا اور وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود سفید رنگ کے بٹن کو پر لیں کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوارٹری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔ اس کے ذہن پر اچاکٹ اپنے ایک دوست کا خیال آیا تھا جو ملٹری ائمیل جنس میں کام کرتا تھا۔
”لیں۔ انکوارٹری پلیز۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”ملٹری ائمیل جنس ایکس چینچ کا نمبر دیں۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ڈاکٹر تصدق نے کریٹل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
”ملٹری ائمیل جنس ایکس چینچ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”کیپشن شہزاد سے بات کرنی ہے۔ میں ان کا دوست ڈاکٹر تصدق بول رہا ہوں۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”ہو لد کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد نسوی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”کیا آپ لائن پر ہیں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں۔۔۔ ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”وہ آج آفس سے چھٹی پر ہیں۔ ان کے گھر کا نمبر بتا دیتی ہوں۔ دہاں کاں کر لیں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی

لہجے میں کہا۔

”تمہارا ایک دوست جو کسی سرکاری ایجنٹی سے متعلق ہے میں اس کے نواس میں ایک خاص بات لانا چاہتا ہوں اس لئے تمہیں فون کیا ہے۔.....ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”کون سی باث“.....ڈاکٹر ریحان نے چونک کر پوچھا۔

”ایک خفیہ سرکاری لیبارٹری کے بارے میں مجھ سے چند غیر ملکیوں نے زبردست معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور میرے انکار کرنے پر وہ مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے۔ اب میں پریشان ہوں۔ تم بتاؤ کہ میں کیا کروں“.....ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”اس صورت حال میں تمہیں پولیس یا سینٹرل ائیلی جنس کے پاس جانا چاہئے۔ ایجنٹی کیا کرے گی۔ ارے ہاں۔ ایک بات۔ میں تمہیں ایک پہ دیتا ہوں۔ اگر وہ تمہاری بات سننے پر تیار ہو گیا تو تمہارا کام ہو جائے گا۔.....ڈاکٹر ریحان نے کہا۔

”وہ کون ہے۔.....ڈاکٹر تصدق نے چونک کر پوچھا۔

”ایک صاحب ہیں علی عمران۔ جن کا تعلق نہ ہے کہ کسی بڑی ایجنٹی سے ہے لیکن وہ بظاہر مسخرے ہیں۔ تم ان کے مسخرے پن پر مت جانا۔ اصل میں وہ بہت سمجھیدہ آدمی ہیں لیکن دوسروں کو بے وقوف بنانے کے لئے مسخرے پن کا روپ دھارے رکھتے ہیں۔.....ڈاکٹر ریحان نے کہا۔

”تمہارے کیسے واقف ہیں وہ“.....ڈاکٹر تصدق نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرے ایک دوست کی وجہ سے ان سے کلبوں میں اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ میرے دوست نے ہی بتایا ہے کہ وہ کسی بڑی سرکاری ایجنٹی سے متعلق ہیں۔ میں تمہیں ان کا فون نمبر بتا دیتا ہوں۔ تم انہیں فون کر کے وقت لے لو۔ پھر ملاقات کرو۔۔۔ ڈاکٹر ریحان نے کہا۔

”ہاں بتاؤ۔.....ڈاکٹر تصدق نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

”شکریہ۔.....ڈاکٹر تصدق نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ہونہے۔ نامش۔ اب میں اس مسخرے کو پتاوں گا۔ بکواس۔ ڈاکٹر ریحان نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے۔ ہونہے۔ اتنا سمجھیدہ مسئلہ اور میں ایک مسخرے سے بات کروں۔ نامض۔.....ڈاکٹر تصدق نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر لاشعوری انداز میں اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”چلو بتا کر دیکھ لیتے ہیں۔ شاید ان کو سزا مل جائے جنہوں نے میرے ساتھ فراہڈ کیا ہے۔.....ڈاکٹر تصدق نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”منکہ مسمی علی عمران ایسی۔ ذی ایسی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔.....رابطہ قائم ہوتے ہی

52

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ڈاکٹر تصدق نے بوکھلانے ہوئے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

”یہ۔ یہ واقعی مسخرہ ہے۔ لیکن ڈی ایس سی (آکسن) کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تو ڈی ایس سی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ سائنس میں ڈاکٹریت۔ لیکن یہ منکہ مسمی۔ کا کیا مطلب۔ یہ بُرمان خود اور بدھان خود کا کیا مطلب۔ ڈاکٹر تصدق نے بڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر لاشموری انداز میں ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یہ ڈاکٹر آف سائنس ہے تو یہ میری بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ لے گا۔ ڈاکٹر تصدق نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بُرمان خود بلکہ بدھان خود اور از فلیٹ خود بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد خوشنگوار تھا۔

”میں ڈاکٹر تصدق بول رہا ہوں۔ سائنس دان ڈاکٹر تصدق۔“ ڈاکٹر تصدق نے رُک کر کہا۔

”اوہ۔ تو آپ سائنس دان ہیں۔ ماشاء اللہ چشم بدور۔ کیا، کیا ایجادات کی ہیں آپ نے۔“ دوسری طرف سے اسی طرح خوشنگوار لہجے میں کہا گیا۔

”کیا آپ سمجھ دیگر سے میری بات نہیں سن سکتے۔ پلیز۔ انتہائی اہم بات ہے۔ ایک لیہار ٹری کو دشمن تباہ کرنا چاہتے ہیں۔“ ڈاکٹر

53

تصدق نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ مجھے بتائیں۔ میں خود وہاں آ جاتا ہوں۔ اس طرح کی باتیں فون پر نہیں ہونی چاہئیں۔“ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

”میں ریڈ لائن کلب کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں ہوں۔ آپ آ جائیں پھر تفصیل سے بات ہو گی۔“ ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔“ اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ساباط ختم ہو گیا تو ڈاکٹر تصدق نے رسیور رکھ دیا۔

والوں کو اپنے کاغذات کا نقول دینے گیا تھا۔ ان کاغذات کی رو سے وہ سیاح تھے اور پاکیشیا اور کافرستان کی سیاحت کے لئے آئے ہوئے تھے اور ان کا تعلق یورپی ملک فان لینڈ کے تاجر طبقے سے تھا۔ دروازہ کھلا اور جیمز اندر داخل ہوا۔

”آؤ چلیں اور ہاں۔ تیار ہو کر جانا۔ شاید وہاں کوئی مسئلہ سامنے نہ آ جائے“..... جیمز نے کہا تو وہ دونوں چونک کر انھ کھڑے ہوئے۔

”کہاں جانا ہے اور کیا مسئلہ ہو سکتا ہے“..... آنڑک نے کہا۔ ”اس مسخرے ریڈ بلڈ سے ملتا ہے جس نے یہ کوڈ بولا ہے۔ اس سے معلوم کریں گے کہ اسے کس نے یہ فقرہ بولنے کے لئے کہا اور پھر اس طرح اصل آزادی تک پہنچ کر اس سے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کریں گے۔ پھر آگے کارروائی ہو گی“..... جیمز نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”مشین پسلر تو ہیں جیبوں میں اور کیا لینا ہے“..... آنڑک نے کہا۔

”بس کافی ہے۔ میرا مطلب تھا کہ بالکل خالی ہاتھ نہیں ہونا چاہئے“..... جیمز نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دری بعد وہ کار میں سوار ایک سڑک پر آگے ہڑھے چلے جا رہے تھے۔ ذرا نیونگ سیٹ پر جیمز تھا جبکہ اس کے دونوں ساتھی عتمی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

جیمز، آنڑک اور رابرٹ تینوں اس وقت دارالحکومت میں موجود تھے۔ وہ فاضل پور سے واپس آ چکے تھے کیونکہ اب ان کا فاضل پور میں رہنا بے کار تھا۔ وہ تو وہاں صرف اس لئے گئے تھے کہ دارالحکومت میں رہ کر معلومات حاصل کرتے ہوئے انہیں مقامی طور پر چیک بھی کیا جا سکتا تھا لیکن اب جبکہ چیف نے انہیں اپنے طور پر کام کرنے کی آزادی دے دی تھی تو وہ واپس دارالحکومت آگئے تھا۔ گو انہیں کوڈ فقرے کا علم ہو گیا تھا لیکن اس کوڈ سے لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہ سمجھ سکے تھے۔ چیف نے جو کچھ معلوم کر کے انہیں بتایا تھا وہ بھی مبہم تھا۔ اصل مسئلہ اس لیبارٹری کے محل وقوع کا تھا جہاں کا پیر ریز کے فارمولے پر کام ہو رہا تھا اور یہی محل وقوع کی صورت سمجھ نہ آ رہا تھا۔ اس وقت دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے ایک کمرے میں آنڑک اور رابرٹ موجود تھے جبکہ جیمز ہوٹل

گیا۔

”آئیے“..... ملازم نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم یہاں اکیلے ملازم ہو“..... جیز نے پوچھا۔

”جی دو اور ملازم ہیں لیکن وہ آج چھٹی پر ہیں“..... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جیز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ برآمدے کے کونے میں ایک دروازے پر چھپ کر ملازم ایک سائیڈ پر ہو گیا۔

”تشریف لے جائیے۔ میں صاحب کو اطلاع دیتا ہوں“..... ملازم نے کہا اور واپس مڑ گیا تو جیز اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے تو یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جسے ڈرائیورگ روم کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔ فرنچر نیا اور خاصاً قیمتی تھا۔

”ریڈ بلڈ مسٹرے ہو کر بھی خاصاً کام رہے ہیں“..... جیز نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو آنک اور رابرٹ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا تو وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”میرا نام رچڑ ہے اور مجھے ریڈ بلڈ بھی کہتے ہیں“..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیز نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

”آپ کا تعلق کس ملک سے ہے“..... ریڈ بلڈ نے سب کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”فان لینڈ سے“..... جیز نے کہا تو ریڈ بلڈ نے اثبات میں سر

”راستوں کا تو پتہ ہے تمہیں۔ کہیں بھک نہ جانا“..... آنک نے جیز سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے یہاں کی سڑکوں پر پہلے بھی کاریں چلائی ہوئی ہیں اس لئے بے فکر رہو“..... جیز نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیورگ کے بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ یہ متوسط طبقے کی کالونی تھی۔ پھر ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے بندگیٹ کے سامنے جیز نے کار روکی اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ سائیڈ ستون پر موجود کال نیل کا بنن اس نے پر لیں کر دیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان جو اپنے لباس اور انداز سے ملازم دکھائی دے رہا تھا باہر آ گیا۔

”یہاں مسٹر رچڑ عرف ریڈ بلڈ رہتے ہیں۔ ان سے ملتا ہے۔ ہم یورپ سے آئے ہیں“..... جیز نے کہا۔

”میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں“..... ملازم نے موڈ بانہ لے چکے میں کہا اور پھر واپس مڑ کر اندر چلا گیا۔ چھوٹی کھڑکی اس نے بند کر دی۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو جیز جو اس دوران ڈرائیورگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، نے کار شارت کی اور اسے اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر پارکنگ تھی جس میں ایک چھوٹی کار پہلے سے موجود تھی۔ جیز نے پارکنگ میں کار روکی اور پھر ساتھیوں سمیت نیچے اتر آیا۔ اس دوران ملازم پھاٹک بند کر کے آ

ریڈ بلڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”نجانے اس عام سے فقرے میں کیا بات ہے کہ آپ دوسرے آدمی ہیں جو اس بارے میں بھس کا شکار ہو رہے ہیں حالانکہ یہ فقرہ بھی میں نے مزاجیہ باتیں کرتے ہوئے کہا تھا اور اس کا کوئی مطلب نہ تھا“..... ریڈ بلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”پہلے آپ سے کون ملا تھا“..... جیز نے چونک کر کہا۔

”کلب کے مینجر۔ جہاں ہم شو کر رہے تھے۔ آخری شو سے پہلے مینجر نے مجھے اپنے آفس میں بیایا۔ وہاں ایک سخراہ سا آدمی پہلے سے موجود تھا۔ اس کا نام عمران تھا۔ مجھے کہا گیا کہ اس عمران کا تعلق پاکستانی کسی سرکاری ایجنسی سے ہے۔ وہ بھی اس فقرے کے بارے میں ہی بات کر رہا تھا جو آپ کر رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے یقین دلایا کہ یہ عام سافقرہ تھا۔ اس کا کوئی خوبی مطلب نہیں ہے۔ اب آپ بھی یہی بات کر رہے ہیں۔ آخر کیا سے اس فقرے میں“..... ریڈ بلڈ نے کہا۔

”ویکھیں مشر۔ ہم لمبی بات نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کے سامنے دو صورتیں رکھتے ہیں۔ ان میں سے آپ ایک کا انتخاب کر لیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ آپ ہم سے ایک لاکھ ڈالر زندگی لیں اور یہ بتا دیں کہ اس فقرے کا اصل مطلب کیا ہے اور کس نے آپ کو کہا تھا کہ یہ فقرہ اپنے شو میں بولیں“..... جیز نے کہا۔

”اور دوسری صورت کیا ہے“..... ریڈ بلڈ نے ہونٹ چباتے

ہلا دیا۔

”میں اکاؤنٹ کا ہوں لیکن اب مستقل یہاں سیٹل ہوں“..... ریڈ بلڈ نے جواب دیا اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ نے کلب میں سخراہوں کے شو میں شرکت کی۔ آپ نے اس شو میں کتنی رقم کمائی ہے“..... جیز نے کہا تو ریڈ بلڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”آپ کا تعلق محکمہ نیکس سے ہے لیکن آپ تو غیر ملکی ہیں“..... ریڈ بلڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”آپ نے خود ہی اپنے سوال کا جواب دے دیا۔ ہمارا کوئی تعلق یہاں کی حکومت سے نہیں ہے۔ ہم تو اس لئے پوچھ رہے ہیں کہ اس سے زیادہ رقم آپ کو چند معلومات کے لئے دی جا سکتی ہے“..... جیز نے کہا اور ریڈ بلڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”زیادہ رقم۔ معلومات۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ اپنا تمہل تعارف کرائیں“..... ریڈ بلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اپنے شو میں ایک غیر مزاجیہ فقرہ بولا تھا جس میں بیک نائیگر، واٹ نائیگر اور کراس نائیگر تین الفاظ آئے تھے حالانکہ اس فقرے کا کوئی محل وقوع نہ بتا تھا اور نہ ہی اس فقرے کی آپ کی گفتگو میں کوئی گنجائش نکلتی تھی۔ بس اچاک آپ نے یہ فقرہ کہا اور پھر دوبارہ اپنی مزاجیہ باتیں شروع کر دیں“..... جیز نے کہا تو

یکخت زرد پڑ گیا۔ وہ اس فارنگ کے بعد حقیقت خوفزدہ ہو گیا تھا۔

”کیا۔ کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔“..... اس بار ریڈ بلڈ نے خوفزدہ لبجے میں کہا۔

”ہاں۔ بشرطیکہ تم نے سچ بولا ورنہ تم دنیا کے کسی خلطے میں بھی چلے جاؤ تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور سچ بولنے کے انعام میں ایک لاکھ ڈالرز بھی تمہیں دیئے جائیں گے اور تم زندہ بھی رہو گے۔ یہ آخری وارنگ ہے۔ اس کے بعد تمہارے پاس مزید کوئی مہلت نہیں ہو گی۔“..... جیز نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جو کچھ اب بتاؤں گا وہ سچ ہے۔ یہ فقرہ مجھے ایک خاص وقت پر بولنے کے لئے پانچ ہزار ڈالرز دیئے گئے تھے اور ساتھ ہی ڈھمکی دی گئی تھی کہ اگر میں نے خاص وقت پر یہ فقرہ نہ بولا تو مجھے شو میں ہی گولی مار دی جائے گی۔ میرے لئے پانچ ہزار ڈالرز بڑی رقم تھی اور میرے نزدیک اس فقرے میں کوئی خطرناک بات بھی نہ تھی اس لئے میں نے بول دیا۔“..... ریڈ بلڈ نے کہا۔

”کس نے کہا تھا اور تم سے ہی کیوں کہا گیا تھا یہ فقرہ بولنے کے لئے۔“..... جیز نے کہا۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ مجھے ہی کیوں یہ فقرہ بولنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ البتہ اب میں بتا دیتا ہوں کہ یہ فقرہ بولنے کے لئے مجھے گولڈن کلب کے منیجر کارن نے کہا تھا۔“..... ریڈ بلڈ

ہوئے کہا۔

”دوسری صورت میں آپ کو بتانا تو پڑے گا لیکن پھر آپ کی لاش گٹو کے کیسے کھائیں گے۔“..... جیز نے سرد لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پٹل نکال لیا۔ اس کے مشین پٹل نکالتے ہی اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی جیبوں سے مشین پٹل نکال لئے۔ ان کے چہروں پر سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔“..... ریڈ بلڈ نے ہری طرح بوکھلائے ہوئے لبجے میں کہا تو جیز نے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ہری مایت کے نوٹوں کی گذی نکال کر سامنے رکھ دی۔

”یہ ایک لاکھ ڈالرز ہیں۔ بولو کون ہی صورت کا انتخاب کرتے ہو تم۔“..... اس بار جیز نے تکلف ایک طرف رکھتے ہوئے آپ سے تم پر آتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ فقرہ تو میں نے خود بولا تھا۔“..... ریڈ بلڈ نے کہا تو تر تراہہت کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ریڈ بلڈ کے حلق سے چیخ نکل گئی لیکن یہ فارنگ اس پر نہ کی گئی تھی بلکہ ایک دیوار پر موجود بلب اڑایا گیا تھا۔

”تم نے دیکھا کہ یہ صرف کھلونے نہیں ہیں۔ اب فارنگ تمہارے جسم پر بھی ہو سکتی ہے۔“..... جیز نے کہا تو ریڈ بلڈ کا چہرہ

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاڈر کا بٹن بھی پر لیس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”گولڈن کلب“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”رجڑ کلاوں بول رہا ہوں۔ کارسن سے بات کراؤ“..... ریڈ بلڈنے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”بیلو۔ کارسن بول رہا ہوں ریڈ بلڈن۔ کیوں فون کیا ہے“۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ الجہ سر دھنا۔

”تمہارے کہنے پر شو میں کراس نائگر والا فقرہ کہہ کر میں پھنس گیا ہوں۔ تم بتاؤ میں کیا کروں“..... ریڈ بلڈنے جیز کی طرف اس انداز میں دیکھتے ہوئے کہا ہیسے پوچھ رہا ہو کہ میں نے درست بات کی ہے اور جیز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا ہوا ہے اب اتنے دنوں بعد“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مجھ سے نامعلوم افراد فون پر بار بار پوچھ رہے ہیں کہ اس نظرے کا اصل مطلب کیا ہے۔ اب تم بتاؤ میں کیا جواب دوں“۔ ریڈ بلڈنے کہا۔

”جو جی آئے کہہ دو۔ تم مسخرے ہو۔ بات سے بات نکالنے کا

نے کہا۔

”کارسن مقامی آدمی ہے یا غیر ملکی ہے“..... جیز نے پوچھا۔

”بورپی نژاد ہے۔ میں گولڈن کلب اکثر آتا جاتا رہتا ہوں اس لئے کارسن سے ملاقات رہتی ہے۔ میں نے سنا تھا کہ کارسن کا تعلق یورپ کی کسی سرکاری ایجنسی سے تعلق رکھنے والے ایجنسیوں سے ہے“..... ریڈ بلڈنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ کارسن یہ فقرہ کس تک پہنچنا چاہتا تھا“۔ جیز نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو اس اس کا بتایا ہوا وقت آتے ہی یہ فقرہ بول دیا اور اس“..... ریڈ بلڈنے جواب دیا۔

”کارسن کو فون کر دو اور کنفرم کراؤ کہ واقعی یہ فقرہ تمہیں کارسن نے بولنے کے لئے کہا تھا“..... جیز نے مشین پسل کارخ ریڈ بلڈن کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں اسے کیا کہوں“..... ریڈ بلڈنے بوکھلانے ہوئے انداز میں کہا۔

”کچھ بھی کہو لیکن یہ بات کنفرم ہونی چاہئے کہ اس نے تمہیں یہ فقرہ بولنے کے لئے کہا تھا“..... جیز نے کہا تو ریڈ بلڈنے چند لمحوں تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”لاڈر کا بٹن بھی پر لیس کر دو“..... جیز نے کہا تو ریڈ بلڈنے

فن تمہیں آتا ہے۔ کوئی بات بول دو اور سنو۔ اب دوبارہ مجھے فون نہ کرنا۔ میں نے تمہیں ایک فقرہ بولنے کے پانچ ہزار ڈالرز اس لئے نہیں دیئے تھے کہ تم مجھے عجک کرنا شروع کر دو۔..... دوسری طرف سے غصیلے لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریڈ بلڈ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”اب تمہاری تسلی ہو گئی ہے یا نہیں“..... ریڈ بلڈ نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہماری تسلی ہو گئی ہے لیکن ہمارے جانے کے بعد تم نے کارس کو فون کر کے سب کچھ بتا دینا ہے اس لئے سوری۔ تمہیں مرتا ہو گا۔..... جیز نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ریڈ بلڈ کچھ کہتا جیز کے مشین پھل نے شعلے اگلے اور ریڈ بلڈ چیختا ہوا کری سمیت پشت کے بل نیچے جا گرا اور پھر چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ براہ راست دل میں لگنے والی گولیوں نے اسے زیادہ ترپنے کا موقع نہ دیا تھا۔

”اب اس ملازم کا بھی خاتمہ کرنا ہو گا۔“..... جیز نے نوٹوں کی گذی اخفا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”دو بار فارٹنگ ہوئی لیکن وہ ملازم معلوم کرنے ہی نہیں آیا۔“..... آرڈر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ گیٹ پر ہو گا۔ آؤ۔“..... جیز نے مشین پھل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر چیزے ہی وہ باہر آئے انہیں گیٹ کے قریب

موجود کرے کے دروازے پر ملازم کھڑا نظر آ گیا۔

”صاحب اندر کیوں ہیں اور یہ کس قسم کی آوازیں تھیں جیسے پٹاٹے چل رہے ہوں۔“..... ملازم نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”آرڈر اس کی گردن توڑ دو۔“..... جیز نے آہستہ سے کہا تو

آرڈر نے اثبات میں سر ہلایا اور دو قدم آگے آجائے پر اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ملازم کی گردن پر پڑنے والی کھڑی بھیلی کی ضرب نے اسے نیچے زمین پر اچھال دیا۔ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔ چینخ کے لئے اس کا منہ کھلا ضرور لیکن بلکی سی کراہ کے علاوہ اور کوئی آواز نہ نکل سکی اور وہ بھی چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ آرڈر نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور گیٹ کے چھانک کی سائینڈ پر موجود کمرے کی طرف لے جا کر ایک طرف ڈال دیا تاکہ چھانک کھلنے پر اس کی لاش نظر نہ آئے۔ پھر آرڈر نے ہی بڑا چھانک کھولا تو جیز اور رابرٹ دونوں کار میں بیٹھ گئے اور کار باہر نکال کر ایک سائینڈ پر روک دی تو آرڈر نے بڑا چھانک بند کیا اور پھر باہر آ کر اس نے چھوٹی کھڑکی کو باہر سے بند کیا اور پھر کار میں بیٹھ گیا تو جیز نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

”اب کیا گولڈن کلب چلتا ہے۔“..... رابرٹ نے کہا۔

”کلب میں معاملات درست نہیں ہوں گے اس لئے ہم رات کے چھٹے پھر کارس کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے۔“..... جیز نے

جواب دیا۔

"جب تک ریڈ بلڈ کی لاش سامنے آجائے گی اور کارس غائب ہو جائے گا"..... آرٹر نے کہا تو جیز اور رابرٹ دونوں چونک پڑے۔
"اوہ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ پھر کیا کیا جائے"۔ جیز نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسے کلبوں کے خیہ راستے ہوتے ہیں۔ ہمیں اس کارس کو وہاں سے نکال کر لے جانا ہو گا پھر اپنی رہائش گاہ پر اطمینان سے اس سے پوچھ گچھہ ہو سکتی ہے"..... آرٹر نے تجویز دیتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ ہمیں کارس تک پہنچنے میں کتنی مراحل سے گزرنہ ہو گا اور ہمارے حلینے سب کو معلوم ہو جائیں گے۔ کارس کے غائب ہوتے ہی پورے دارالحکومت میں ہمارے حلیوں کی تلاش شروع ہو جائے گی اور پھر ہمیں دھر لیا جائے گا۔ پھر کار بھی چیک ہو جائے گی"..... جیز نے کہا۔

"بولو۔ کیا، کیا جائے۔ اب معلوم تو بہر حال کرنا ہے۔ میرے خیال میں ہم کار کو اپنی رہائش گاہ پر چھوڑ دیں اور نئے ریڈی میڈ میک اپ کر کے نیسی میں وہاں آ جائیں اور اسی آفس میں ہی پوچھ گچھہ کر کے عقی راستے سے نکل جائیں اور میک اپ دہیں آفس میں ہی اتار دیں تاکہ ہمارے جو حلینے بتائے جائیں ان کے ذریعے یہ لوگ ہم تک نہ پہنچ سکیں"..... آرٹر نے کہا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران نے کار ریڈ لائن کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوانے سے کارڈ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اپنے فلیٹ میں تھا کہ اسے ڈاکٹر تصدق کی کال آئی اور اس نے لیبارٹری تباہ کرنے کی بات کی تو عمران فوراً سمجھیدہ ہو گیا اور اس نے ڈاکٹر تصدق سے معلوم کیا کہ وہ کہاں سے بول رہے ہیں تو ڈاکٹر تصدق نے اسے بتایا کہ وہ ریڈ لائن کلب کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں موجود ہیں۔ عمران نے فوراً دہیں آنے کی بات کر کے رابطہ ختم کیا لیکن فلیٹ سے نکلنے سے پہلے اس نے کلب کے استقبالیہ میں فون کر کے یہ بات کنفرم کر لی کہ واقعی کمرہ نمبر ایک سو بارہ ڈاکٹر تصدق کے نام ہی سبک کرایا گیا ہے۔ چنانچہ وہ اب ڈاکٹر تصدق سے ملنے یہاں آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرہ نمبر دو سو بارہ کے بند دروازے کے

”اوکے۔ آپ جا سکتے ہیں۔“..... ڈاکٹر تصدق نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر تصدق۔ آپ سرداور کو جانتے ہیں۔“..... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر تصدق بے اختیار اچھل پڑے۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”آپ سرداور کو کیسے جانتے ہیں۔ وہ تو پاکیشیا کے بہت بڑے سائنس دان ہیں اور میرے استاد ہیں۔“..... ڈاکٹر تصدق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور وہ میرے شاگرد ہیں۔ کہو تو فون پر کفرم کرا دوں۔“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر تصدق اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین آگیا ہو کہ عمران کی ذہنی حالت درست نہیں ہے۔

”شاگرد اور آپ کے۔ آپ سے تو ان کی عمر دو گنا ہو گی اور وہ تو غیر ممالک میں پڑھتے رہے ہیں۔“..... ڈاکٹر تصدق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے یہ تو نہیں کہا کہ وہ سائنس میں میرے شاگرد رہے ہیں۔ وہ مجھ سے طبلہ بجا سکھتے رہے ہیں۔ اس طرح وہ میرے شاگرد تو ہوئے نا۔“..... عمران نے بڑے سادہ اور مخصوص سے لہجے میں کہا تو شاید نہ چاہئے کہ باوجود ڈاکٹر تصدق بے اختیار نہیں پڑے۔

”آپ سے مل کر قو دل چاہتا ہے کہ آپ پر اعتماد کیا جاسکتا

سامنے موجود تھا۔ اس نے کال بیتل کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”کون ہے۔“..... ڈور فون سے ڈاکٹر تصدق کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔“..... عمران نے جواب دیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہتھ آواز بند ہو گئی اور پھر دروازہ کھلا تو دروازے پر ایک اویز عمر آدمی کھڑا تھا جو اپنے چہرے مہرے اور انداز سے اویز عمر کی بجائے جوان بنتے کی کوشش کرتا نظر آ رہا تھا۔

”آپ ڈاکٹر تصدق ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ آئیے اندر۔“..... ڈاکٹر تصدق نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر تصدق نے دروازہ بند کر دیا۔

”بیٹھیں اور بتائیں کہ آپ کیا پہنا پسند کریں گے۔“..... ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”بیٹھ کر بتانا ضروری ہے۔ کھڑے کھڑے بھی تو بتایا جا سکتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کے بارے میں میرے دوست ڈاکٹر ریحان نے بتایا تھا لیکن آپ تو سمجھیدہ ہی نہیں ہو رہے کہ آپ سے بات کی جائے۔“..... ڈاکٹر تصدق نے اس بارزی ہو جانے والے انداز میں کہا۔

”بات سننے کے لئے کیا سمجھیدہ ہونا ضروری ہے۔“..... عمران بھلا کہاں آسمانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

نے محبت بھرے لبھے میں کہا۔

"ایک سائنس دان ہیں ڈاکٹر تصدق صاحب۔ وہ مجھ پر اعتماد نہیں کر رہے۔ کہتے ہیں کہ سرداور ضمانت دیں گے تو بات کروں گا۔ میں نے لاکھ انہیں سمجھایا ہے کہ سرداور کا نام ہی ضمانت کے لئے کافی ہے لیکن وہ مانتے ہی نہیں"..... عمران نے کہا۔

"کون ڈاکٹر تصدق۔ بات کراؤ میری ان سے"..... سرداور نے کہا تو عمران نے رسیور جیزت سے منہ کھولے کھڑے ڈاکٹر تصدق کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"لیں۔ لیں۔ لیں سر۔ مم۔ مم۔ میں ڈاکٹر تصدق کراس لیبارٹری میں کام کرتا تھا سر۔ وہ ڈاکٹر شہاب کے ساتھ سر۔ وہ سر۔ وہ کراس لیبارٹری سر"..... ڈاکٹر تصدق نے انتہائی یوکھلانے ہوئے لبھے میں کہا۔

"سر۔ سر۔ آج کل میں ڈی این لیبارٹری میں کام کر رہا ہوں"۔
اس بار ڈاکٹر تصدق نے قدرے سنپھلے ہوئے لبھے میں کہا۔

"عمران کو آپ جو بتانا چاہتے ہیں کھل کر بتا دیں۔ عمران سے زیادہ قابل اعتماد خود میں بھی نہیں ہو سکتا"..... سرداور نے کہا۔

"لیں سر۔ لیں سر۔ میں سمجھ گیا ہوں سر"..... ڈاکٹر تصدق نے ایک بار پھر یوکھلانے ہوئے لبھے میں کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو چکا تھا اس لئے اس نے خود بھی رسیور رکھ دیا۔

"آپ تشریف رکھیں ورنہ مجھے اخنا پڑے گا اور فی الحال میں

ہے لیکن آپ کی باتیں سن کر آپ پر اعتماد کرنے کو دل نہیں چاہتا"..... ڈاکٹر تصدق نے کہا تو عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ ڈاکٹر تصدق جیزت بھری نظروں سے اسے ایسا کرتے دیکھ رہا تھا لیکن وہ خاموش رہا۔ آخر میں عمران نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا جبکہ وہ پہلے فون کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پر لیں کر کے اسے ڈائریکٹ کر چکا تھا۔ اب اس کا رابطہ کلب ایچیجن سے کٹ گیا تھا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

"واور بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو ڈاکٹر تصدق اس طرح ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا جیسے سرداور کی آواز پیچان کر اس کا احترام کر رہا ہو۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدھاں خود بول رہا ہوں"..... عمران نے اپنے مخصوص لبھے میں کہا تو ڈاکٹر تصدق جیزت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا سخرہ آدمی سرداور جیسے بڑے سائنس دان کے ساتھ اس طرح بھی بات کر سکتا ہے۔

"اوہ۔ تم نے کہاں سے فون کیا ہے۔ جلدی بتاؤ جلدی۔ میں ایک اہم رسیور میں مصروف ہوں"..... دوسری طرف سے سرداور

عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں جس لیبارٹری کی بات کر رہا ہوں اسے رینڈ لیبارٹری کہا جاتا ہے اور یہ پاکیشیا کی ناپ سیکرٹ لیبارٹری ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید سرداور کو بھی اس کے درست محل وقوع کا علم نہ ہو گا۔ اس لیبارٹری میں کاپر ریز پر کام ہو رہا تھا۔ کاپر ریز کے بارے میں مختصر طور پر بتا دوں تاکہ آپ اس کی اہمیت کا اندازہ کر سکیں۔ آپ خود ڈی ایس سی ہیں اس لئے آپ آسانی سے اسے سمجھ جائیں گے۔ ایک شہاب ثاقب سے یہ ریز ملی تھیں۔

پھر ڈاکٹر رحمت نے اس پر طویل عرصہ کام کیا اور پھر انہوں نے کاپر نامی مخصوص دھات میں سے ریز دریافت کر لیں اس لئے ان کا نام بھی کاپر ریز رکھا گیا۔ ان ریزوں کو سترول کر کے ایک گن بنائی جا رہی تھی۔ اس گن سے نکلنے والی کاپر ریز روشنی سے دس گنا زیادہ رفتار سے چلتی ہیں اور اوزون کی تہہ کو چھاڑ دیتی ہیں اور آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اوزون کی تہہ پھٹنے سے جو علاقوں متأثر ہوں گے وہاں ایک لحاظ سے قدرتی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ ان کاپر ریز میں دوسری خاصیت یہ ہے کہ جس طرح لیزر ہیم کئے ہوئے کو واپس سلانی کر دیتی ہے اسی طرح کاپر ریز کے ذریعے اوزون کی تہہ کو چھاڑ دینے کے بعد جب چاہے اس کی دوبارہ سلانی کر دی جائے۔ مختصر یہ کہ جس کے پاس کاپر ریز گن ہو گی وہ اس دنیا کو اپنی مرضی سے آباد یا بر باد کر سکے گا۔ فرض کیا یہودیوں کے پاس یہ

انٹنے کے موڑ میں نہیں ہوں۔“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر تصدق اس بارہ سکراتا ہوا کری پر بیٹھ گیا۔

”آپ تو چھپے رسم تابت ہوئے ہیں اور میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ سرداور کے سامنے آپ اس انداز میں باقیں کریں گے اور وہ آپ کے بارے میں اس طرح کی بات کریں گے حالانکہ ان کے سامنے بڑے بڑے غیر ملکی سائنس دان اور حکام اور جنگی آواز میں بولنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔“..... ڈاکٹر تصدق نے قدرے حرمت بھرے بھرے میں کہا۔

”آپ کو کس نے کہا ہے کہ میں چھپا ہوا رسم ہوں۔ میں تو اوپن رسم ہوں۔ اگر آپ کہیں تو ایک بار پھر سرداور کو فون کر کے ان سے فیصلہ کرائیں کہ میں چھپا رسم ہوں یا اوپن رسم۔ بہر حال آپ نے مجھے رسم تو مان ہی لیا ہے۔ میرے لئے یہی کافی ہے۔“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پلیز عمران صاحب۔ سمجھدی گی سے میری بات سنیں۔ یہ ایک اہم سرکاری لیبارٹری کا مسئلہ ہے۔ میرے ایک دوست نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کا تعلق چونکہ کسی سرکاری ایجنسی سے ہے اس لئے آپ کو تفصیل بتا دوں۔“..... ڈاکٹر تصدق نے کہا تو عمران کے چہرے پر سمجھدی گی کے تاثرات تیزی سے پھیلتے چلے گئے۔

”اوہ سوری۔ آپ بتائیں کس لیبارٹری کی بات کرنا چاہتے ہیں۔“

یہاں پہنچا تو پارکنگ بولے نے مجھے بتایا کہ ایک غیر ملکی میرے بارے میں معلوم کر رہا تھا اور وہ اسے کہہ گیا ہے کہ اگر میں آؤں تو مجھے بتا دیا جائے کہ ایک غیر ملکی میرے انفار میں اندر میں نمبر چھپیں پر بیٹھا ہے۔ میں اندر گیا تو وہاں ایک آئین نامی یورپی موجود تھا اس نے گریگ کا نام بھی لیا اور وہ فقرہ بھی دوہرایا۔

ڈاکٹر تصدق نے تفصیل سے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا فقرہ تھا وہ“..... عمران نے قدرے بیزار سے لجھے میں پوچھا کیونکہ ڈاکٹر تصدق تمہید باندھنے کا عادی تھا اور عمران کو اس تمہید باندھنے سے چڑھی لیکن وہ اس لئے خاموش رہا تھا کہ بہر حال ان سب باتوں کا تعلق کسی لیبارٹری سے ہی ہے جو خطرے میں ہے۔

”اس فقرے میں بلیک نائیگر، سفید نائیگر اور کراس نائیگر کا ذکر ہے“..... ڈاکٹر تصدق نے کہا تو عمران بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ پہلی بار اس کے چہرے پر دلچسپی کے تاثرات ابھرے کیونکہ یہی فقرہ وہ مسخروں کے شو میں ریڈ بلڈ سے سن کر چونکا تھا۔ اسے محسوس ہوا تھا کہ یہ کوئی عام سا مزاجیہ فقرہ نہیں ہے بلکہ کوئی کوڈ ہے۔ پھر کلب کے میتھر حشمت کے آفس میں ریڈ بلڈ کو بلا یا گیا مگر اس نے اسے عام سا فقرہ کہہ کر تالئے کی کوشش کی اور عمران اس لئے خاموش ہو گیا کہ وہ ایک بہم سے فقرے کے لئے صرف اندازے کی بناء پر تشدد نہ کرنا چاہتا تھا لیکن اب ڈاکٹر تصدق اس

گن ہے تو وہ ہر اس علاقت کو تباہ کر دیں گے جہاں مسلم ممالک آباد ہیں۔..... ڈاکٹر تصدق نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر سپاٹ پن ابھر آیا تھا۔

”آپ نے واقعی تفصیل سے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ آپ اس لیبارٹری کے بارے میں مزید کیا کہنا چاہتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”میں محل کر بات کروں گا۔ مجھے ایکریمیا سیشن ہونے کا شوق ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے ایک یورپی انجینٹ گریگ مجھے ملا اور اس نے اس لیبارٹری کے بارے میں مجھ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو میں نے اس سے بھاری رقم طلب کی۔ اس نے کہا کہ اس قدر بھاری رقم منظور ہونے میں تھوڑا وقت لگ سکتا ہے اور اس دوران اسے بھی کچھ ہو سکتا ہے اس لئے اس نے ایک کوڈ فقرہ بتا دیا جو بھی یہ فقرہ لے کر مجھ تک پہنچے گا میں اس سے سودا کر لوں گا۔ وہی اس گریگ انجینٹ کا نامانندہ ہو گا۔ اس سے رقم لے کر میں اسے لیبارٹری کا محل وقوع بتا دوں گا لیکن پھر طویل عرصہ گزر گیا مگر نہ ہی گریگ واپس آیا اور نہ ہی اس کا کوئی نامانندہ۔ البتہ آج چونکہ لیبارٹری سے میرا ویکلی ریسٹھا اس لئے میں یہاں آ گیا۔ یہاں آنے سے پہلے میں نے یہ کمرہ بک کرایا تاکہ میں آرام کرسکوں۔ یہ میرا ہمیشہ کا معمول ہے۔ جب میں

کوڈ فقرے کی بناء پر انتہائی سنجیدہ کہانی سنارہا تھا اس لئے وہ چونکہ پڑا تھا۔

”پھر آپ نے کیا کیا“..... عمران نے پوچھا۔

”میں اسے ایک پیش کرے میں لے گیا اور اس نے میری مطلوبہ رقم کا گارنیڈ چیک دیا اور میں نے اسے لیبارٹری کے محل موقع کے بارے میں بتا دیا“..... ڈاکٹر تصدق نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”آپ نے اپنے ہی ملک سے صرف چند سکوں کی خاطر غداری کر دی“..... عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں نے کوئی غداری نہیں کی کیونکہ وہاں پہلے لیبارٹری تھی جس میں ڈاکٹر رحمت کام کرتے تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد ڈاکٹر شہاب کام کرتے رہے۔ پھر ڈاکٹر شہاب بھی فوت ہو گئے تو مجھے سمیت باقی تمام افراد کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا اور لیبارٹری بند کر دی گئی۔ اب وہاں کوئی لیبارٹری نہیں ہے“..... ڈاکٹر تصدق نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہے کہ لیبارٹری وہاں نہیں ہے۔ کیا آپ دوبارہ خود وہاں گئے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”میں وہاں نہیں گیا اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ وہاں لیبارٹری نہیں ہے ورنہ میرے بغیر کا پر ریز پر کام آگئے نہیں بڑھ سکتا کیونکہ میں ڈاکٹر شہاب کے تحت کام کرتا رہا ہوں۔ میرے علاوہ اور کوئی

ان کے ساتھ کام نہیں کرتا رہا اس لئے کا پر ریز پر میرے بغیر کام آگئے بڑھ ہی نہیں سکتا“..... ڈاکٹر تصدق نے قدرے فخریہ لمحے میں کہا۔

”تو کیا یہ لیبارٹری صرف کا پر ریز پر کام کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس میں کوئی دوسرا کام بھی تو ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ لیبارٹری خصوصی طور پر اسی لئے بنائی گئی تھی۔ ڈاکٹر رحمت نے یہیں سے ہی کا پر ریز دریافت کی تھیں اور اس کا ذخیرہ بھی وہیں موجود ہے۔ اس لیبارٹری کی تمام مشینی خصوصیں ہے۔ یہ کام لیبارٹری نہیں ہے“..... ڈاکٹر تصدق نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ لیبارٹری۔ تفصیل سے بتائیں“..... عمران نے کہا۔

”پہاڑی علاقے پہاڑ پور میں ایک پہاڑی ہے جس کی ایک ست پر کالے رنگ کے پتھر ہیں جبکہ دوسری سائیڈ پر سفید رنگ کے پتھر ہیں۔ باقی دونوں سائیڈوں پر سیاہ اور سفید رنگ کے مکس پتھر ہیں۔ اسے کراس نائیگر پہاڑی کہتے ہیں“..... ڈاکٹر تصدق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وہ چیک کہاں ہے۔ وہ ذرا دکھائیں“..... عمران نے کہا۔

”یہی تو روتا ہے۔ وہ آسٹن چیک دے کر اور معلومات لے کر چلا گیا تو میں یہاں اس کرے میں آ گیا۔ پھر یہاں اس کا آدمی

اصول پندرہ آدمی ہیں۔ وہ تو مجھے بیتل میں بند کر دیں گے۔ بس مجھے نہیں چاہئے اب رقم”..... ڈاکٹر تصدق نے بے اختیار دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ جس لمحہ میں آپ رہتے ہیں، جس کے وسائل سے آپ اور آپ کی فیملی زندہ ہے اس سے محبت کرنا سکھیئے۔ اس سے غداری کرنا اپنے آپ سے غداری کرنا ہے اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔..... عمران نے سرد لبجھ میں کہا اور مڑک کرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سرداور کی خصوصی لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ اس لیبارٹری کے بارے میں ان سے تمام تفصیل حاصل کرنا چاہتا تھا جس لیبارٹری کا ذکر ڈاکٹر تصدق نے کیا تھا۔

آیا۔ اس نے مشین پسل نکال کر مجھے ہلاک کرنے کی دھمکی دی اور مجھ سے چیک واپس لے لیا اور پھر چلا گیا۔ تب ہی تو میں انہیں پکڑوانا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے ایک سائنس دان دوست سے بات کی۔ وہ آپ کا ملنے والا ہے۔ اس نے آپ سے بات کرنے کے لئے کہا۔..... ڈاکٹر تصدق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان سے بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے آپ کو زندہ چھوڑ دیا درنے مجھے تک یہ بات پہنچتی ہی نہ۔ شاید انہوں نے اس لئے آپ کو زندہ چھوڑا ہے کہ آپ سائنس دان ہیں اور سائنس دان کی ہلاکت پر حکومت کی پوری مشینزی حرکت میں آجائی اور اگر وہ چیک واپس نہ لے جاتے تو آپ کسی کو نہ بتاتے۔..... عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے پھر تو میرے ساتھ کوئی دھوکہ نہ ہوا ہوتا۔..... ڈاکٹر تصدق نے بڑے سادہ سے لبجھ میں کہا تو عمران ڈاکٹر تصدق کی سادہ لوچ پر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر تصدق بس سائنس دان ہی ہے۔ باقی معاملات میں وہ سادہ لوح ہے۔

”اب آپ کیا چاہتے ہیں۔..... عمران نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”مجھے میری رقم ملنی چاہئے۔..... ڈاکٹر تصدق نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی رقم برآمد کر کے سرداور تک پہنچا دوں گا۔

آپ ان سے لے لینا۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ فارگاڈ سیک۔ ایسا نہ کریں۔ سرداور تو انتہائی

کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ تم عقی طرف سے آ جاؤ لیکن ہم یہاں پہلی بار آئے ہیں۔ تم ہمیں گائیڈ کرو تو یہ رقم تمہاری،..... جیز نے ایک بڑی مالیت کا نوٹ جیب سے نکال کر پارکنگ بوائے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ جناب۔ لیکن میں یہاں سے باہر تو نہیں جا سکتا۔ البتہ میں تفصیل بتا سکتا ہوں“..... پارکنگ بوائے نے جلدی سے نوٹ لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ہاں نہیں ہے۔ بتا دو“..... جیز نے کہا تو پارکنگ بوائے نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔ جیز نے دو تین سوالات کئے اور پھر اس کا شکریہ ادا کر کے دوبارہ کار کی طرف مڑ گیا جبکہ پارکنگ بوائے اس دوران آنے والی کاروں کی طرف بھاگتا ہوا چلا گیا۔

”بیٹھو“..... جیز نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور جیز نے کار بیک کر کے اسے پارکنگ سے باہر نکالا اور پھر اسے موڑ کر کپاڈنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”تمہیں کیسے خیال آ گیا اس لئے سے بات کرنے کا۔“
سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آنک نے کہا۔

”بعض اوقات اندازے درست نکل آتے ہیں۔ میرا اندازہ تھا کہ یہ لڑکا نہ صرف ذہنی طور پر ہوشیار ہے بلکہ حریص بھی ہے اس لئے بات بن سکتی ہے اور دیکھو بات بن گئی“..... جیز نے کہا تو

کار گولڈن کلب کے کپاڈنڈ گیٹ میں داخل ہو کر سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کار پر جیز اور اس کے ساتھی سوار تھے۔ کار روک کر وہ نیچے اترے تو پارکنگ بوائے نے آ کر کارڈ جیز کی طرف بڑھا دیا کیونکہ ڈرائیور گ سیٹ سے وہی نیچے اترتا تھا۔ جیز پارکنگ بوائے کو دیکھ کر چونکہ پڑا کیونکہ پارکنگ بوائے کے انداز و اطوار بتا رہے تھے کہ وہ ذہنی طور پر خاصا ہوشیار اور تیز رواکا ہے۔

”کب سے یہاں کام کر رہے ہو“..... جیز نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جی گزشتہ چھ سالوں سے“..... پارکنگ بوائے نے مرتے ہوئے دوبارہ جیز کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ ہم نے کار سن سے ملا ہے۔ اس نے ہمیں کہا ہے کہ

تم سے ایک بڑا سودا کرنے آئے ہیں۔ میرا نام جیمز ہے اور یہ میرے ساتھی آرک اور رابرٹ ہیں۔۔۔ جیمز نے سکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے مصافی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تو کارن کے چہرے پر قدرے اطمینان کے نثارات ابھر آئے۔ اس نے باری باری جیمز اور اس کے ساتھیوں سے پر جوش انداز میں مصافی کیا اور پھر جیمز اور اس کے ساتھی میز کی دوسری طرف اور کارن و اپس اپنی کری پر بیٹھ گیا۔

”آپ کس سودے کی بات کر رہے ہیں؟۔۔۔ کارن نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہم یہ کلب خریدنا چاہتے ہیں۔۔۔ جیمز نے کہا تو کارن بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ میں نے تو اسے فروخت کرنے کی کبھی کسی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔۔۔ پھر۔۔۔ کارن نے جیمرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ضروری نہیں کہ آپ کلب فروخت کریں تو آپ کو رقم ملے۔۔۔ بغیر کلب فروخت کئے بھی آپ اسے فروخت کرنے جتنی رقم حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔ جیمز نے سکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ آپ اصل بات کریں۔۔۔ آپ کون ہیں اور کیوں یہاں آئے ہیں؟۔۔۔ کارن نے اس بار قدرے سرد لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیمز کا رکن موز کر کلب کی عقیقی سائیڈ پر لے گیا اور پھر عقیقی گلی میں اس نے اسے موز دیا۔ یہاں ایک سائیڈ پر باقاعدہ مختصر سی پارکنگ بنی ہوئی تھی جس میں دس بارہ کاریں موجود تھیں۔ پارکنگ بوانے نے انہیں بتایا تھا کہ عقیقی چوڑی گلی میں جوئے خانے کا ایک دروازہ ہے تاکہ وہ لوگ جو کلب کے میں گیٹ سے وہاں جانا پسند نہ کرتے ہوں وہ اس خفیہ راستے سے اور بغیر کسی کو معلوم ہوئے اندر پہنچ جائیں اور وہیں کارن کا آفس بھی ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ کارن کے آفس کے سامنے موجود تھے۔ وہاں چونکہ چار پانچ میزوں پر زور و شور سے جو اکھیلا جا رہا تھا اس لئے انہیں بھی جو اکھیلے والے سمجھ کر کسی نے نہ روکا تھا۔ البتہ کارن کے آفس کے سامنے ایک مسلح دربان موجود تھا لیکن جیمز اور اس کے ساتھیوں کو اس نے روکنے یا کسی قسم کی پوچھ چکھ کی ضرورت نہیں تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ تینوں یورپی نژاد تھے۔ جیمز نے آفس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے تو آفس نیبل کی پیچھے اس کے دونوں ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے تو آفس نیبل کی دوسری طرف موجود ایک یورپی نژاد آدمی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر جیمرت تھی۔

”آپ۔۔۔ آپ کون ہیں اور بغیر اطلاع کیوں آئے ہیں؟۔۔۔ کارن نے قدرے بوكھلانے ہوئے لبھے میں کہا۔

”اطمینان سے بینھ جاؤ مسٹر کارن۔۔۔ ہم تمہارے دوست ہیں اور

”ہمیں صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ آپ نے رچڈ عرف ریڈ بلڈ سخزے کو پانچ ہزار ڈالرز دے کر ایک مخصوص وقت پر غیر مزاجہ اور کوڈ فقرہ اپنے شویں بولنے کے لئے کیوں کہا تھا۔ اس کوڈ فقرے کا مطلب کیا ہے۔ ہم آپ کو کلب کی قیمت جتنی رقم دے سکتے ہیں۔“ جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کارن کے چہرے پر جھٹت کے مزید تاثرات ابھر آئے۔

”آپ کو کس نے یہ سب کچھ بتایا ہے اور آپ کا تعلق کس یورپی ملک سے ہے؟“ کارن نے سفٹھلے ہوئے لمحے میں کہا۔

”ہمارا تعلق یورپی ملک کاشریا سے ہے اور یہ سب کچھ ہمیں ریڈ بلڈ سے معلوم ہوا ہے۔ اس نے ہمارے کہنے پر ہمیں فون کیا تھا تاکہ ہم کفرم ہو جائیں اور یہ بھی بتا دوں کہ ریڈ بلڈ کو ہم نے اس لئے ختم کر دیا ہے کہ کوئی اور اس سے معلومات حاصل نہ کر سکے۔ ہماری ایجنسی کا خیال ہے کہ اس کوڈ فقرے میں کسی لیبارٹری کا محل وقوع بتایا گیا ہے۔“ جیز نے کہا۔

”کتنی رقم دیں گے آپ۔ سوچ کر جواب دیں ورنہ میری انگلی کے ایک اشارے پر آپ کا حال ریڈ بلڈ سے بھی زیادہ عبرتاک ہو سکتا ہے۔“ کارن نے اس بارہمکی آمیز لمحے میں کہا۔

”ہمیں ڈھمکیاں مت دو کارن۔ اگر ہم چاہتے تو یہاں قتل عام کر کے ہمیں الہا لے جاتے اور تم سے سب کچھ معلوم کر کے تمہاری لاش گھر میں پھیک دیتے لیکن ہم سیدھی انکیوں سے سمجھی

نکالنے کو انگلیاں میزھی کرنے کی نسبت ترجیح دیتے ہیں۔“ جیز نے خشک لمحے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بولو۔ کتنی رقم دو گے؟“ کارن نے کہا۔

”دو لاکھ ڈالرز۔“ جیز نے کہا تو کارن بے اختیار طنزیہ انداز میں بہس پڑا۔

”تو آپ کے نزدیک میرے کلب کی قیمت دو لاکھ ڈالرز ہے۔“ کارن نے طنزیہ لمحے میں کہا۔

”کلب نہیں۔ یہ آفس۔ یہ نیبل بلکہ اس کری کی قیمت ہے دو لاکھ ڈالرز۔“ جیز نے کہا۔

”سوری۔ اب سن لیں۔ اگر آپ دو لاکھ ڈالرز دیں تو میں آپ کو تفصیل بتا سکتا ہوں ورنہ آپ ایسے ہی پوچھتے رہ جائیں گے اور جنہیں یہ معلومات مل چکی ہیں وہ فائدہ اٹھا جائیں گے۔“ کارن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ گارینڈ چیک مل جائے گا۔“ جیز نے کہا اور جیب سے ایک چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر تحریر لکھی اور چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے کارن کی طرف بڑھا دیا۔ کارن کچھ دیر تک غور سے چیک کو دیکھا رہا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک تھہ کر کے اسے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

”یہ ساری گیم کا پر ریز کے فارمولے کے حصول کی ہے۔ اس

ویکھا کرے۔ وہاں مسخرہ ریڈ بلڈ یہ فقرہ دوہرائے گا۔ میں نے ریڈ بلڈ کو پانچ ہزار ڈالرز دے کر اسے یہ فقرہ کہنے پر آمادہ کر لیا۔ پھر اس نے ڈاکٹر تصدق کے بارے میں معلومات کیں اور اس سے مل کر اس نے کوڈ فقرہ دوہرا کر اور مطلوبہ رقم دے کر اس سے لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں۔ یہ باتیں آشن نے فون کر کے مجھے بتائی ہیں۔ اب آپ بھی ڈاکٹر تصدق سے مل لیں۔ اس سے معلومات خرید لیں۔ کارن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تفصیل بھی آپ ہی بتائیں گے۔ لازماً آشن سے آپ نے پوچھی ہوگی۔ آپ پانچ لاکھ ڈالرز اور لے لیں لیکن ہمیں پوری تفصیل بتا دیں۔“..... جیمز نے کہا اور جیب سے ایک بار پھر چیک بک نکال لی۔

”ٹھیک ہے۔ دیں چیک۔ میں آپ کا وقت بچا دیتا ہوں تاکہ آپ ناکام نہ رہ جائیں۔“..... کارن نے کہا تو جیمز نے ایک چیک لکھ کر اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور چیک کارن کی طرف بڑھا دیا۔ کارن نے ایک بار پھر غور سے چیک دیکھا اور پھر تھہ کر کے اسے بھی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد اس نے تفصیل سے لیبارٹری کے بارے میں سب کچھ بتا دیا جو آشن نے اسے بتایا تھا۔

”آشن نے یہ تفصیل آپ کو کیوں بتائی تھی جبکہ آپ کا کوئی

لیبارٹری میں ڈاکٹر تصدق کام کرتا تھا جسے بعد میں ہٹا دیا گیا۔ فان لینڈ کا ایک ایجنت گریگ جو میرا بھی دوست تھا اس نے ڈاکٹر تصدق کو اپروچ کیا اور اس سے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر تصدق نے بھاری رقم طلب کر لی تو گریگ نے اپنی حکومت کے پاس جا کر یہ رقم منظور کر لیں لیکن چونکہ وہ ایک ایجنت تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ ایجنت کے ساتھ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس نے ایک کوڈ فقرہ ڈاکٹر تصدق سے طے کر لیا۔ پھر اس کا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ میں ان دنوں وہاں تھا اور میں اسے پوچھنے کے لئے گیا تو اس نے مجھے اعتقاد میں لیتے ہوئے ساری بات بتا دی اور کہا کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو میں پاکیشیا میں اس کا کام کروں۔ میری رضامندی پر اس نے یہ فقرہ بتایا اور کہا کہ اس کا نائب آشن پاکیشیا پہنچ کر مجھے فون کرے گا اور فقرہ پوچھنے کا لیکن میں نے براہ راست اسے یہ فقرہ نہیں بتانا ورنہ میں بھی اس چکر میں پھنس کر ہلاک ہو سکتا ہوں اس لئے کسی ایسے انداز میں فقرہ کہنا کہ آشن تک پالواسط طور پر فقرہ پہنچ جائے اور اسے ڈاکٹر تصدق کے بارے میں بھی بتا دینا کہ وہ وہاں یہ فقرہ دوہرائے گا اور مطلوبہ رقم دے گا تو ڈاکٹر تصدق اسے لیبارٹری کا محل وقوع بتا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب آشن نے مجھ سے رابطہ کیا تو میں نے اسے بتایا کہ وہ ریالٹو کلب میں ہونے والے مسخرؤں کا شو

برہا راست تعلق بھی نہیں تھا اور آپ نے اسے برہا راست کوڈ فقرہ بھی نہ بتایا تھا۔..... جیز نے کہا تو کارسن بے اختیار مکرا دیا۔
”آشن پاکیشیا پہلی بار آیا ہے اور اسے یہاں اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے میری مدد کی ضرورت ہے اس لئے اس نے مجھے تفصیل بتائی تاکہ اس کے مطابق میں اس کی مدد کر سکوں۔“ کارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو آپ نے کیا مدد کی ہے آشن کی اور وہ اس وقت کہاں ہے؟“..... جیز نے پوچھا۔

”میں نے اسے ایک گاڑی اور اپنا ایک آدمی دیا ہے جو پہاڑ پور کے پورے علاقے سے والقف ہے اور بس۔ باقی کام اس نے خود کرنا ہے اور مجھے واقعی نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے۔ البتہ فون پر اس کا رابطہ رہتا ہے۔ اب اگر اس کا فون آیا تو میں اس سے پوچھ لوں گا۔“..... کارسن نے کہا۔

”اوکے۔ اجازت“..... جیز نے کہا اور انٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ کارسن بھی انٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ مصافیہ کر کے مڑے اور دروازے سے باہر آ گئے۔

”تم نے اسے زندہ چھوڑ دیا جیز۔ وہ آشن کو فون کر کے ہمارے بارے میں بتا دے گا۔“..... آنڑک نے کہا۔

”میں نے وانتہ ایسا کیا ہے۔ میں کسی اور چکر میں الجھنا نہیں چاہتا۔ اب ہمیں محل وقوع معلوم ہو گیا ہے۔ آج رات کو ہی ہم

آپریشن کر دیں گے۔ اول تو یہ کسی کو بتائے گا نہیں کیونکہ اس نے رقم لے کر وہ معلومات ہمیں مہیا کر دی ہیں اور اگر وہ بتا بھی دے تب بھی آشن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔“..... جیز نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تم کتنا عرصہ پہاڑ پور میں رہے ہو،..... آشن نے پوچھا۔
”میں تو پیدا ہی پہاڑ پور شہر میں ہوا تھا اور وہاں میں نے بس سال گزارے ہیں۔ آپ کو چیف کارس نے بتایا تو تھا“..... اس آدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس آدی کا نام جیرالڈ تھا اور اسے گولڈن کلب کے مالک اور منیجر کارس نے آشن کے ساتھ بھیجا تھا کہ جیرالڈ اس پورے علاقے کے چھے چھے سے واقف ہے۔

”پھر تو تمہیں کریک کے بارے میں علم ہونا چاہئے“..... آشن نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے رکھے ہوئے فون کی گھمنی نج اُبھی تو آشن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ آشن بول رہا ہوں“..... آشن نے کہا۔

”کارس بول رہا ہوں گولڈن کلب سے“..... دوسری طرف سے کارس کی آواز سنائی دی تو آشن نے ہاتھ بڑھا کر لاڈر کا بٹن پر لیس کر دیا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات“..... آشن نے کہا۔

”فان لینڈ کی کسی ایجنٹی کے غیر معمولی ایجنت اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مخترع ریڈ بلڈ کے پاس پہنچے۔ اس سے انہوں نے میرے بارے میں معلومات حاصل۔ پکیں کہ میں نے ریڈ بلڈ کو غیر مزا۔ لقرہ بولنے کے لئے رقم دی

آشن پاکیشیا کے دارالحکومت میں اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا سامنے رکھے ہوئے ایک نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اوہیزہ عمر آدی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی نقشے پر جھکا ہوا تھا اور پار بار نقشے پر انگلی رکھ کر اسے کچھ بتا رہا تھا۔

”اس پہاڑی تک پہنچ بھی جائیں تب بھی ہمیں لیبارٹری میں تو سامنے کے راستے سے ہی جانا پڑے گا اور وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ کوئی ایسا کریک جو ہمیں فرنٹ کی بجائے کسی اور طرف سے لیبارٹری کے اندر پہنچا دے“..... آشن نے اس اوہیزہ عمر آدی سے کہا۔

”سر۔ یہ تو وہاں جا کر حق معلوم ہو گا کہ ایسا کوئی کریک موجود ہے یا نہیں۔ اب نقشے میں تو کریک ظاہر نہیں کئے جاتے“..... اس آدی نے کہا۔

پور شہر میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑیوں کے درمیان بنی ہوئی سڑک پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”خاص علاقوں میں داخل ہونے سے پہلے چیک پوسٹ ہے۔ اس سے کراس کرنا مشکل ہو گا۔ ہمارے ساتھ حساس اسلحہ موجود ہے۔۔۔۔۔ جیز الدین نے گردن موڑ کو سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آشن سے کہا۔

”یہاں پاکیشیا میں رشوت عام ہے۔ کیا رقم دے کر ہم گزرنیں سکتے؟۔۔۔۔ آشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بات کر لوں گا۔۔۔۔۔ جیز الدین نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے واقعی چیک پوسٹ کے سامنے جیپ روک دی اور جیپ سے نیچے اتر کر وہ چیک پوسٹ کے انچارج کے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو انچارج اس کے ساتھ تھا۔ اس نے جیز الدین سے ہاتھ ملا کر اسے رخصت کیا اور جیپ کو کراس کرنے کا کہہ دیا۔ چند لمحوں بعد جیپ چیک پوسٹ کو کراس کر کے آگے نکل گئی۔

”صرف پانچ سوروپے دیئے ہیں۔ اس میں وہ راضی ہو گیا۔۔۔۔ جیز الدین نے سکراتے ہوئے کہا تو آشن بے اختیار نہیں پڑا۔ پھر تقریباً دو سخنے بعد جب رات کا اندر جیزا اتنے لگا تو وہ ایک ایسے پہاڑی قبے میں پنج گئے جہاں سے آگے پختہ سڑک نہ تھی۔ اس کے بعد پہاڑیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں اور سوانح پیدل

تھی۔ پھر وہ میرے آفس آئے۔ میں نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ مجھے بھی رقم دی گئی تھی کہ میں یہ فقرہ شو میں ریڈ بلڈ کے ذریعے کہلاؤں اور بس لیکن انہیں نہ صرف آپ کے بارے میں علم تھا بلکہ انہیں یہ بھی علم تھا کہ آپ ڈاکٹر تصدق سے ملے تھے۔ کیا آپ نے ڈاکٹر تصدق کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ کارسن نے کہا۔

”میرے بارے میں وہ کیا جانتے ہیں؟۔۔۔۔ آشن نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے خود سوال کر دیا۔

”صرف آپ کا نام اور ملک کا نام۔ یہ انہیں ڈاکٹر تصدق نے بتایا ہو گا۔۔۔۔۔ کارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب میں خود ہی ان سے نہ لوں گا۔۔۔۔ آشن نے کہا اور رسپور رکھ دیا۔

”اب چلو۔ ہمیں کام کرنا ہو گا درجہ وہ لوگ ہم سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔۔۔۔ آشن نے سامنے پڑے ہوئے نقش کو اٹھا کر تہہ کرتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد جیپ میں سوار تین افراد پہاڑیوں کی طرف جانے والی سڑک پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پہاڑ پور دارالحکومت سے تقریباً دو سو کلومیٹر دور تھا۔ جیپ کی ڈرائیورگ سیٹ پر جیز الدین تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر آشن اور عقبی سیٹ پر آشن کا اسٹنٹ انھوں بیٹھا ہوا تھا جیپ میں مخصوص ہتھیار موجود تھے۔ پھر تقریباً اڑھائی سخنے کے طویل سفر کے بعد وہ پہاڑ

آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیراللہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جب رات قدرے گہری ہو گئی اور ہر طرف گھپ اندر ہرا چھا گیا تو آشن، انھوں اور جیراللہ اسلحہ جیبوں میں ڈالے خاموشی سے اس سرائے کے احاطے سے نکلے اور کراس نائیگر پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ رہنمائی جیراللہ کر رہا تھا اور واقعی گھپ اندر ہرے کے باوجود وہ اس رفتار سے چل رہا تھا جیسے رات کی بجائے دن کا وقت ہو یا پھر اس کی آنکھوں میں کسی بلی کی آنکھیں لگا دی گئی ہوں جبکہ آشن اور انھوں خاصے پر پیشان تھے کیونکہ جس راستے سے وہ چل رہے تھے اس کے دونوں اطراف میں گہری کھایاں تھیں اور چلنے میں معمولی سی لغزش بھی انہیں گہرائی میں دھکیل سکتی تھیں لیکن جیراللہ کی رہنمائی میں وہ بہر حال اس کراس نائیگر نامی پہاڑی کے عقبی حصے تک پہنچ گئے۔ رات کے وقت چونکہ چاند بھی موجود نہ تھا اس لئے یہ پہاڑی بھی دوسری پہاڑیوں جیسی ہی لگ رہی تھی۔

”انھوں۔ گیس گن نکالو تھیلے سے اور کسی رختے میں اسے فائز کر دو۔“..... آشن نے اپنے ساتھی انھوں سے کہا۔

”یہ بس۔“..... انھوں نے کہا اور اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے اس نے ایک چھوٹی سی گن نکالی جس کے آگے باریک لیکن بھی سوئی گلی ہوئی تھی۔ اس نے یہ سوئی ایک رختے میں ڈالی اور گن پر دباو ڈالا تو سوئی رختے کے اندر گھستی چلی گئی۔

چلنے کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ یہاں بھی جیراللہ نے ہی بات کی اور انہیں ایک سرائے کا احاطہ کرائے پر مل گیا جہاں وہ جیپ بھی رکھ سکتے تھے اور رات بھی گزار سکتے تھے۔ سرائے میں ہی انہوں نے کھانا منگوا کر کھایا۔

”یہاں سے وہ کراس نائیگر پہاڑی کتنے فاصلے پر ہے۔“ کھانا کھانے کے بعد آشن نے جیراللہ سے پوچھا۔

”یہاں سے پیدل چلتے ہوئے ہم ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔“..... جیراللہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن رات کو ہم راستہ کیسے چیک کر سکیں گے۔ اگر ہم نے ناچیل جلاسیں تو فوراً چیک ہو جائیں گے۔“..... آشن نے پریشان سے لمحہ میں کہا۔

”یہاں کا چپہ چپہ میرا بارہا دیکھا ہوا ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو رات کے اندر ہرے میں بھی صحیح سلامت لے جاؤں گا اور واپس بھی لے آؤں گا۔ البتہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم لیبارڑی میں کیسے داخل ہوں گے۔“..... جیراللہ نے کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔ میں نے ایک ایسی گیس حاصل کر لی ہے جو پہاڑی چٹانوں کے درمیان رخنوں میں جذب ہو کر اندر لیبارڑی تک پہنچ جائے گی اور وہاں موجود افراد کی گھنٹوں کے لئے بے ہوش ہو جائیں گے اور ہم حفاظتی انتظامات کو تباہ کر کے اندر داخل ہو کر فارمولہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“

"ٹھیک ہے۔ اب فائز کرو"..... ساتھ کھڑے آشن نے کہا۔ انہیں اندر ہونے کے باوجود کچھ کچھ نظر آنے لگ گیا تھا کیونکہ ان کی آنکھیں اندر ہرے کی عادی ہو گئی تھیں۔ انھوں نے گن کے پیچے موجود ٹیگر کو ایک بار دبایا تو گن کو جھکتا سالگا۔ پھر اس میں ہلکی تحریر اہب محسوس ہونے لگی۔ چند لمحوں بعد گن ساکت ہو گئی۔

"دوسرافائز کرو۔ اس طرح چار فائز کروتا کہ گیس پوری پہاڑی کے اندر پھیل جائے"..... آشن نے کہا تو انھوں نے مسلسل چار فائز کر دیئے۔

"بس کافی ہے۔ اب اسے نکال کر باہر پھینک دو۔ اب یہ خالی ہو چکی ہے"..... آشن نے کہا تو انھوں نے گن کو ایک جھٹکے سے واپس کھینچا اور وہیں پہاڑی کے ساتھ ہی پھینک دیا۔

"اندر سائنسی انتظامات ہوں گے۔ ان کا کیا ہو گا"..... جیرالد نے کہا۔

"یہ گیس صرف انسانوں اور جانوروں کو ہی بے ہوش نہیں کرتی بلکہ آلات کو بھی تاقابل استعمال ہنا دیتی ہے۔ اب تمام انتظامات زیرد ہو چکے ہوں گے"..... آشن نے فخری لمحے میں کہا تو جیرالد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مسلسل جیرالد کی رہنمائی میں چلتے ہوئے وہ پہاڑی کے فرش پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی لیکن وہ خالی تھی۔ شاید رات کو وہاں کوئی موجود نہ ہوتا تھا۔

"اگر یہاں لوگ ہوتے تو وہ گیس سے متاثر نہ ہوتے اور ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا تھا"..... آشن نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا تو انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ جیرالد خاموش رہا تھا۔

"اب اندر جانے کا راستہ تم نے ڈھونڈتا ہے جیرالد"..... آشن نے جیرالد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ راستہ بھی مل جائے گا"..... جیرالد نے کہا اور پھر وہ سب آگے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جیرالد ایک اوپری چٹان کے سامنے رک گیا۔

"یہ چٹان مصنوعی انداز میں بنائی گئی ہے اس لئے راستہ بھی اور ہر سے ہی ہو گا"..... جیرالد نے سامنے موجود چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی غور سے دیکھنے پر ہی محسوس ہوتا ہے لیکن اب یہ چٹان بہت گی کیسے"..... آشن نے کہا۔

"بم مار دیتے ہیں"..... انھوں نے کہا۔

"احتنانہ باتیں مت کیا کرو۔ ابھی پورا شہر اکٹھا ہو جائے گا۔ نہیں"..... آشن نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چٹان کی دونوں سائیڈز میں کو چپک کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے چٹان کے ایک حصے کو دبایا تو سرور کی بھاری سی آواز کے ساتھ ہی چٹان آٹویک انداز میں ایک طرف ہٹ گئی۔ اب اندر جاتا ہوا

سرگنگ نہ راست صاف دکھائی دے رہا تھا لیکن اندر دیسا ہی اندر ہرا تھا جیسا باہر تھا۔

”آپ نے کمال کر دیا صاحب۔ آپ کو کیسے اس ستم کا علم ہوا۔“..... جیرالڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہماری پوری زندگی ایسے ہی کھیل کھیلتے ہوئے گزری ہے۔ ہمیں ایسے سمسز کا علم ہوتا ہے اس لئے ہم اسے آسانی سے کھول اور بند کر لیتے ہیں۔“..... آشن نے قدرے فخریہ لمحے میں کہا اور جیرالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر آشن کی رہنمائی میں وہ تینوں اس سرگنگ نہ راستے سے اندر داخل ہوئے۔ راستے کافی اندر جا کر ایک بار پھر بند ہو گیا۔ یہ ایک بڑا لوہے کا چھانک تھا جو چٹانوں کے اندر نصب تھا۔ اس پر ایک بلب موجود تھا لیکن یہ بلب آف تھا۔ ”آپ کو تو اس کا ستم بھی معلوم ہو گا صاحب۔“..... جیرالڈ نے کہا۔

”ہا۔ دیکھو ابھی کھولتا ہوں۔“..... آشن نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے جیسے ہی چھانک کو ہاتھ لگایا اچانک چھت سے مرغ رنگ کی تیز شعاعیں نظریں اور وہ تینوں جیسے ان شعاعوں میں نہا سے گزے لیکن یہ سب ایک لمحے میں مکمل ہو گیا اور شعاعیں پڑتے ہی انہیں یوں جسموں ہوا جیسے ان کی رو میں ان کے جسموں سے زبردستی کھینچ کر نکالی جا رہی ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

جیز اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا کا سپر ریز مشن پر ہی بات چیت کر رہا تھا۔ جیز کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ کارن نے انہیں اصل بات نہیں بتائی لیکن جیز کا خیال اپنے دونوں ساتھیوں سے مختلف تھا۔ اسے اپنی پیچان پر پورا بھروسہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ جس لمحے میں کارن نے انہیں لیپارٹری کے متعلق تفصیل بتائی ہے وہ درست ہے۔

”اگر تمہیں یقین ہے کہ کارن کی طرف سے وہی گئی معلومات درست ہیں اور کا سڑیا کا آشن بھی ہم سے پہلے ہی اس پر کام کر رہا ہے تو پھر ہمارا یہاں بیٹھ کر باتیں کرنا اپنے آپ کو ناکام بنانے کے مترادف ہے۔“..... رابرٹ نے کہا تو آنڑک نے بھی اس کی تائید کر دی۔

”اوکے۔ پھر چلو آج رات ہی ریڈ کرتے ہیں۔“..... جیز نے

یہ کوئی ہمیں دی ہے وہ ہمیں اور ہماری ابھنی کو اچھی طرح جاتی ہے اس لئے اس ملازم کو ساتھ نہیں لے جانا چاہئے۔..... رابرٹ نے کہا۔

”اس پارٹی سے کہو۔ شاید وہ ارش کر دے فوری“..... آرٹ کے کہا تو جیز نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پرنس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایچ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جیز بول رہا ہوں۔ ہنری سے بات کرواؤ“..... جیز نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تیلو۔ ہنری بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیز۔ ریڈ ون بول رہا ہوں“..... جیز نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہم نے پہاڑ پور کے علاقے میں رات کو ایک آپریشن کرنا ہے۔ ہمیں وہاں کا کوئی ایسا مقامی آدمی چاہئے جو باعتماد بھی ہو اور وہاں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہو“..... جیز نے کہا۔

”کب کرنا ہے آپ نے آپریشن“..... ہنری نے پوچھا۔

”آج رات۔ کیونکہ ایک اور ابھنٹ بھی اس آپریشن کے سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ ہم اس سے پہلے یہ کام کرنا چاہتے ہیں“۔ جیز

پر جوش لجھے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ آئش ہم سے پہلے یا ہمارے فوراً بعد وہاں پہنچ جائے تو ہمیں اس کا بھی خیال رکھنا ہو گا“..... آرٹ نے کہا۔

”تمہاری بات صحیح ہے۔ ہمیں باقاعدہ پلانگ بنانی ہو گی۔“ جیز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ایک تہ شدہ کاغذ نکالا اور اسے کھول کر سامنے میز پر رکھ لیا۔ یہ نقشہ تھا۔

”یہ پہاڑ پور کا نقشہ ہے“..... آرٹ۔ نہ نقشے پر مجھتے ہوئے کہا۔

”پہاڑ پور تو کافی بڑا علاقہ ہے۔ یہ نقشہ اس کراس پہاڑی کے ارد گرد کا ہے۔ میں نے ایک آدمی سے باقاعدہ کنفرمیشن کرائی ہے جو وہاں کا رہنے والا تھا“..... جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے رات کو اگر وہاں جانا ہے تو پھر یہ نقشہ کام نہیں دے گا۔ پھر ہمیں کوئی مقامی گایہ نہ چاہئے“..... رابرٹ نے کہا۔

”گولڈن کلب والے کارس نے بھی اپنا ایک آدمی آئش کو دیا ہے“..... آرٹ نے کہا۔

”فکر مت کرو۔ میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ اس کوئی کام ملازم پہاڑ پور کا رہنے والا ہے۔ وہ وہاں کے جیسے جیسے کے بارے میں جانتا ہے۔ ہم اسے ساتھ لے جائیں گے“..... جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ پھر اسے بہر حال ہلاک کرنا پڑے گا اور جس پارٹی نے

ہونا ہے۔ وہاں کے سامنی خفاظتی انتظامات کو کس طرح زیر د کرنا
ہے۔ یہ سب پلانگ پلے سے تیار کرنی چاہئے”..... آنڑک نے
کہا۔

”فکر مت کرو۔ یہ ہمارا پہلا آپریشن نہیں ہے۔ ساری زندگی
ایسے ہی آپریشنز کرنے میں گزری ہے۔ میں کا شریا سے ہی اپنے
ساتھ الیون زیر و مشین اور ناٹٹ سپاٹ چینگ مشین لے آیا تھا۔
وہ اس آپریشن میں کام آئے گی۔ الیون زیر و مشین سے خفاظتی
انتظامات چاہے کتنے ہی طاقتور ہوں ایک لمحے میں زیر و ہو جائیں
گے اور ناٹٹ سپاٹ چینگ مشین کے ذریعے وسیع رشت میں جہاں
بھی کوئی آدمی موجود ہو گا مشین نقشے پر اس کی نشاندہی کر دے گی
پھر ہم اسے کلوز سرکٹ میں لا کر اس کو پہچان بھی سکتے ہیں۔ جہاں
تک لیبارٹری کے اندر جانے کا تعلق ہے تو ہمارا جو ایجنسٹ پلے
یہاں کام کرتا رہا ہے اس نے وہاں کا چکر لگا کر پوری رپورٹ
بھجوائی تھی۔ اس کراس نائیگر پہازی کے فرنٹ میں ایک مصنوعی
چٹان ہے جسے ملکھیکل انداز میں کھولا اور بند کیا جاتا ہے۔ وہاں
سے ایک سرگک نما راستہ یونچے اتر جاتا ہے۔ آگے لو ہے کا بند دروازہ
ہے جسے کپیوڑی کھولتا اور بند کرتا ہے۔ الیون زیر و مشین سے تمام
نظام زیر و ہو جائے گا تو ہم خود آسانی سے یہ راستہ کھول اور بند کر
لیں گے۔..... جیز نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو آنڑک اور
راہبر دنوں کے چیزوں پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے ٹھے

نے کہا۔

”آپ اس وقت رہائش گاہ سے ہی بول رہے ہیں۔..... ہنری
نے پوچھا۔

”ہاں۔..... جیز نے جواب دیا۔

”آدمی ابھی پہنچ جائے گا۔ وہ میرے کلب میں سپروائزر ہے۔
امتائی باعتماد آدمی ہے اور میرے پاس آنے سے پہلے وہ پہاڑ پور
میں ہی ایک ہوٹل میں کام کرتا رہا ہے اور وہیں کا پیدائشی ہے۔ اس
کا نام ولیم ہے۔..... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بھجوادیں اور ہاں۔ ایک بڑی اور مضبوط جیپ کا
بھی بندوست کرنا ہے۔..... جیز نے جیسے اچانک یاد آنے پر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ولیم کے ساتھ جیپ بھی بھجوادیں گا۔ وہ اچھا
ڈرائیور بھی ہے اور جیپ چلانے میں مددگار ہے گا۔..... ہنری نے
کہا تو جیز نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے
اپنے ساتھیوں کو بات چیت کی تفصیل بتا دی کیونکہ اس نے لاڈر
آن نہیں کیا تھا اس لئے اس کے ساتھیوں کو علم نہ ہو سکتا تھا کہ
ہنری نے کیا بات کی ہے۔

”یہ اچھا ہو گیا لیکن اب ہمیں وہاں کام کرنے کا کوئی واضح
پلان بنانا چاہئے۔ دونوں صورتوں میں کہ وہاں آئیں اور اس کے
ساتھی ہم سے پہلے موجود ہوں یا ہمارے پہنچنے کے بعد وہاں آئیں
یا سرے سے ہی نہ آئیں اور ہم نے اس لیبارٹری میں داخل کیے

چنان پر رکھ کر اسے ایڈ جست کیا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا تو مشین پر کئی چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے لگئے اور پھر مشین کے اوپر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ پھر اس پر سرخ رنگ کے چار نقطے ابھر آئے۔

”چار آدمی موجود ہیں اور چاروں اکٹھے ہیں۔۔۔ جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے مختلف بٹن پر لیس کر دیے تو سکرین ایک لمحے کے لئے تاریک ہوئی اور پھر روشن ہو گئی تو اب وہاں چار افراد واضح طور پر نظر آ رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی جیمز کا قبیلہ فضا میں گونج اٹھا۔

”کیا ہوا۔۔۔ آئزک اور رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔ ویم سمیت وہ سب جیپ سے نیچے اتر چکے تھے۔

”مشین ہم چاروں کو دکھا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بیان اور کوئی موجود نہیں ہے۔۔۔ جیمز نے کہا تو وہ سب بے اختیار بنس پڑے۔

”او کے۔ پھر اب ہمیں آپریشن کمل کر لینا چاہئے۔۔۔ آئزک نے کہا۔

”ہاں۔ یہ موقع اچھا ہے۔ کم از کم دو سو میٹر کے احاطے میں ہمارے علاوہ کوئی آدمی باہر نہیں ہے۔۔۔ جیمز نے کہا اور پھر انہوں نے جیپ کو ایک چنان کے پیچے کھڑا کیا اور اسلخ اور مشینزی ساتھ لے کر پیڈل چل پڑے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک محتاط انداز میں چلنے

گئے۔ پھر شام پڑے ہی جیمز اور اس کے ساتھی جیپ میں سوار ہو کر دارالحکومت سے پہاڑ پور کی طرف روانہ ہو گئے۔ ویم جیپ لے کر رہائش گاہ پر پہنچ گیا تھا اور اب ویم ہی جیپ ڈرائیور کر رہا تھا۔ جیمز نے اس سے کراس نائیگر پہاڑی اور اس کے ارد گرد علاقے سمیت وہاں موجود چیک پوسٹوں کے بارے میں تفصیل معلوم کر لی تھی۔

پہاڑ پور کے بعد پہاڑی راستے پر جانے کے لئے ایک چیک پوسٹ تھی لیکن ویم نے بتایا کہ وہ صرف اسلحہ اور مخفیات چیک کرتے ہیں کیونکہ اس علاقے سے اسلحہ اور مخفیات کے امگر اکثر گزرتے رہتے ہیں لیکن ویم نے رشتہ دے کر وہاں سے آسانی سے جیمز اور اس کے ساتھیوں کو گزارنے کا دعویٰ کیا تھا اور جیمز کو تسلی ہو گئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا میں رشتہ عام ہی بات سمجھی جاتی ہے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ چیک پوسٹ پر جسے ہی انہیں روکا گیا ویم نے خود بات کی اور چند لمحوں بعد بغیر کسی چیکنگ کے انہیں آگے جانے کی اجازت مل گئی اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ پہاڑی سڑک پر جیپ چلانے کے بعد وہ کراس نائیگر پہاڑی کی سائید پر پہنچ گئے۔

”ہمیں مجھے چیک کرنے دو کہ ادھر ادھر یہاں کتنے آدمی موجود ہیں۔۔۔ جیمز نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا اور پھر جیپ کی عقبی سائید پر پڑے ہوئے تھیں میں سے اس نے ایک مشین نکالی جس کے نیچے با قاعدہ فولڈنگ اسٹینڈ لگا ہوا تھا۔ اس نے مشین کو ایک

جیز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی اور اسے اٹھا کر دوبارہ تھیلے میں ڈال دیا۔

”اب یہ تھیلا اٹھا لو ولیم“..... جیز نے ولیم سے کہا اور ولیم نے تھیلا اٹھا کر اسے دوبارہ اپنی پشت پر لاد لیا۔

”آؤ اب اندر چلیں۔ اب سارا نظام زیر و ہو چکا ہے“..... جیز نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور مشین پسلو ہاتھوں میں لئے وہ سرگ میں داخل ہو گئے۔ کافی اندر جانے اور نیچے اترنے کے بعد وہ ایک لوہے کے بڑے سے بند گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ جیز نے آگے بڑھ کر گیٹ پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکیلا تو چھٹ سے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چھٹ سے سرخ رنگ کی روشنی نکلی اور جیز اور اس کے ساتھی اس روشنی میں نباہے گئے اور دوسرے ہی لمحے جیز کے ذہن پر سیاہ رنگ کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ آخری احساس اس کے ذہن میں بھی یہی ابھرا تھا کہ مشین نے دھوکہ دیا ہے اور ستم زیر و نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد تمام احساسات جیسے نجہد سے ہو کر رہ گئے اور وہ چاروں ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔

کے بعد وہ کراس نائیگر پہاڑی کے فرنٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک چیک پوسٹ موجود تھی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ چاروں آگے بڑھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ راستہ تو کھلا ہوا ہے۔ چنان ایک ساییدہ پر ہٹی ہوئی ہے“..... جیز نے پہاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یا تو کوئی باہر آ رہا ہے یا پھر کوئی اندا گیا ہے“..... آنکھ نے کہا تو جیز نے اٹھات میں سر ہلا دیا۔

”سلیک نکال لاؤ“..... جیز نے کہا اور خود بھی جیب سے مشین پسل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”اندر تو حفاظتی نظام کام کر رہا ہو گا“..... اس بار رابرت نے کہا تو جیز اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مجھے اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ تم نے یاد دلا دیا۔ ولیم اپنا تھیلا دکھاؤ“..... جیز نے ولیم کی طرف مرتے ہوئے کہا جس کی پشت پر سیاہ رنگ کا ایک بڑا تھیلا لدا ہوا تھا۔ ولیم نے تھیلا اتار کر نیچے رکھ دیا تو جیز نے اسے کھول کر اس میں سے ایک اور مشین نکال لی اور اسے آن کر کے اس کا رخ سرگ کی اندر ہونی طرف کر کے اس نے مشین کا ایک بڑا بٹن پر لیں کر دیا تو زوں زوں کی آواز مشین سے نکلنے لگی اور اس پر موجود چھوٹی سکرین پر بند سے دوڑنے لگے۔ چند لمحوں بعد زوں زوں کی آوازیں لکھنا بند ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر زیر و کا ہندسہ ابھر آیا تو

تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔ یہ تو آپ سیکرٹ ہے۔..... سردار نے کہا تو عمران بے اختیار پس پڑا۔

”جسے آپ ناپ سیکرٹ بنائے ہوئے ہیں اس کے پچھے دو یورپی ملکوں کے ایجنت کام کر رہے ہیں لیکن آپ نے نئی یا سابقہ کیوں کہا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس کا“..... عمران نے کہا۔

”کاپر ریز کی پہلے لیبارٹری پہاڑ پور میں واقع کراس ٹائگر پہاڑی کے اندر تھی جو بعد ازاں کلوز کر دی گئی کیونکہ وہاں کیے بعد دیگرے دو بڑے سائنس وان ہلاک ہو گئے تھے اور ان کی ہلاکت کی وجہ اس بند ماحول میں کاپر ریز پر ہونے والے تجربات تھے۔ یہ ریز حد درجہ تباہ کن ہیں۔ ان کے اثرات ساری پہاڑیوں میں پھیل گئے اور بڑے سائنس وانوں کے ساتھ عملہ بھی کیے بعد دیگرے ہلاک ہونے لگ گیا تو میں نے اسے کلوز کرا دیا۔ عملہ کو دوسری لیبارٹریوں میں ٹرانسفر کر دیا گیا اور اسے خفیدہ رکھنے کے لئے ڈاکٹر شہاب کو بھی فوت شدہ ظاہر کیا گیا اور باقاعدہ اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا گیا۔ ہپتاں کے سرد خانے سے ایک لاش لے کر اسے ڈاکٹر شہاب ظاہر کر کے باقاعدہ جنازہ پڑھا گیا اور پھر دفن کر دیا گیا جبکہ ڈاکٹر شہاب زندہ ہیں اور نئے عملے کے ساتھ دوسری لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں جو قدرے بہتر لیبارٹری ہے۔ وہاں کاپر ریز کے زہر میلے اثرات اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ تم کس لیبارٹری کے بارے میں پوچھ رہے ہو“..... سردار نے تفصیل

عمران، سردار کے آفس میں داخل ہوا تو سردار نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ ان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ”کیا کوئی خاص بات ہے جو تمہیں فون کرنے کی بجائے خود آنا پڑا ہے“..... رسی فقردوں کی ادا نیگی کے بعد سردار نے پریشان سے لبھ میں کہا۔

”ہاں۔ جو بات میں نے کرنی ہے وہ فون پر نہیں ہو سکتی اس لئے آپ کو ڈسٹرబ کیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”کیا بات ہے۔ جلدی بتاؤ۔ میں تو پریشان ہو گیا ہوں“۔

سردار نے کہا۔ ”کاپر ریز کی لیبارٹری کہاں ہے“..... عمران نے کہا تو سردار بے اختیار اچھل پڑے۔ ”کس لیبارٹری کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ نئی یا سابقہ۔ اور

کہا۔
”وہاں کلوز لیبارٹری میں حفاظتی سائنسی انتظامات کیا ہیں؟“
عمران نے پوچھا تو سرداور اٹھے اور الماری میں سے ایک فائل نکال کر انہوں نے عمران کے سامنے رکھ دی۔ عمران نے فائل کھول کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر بعد اس نے فائل بند کر دی۔
”ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ وہاں چوکیداروں کے پاس فون تو ہو گا۔ وہ نمبر مجھے دیں اور انہیں تا دیں کہ میں ان سے کسی بھی وقت بات کر سکتا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔“..... سرداور نے فائل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر چند صفحے الثانے کے بعد ان کی نظر میں ایک صفحہ پر جمی گئیں۔ پھر انہوں نے فائل اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

”یہ ہے ان کا فون نمبر۔ ان کے نام ہیں اکبر اور رحمت۔“
سرداور نے صفحے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا تو عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر انہوں نے انگلی ہٹائی اور فون کا رسیور اٹھا کر فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن انہوں نے پر لیں کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں انہوں نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف تھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”میں اکبر بول رہا ہوں سر۔“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ

بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پہاڑ پور والی لیبارٹری کلوز ہے۔“..... عمران نے کہا۔
”ہاں۔ وہ تو کلوز ہے۔ صرف اندر دو افراد ہیں جو چوکیداری کرتے ہیں۔ دن کو باہر بنی ہوئی چیک پوسٹ پر رہتے ہیں اور رات کو لیبارٹری کے اندر تاکہ گیس کے اثرات سے نجسکیں۔“
سرداور نے جواب دیا۔

”دوسری لیبارٹری کہاں ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”دارالحکومت میں۔“..... سرداور نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن بند لیبارٹری میں کاپر ریز کے فارموں کے سلسلے میں تو کوئی نوش یا فائل وغیرہ موجود نہیں ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ذاکر شہاب وہاں سے سب کچھ لے آئے سکتے۔“
سرداور نے جواب دیا۔

”کیا آپ کنفرم ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ ذاکر شہاب بہت سیمیز سائنس دان ہیں۔ وہ غلط بیانی تو نہیں کر سکتے۔“..... سرداور نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ان ایجنٹوں کے چیچھے نہیں جانا چاہئے۔ وہ وہاں سے کچھ حاصل نہ کر سکیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”انہیں گرفتار تو ہونا چاہئے۔ وہ پاکیشیا کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ پھر عدالت انہیں جو سزا دے گی سودے گی۔“..... سرداور نے

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“
عمران اپنا پورا تعارف کرنے سے باز نہ آیا تو سرداور نے بے اختیار ہونٹ پھینگ لئے۔

”لیں سر۔ حکم سر۔“..... اکبر نے قدرے مسکراتے ہوئے بجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا نمبر نوٹ کر لو۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے فون کر دینا۔ اگر میں فون پر نہ ملوں تو پیغام دے دینا۔“..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے فلیٹ کا نمبر بتا دیا۔

”لیں سر۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب سنو۔ پوری طرح ہوشیار رہتا ہے۔ اس لیبارٹری کے خلاف دو یورپی ملکوں کے اجنبت کام کر رہے ہیں اور کسی بھی وقت وہ تم تک پہنچ سکتے ہیں۔ تم نے ہر طرح سے اپنا خیال رکھنا ہے۔ جیسے ہی وہ پہنچیں یا ان کے ہارے میں تمہیں کچھ معلوم ہو تم نے فوراً مجھے فون کرنا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”اوکے۔ میرا فون نمبر دوہراو۔“..... عمران نے کہا تو اکبر نے اس کا فون نمبر دوہرا دیا۔

”گذ۔ دیری گذ۔ اوکے۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ”یہ ذگریاں اس چوکیدار کو بتانے کی کیا ضرورت تھی۔“..... سرداور

آواز سنائی دی۔

”داؤر بول رہا ہوں۔“..... سرداور نے قدرے فرم بجے میں کہا۔ ”لیں سر۔ حکم سر۔ حکم سر۔“..... اکبر نے بوکھلانے ہوئے بجے میں کہا۔

”لیبارٹری کی کیا پوزیشن ہے۔“..... سرداور نے پوچھا۔

”سب اوکے ہے سر۔ بالکل اوکے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”رحمت کہاں ہے۔“..... سرداور نے پوچھا۔

”وہ سرآپ سے چھٹی لے کر دو روز کے لئے دارالحکومت گبھوا ہے۔ میں یہاں اکیلا ہوں سر۔“..... اکبر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ مجھے یاد نہیں رہا۔ اس کی بیٹی کی شادی تھی۔ اب سنو۔ ایک صاحب ہیں علی عمران۔ وہ مجھے سے بھی بڑے افسر ہیں۔ وہ جب تمہیں فون کریں تو تم نے ان کا حکم اس طرح مانے ہے جس طرح میری بات مانتے ہو۔ کیا نام بتایا ہے میں نے۔“..... سرداور نے کہا۔

”علی عمران صاحب سر۔ میں جانتا ہوں انہیں سر۔ جب میں آپ کی کوئی پر تھا تو وہ اکثر آیا کرتے تھے۔“..... اکبر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو اور بھی اچھا ہے۔ لو ان سے بات کرو۔“..... سرداور نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

زیر و حسب روایت اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
”بیٹھو..... رسی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے
لئے مخصوص کریں پر بیٹھ گیا۔

”آج لگتا ہے عمران صاحب کہ آپ کی آمد کسی خاص وجہ سے
ہوئی ہے ورنہ آپ تو ادھر آنے کا راستہ ہی بھول جاتے ہیں۔“
بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیا کہتے ہیں صحیح کا بھولا شام کو واپس آجائے تو اسے بھولا
نہیں کہنا چاہئے اور میں تو صرف ایک ہفتے کا بھولا ہوں۔ میرے
ساتھ تو مزید رعایت ہونی چاہئے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر و
بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب آپ خود ہی ایک ہفتے کا اقرار کر رہے ہیں جبکہ میرے
خیال میں آپ چند رہ روز بعد آئے ہیں“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”چلو مہینہ تو نہیں ہوا۔ اس میں صحیح اور شام کے سلسلے بھی آ
جاتے ہیں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر و ایک بار پھر ہنس پڑا۔
عمران نے ہاتھ پر ڈھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے اس نے بلیک زیر و پولتے بولتے خاموش ہو گیا۔

”جو لیا پول رہی ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
جو لیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیر و چونک کر سیدھا ہو گیا۔

”ایکسو“..... عمران نے ایکسو کے مخصوص لجھے میں کہا۔
”لیں سر۔ حکم“..... جو لیا کا لجھے مزید مواد بانہ ہو گیا۔

نے عمران کے رسیور رکھتے ہی غصیلے لجھے میں کہا۔
”تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ آپ کے پاس کوئی پڑھا کھانا آدھ
بھی آ سکتا ہے۔ آپ کا رب قائم رہے گا نا“..... عمران -
بڑے مخصوص سے لجھے میں کہا تو سردار بے اختیار ہنس پڑے۔
”تم سے کوئی نہیں جیت سکتا۔ بہر حال اب تمہاری تسلی ہو گا
ہے“..... سردار نے کہا۔

”ہا۔ لیکن آپ ڈاکٹر شہاب کو بھی الٹ کر دیں۔ ہو سکتا ہے
کہ ان ایجنٹوں کو اصل بات کا علم ہو جائے اور وہاں ریڈ کر دی
جبکہ میں یہاں بیخا ان کا انتظار کرتا رہوں“..... عمران نے اٹھا
ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ انہیں گرفتار کروتا کہ یہ خطرہ ختم،
سکے“..... سردار نے کہا۔

”وہ تو ہوتا رہے گا لیکن مجھے جو فوری خطرہ محسوس ہو رہا تھا وہ ا
ختم ہو گیا ہے“..... عمران نے کہا اور پھر سردار سے اجازت لے کر
وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش
منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے ڈاکٹر تصدق -
آشنی اور بعد میں اس کے کمرے میں آ کر چیک لے جائے
والے یورپی دونوں کا حلیہ اور قدم و قامت معلوم کر لئے تھے اس نے
وہ چاہتا تھا کہ دانش منزل جا کر شیم کو ان کی تلاش پر لگا دے اور
پھر دانش منزل پہنچ کر وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... تھوڑی دیر بعد انکو اری
آپ پریٹ کی آواز سنائی دی۔
”لیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو انکو اری آپ پریٹ
نے دونوں رابطہ نمبر بتا دیے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون
آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔
”کارپوریٹ ایکسپریس“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)
بول رہا ہوں۔ کارپوریٹ ایکسپریس کا جزل میخیر جگہ سمحہ میرا انکل
ہے اور میں نے اپنے انکل سے دو تین سال ہوئے بات ہی نہیں
کی۔ میری ان سے بات کرا دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انکل اپنی وصیت
تبدیل کر دیں اور مجھے اپنی وراثت سے ہی محروم کر دیں“..... عمران
نے بغیر کسی وقف کے مسئلہ بولتے ہوئے کہا۔
”ہو ہو ڈکریں“..... دوسری طرف سے صرف اتنا کہا گیا اور سامنے
بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار نہیں پڑا۔

”تم نہ کیوں رہے ہو۔ ان بچپاؤں کی خیر خیریت معلوم
کرتے رہنا چاہئے ورنہ باقی عمر بھی اسی طرح جوتیاں چھتی تے پھرنا
پڑ جائے گا“..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو ایک بار
پھر نہیں پڑا۔
”ہیلو۔ کون بول رہا ہے“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن بلغم

”دو آدمیوں کے حلیمے اور قدو قامت کی تفصیل فوٹ کرو اور
پوری ٹیم کو ان کی تلاش پر لگا دو۔ یہ یورپی ایجنٹی کے پر ایجنٹس
ہیں اور یہاں ایک لیبارٹری کو ٹریں کرنے میں مصروف ہیں“۔
عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ بتائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے
تفصیل سے حلیمے اور قدو قامت کی تفصیل بتا دی۔

”لیں سر۔ میں ٹیم کو الٹ کر دیتی ہوں“..... دوسری طرف
سے جو لیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”وہ سرخ ڈائری دینا“..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو
بلیک زیرو نے میز کی سب سے پچھی دراز کھولی اور سرخ کور والی
ایک ٹھیک ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اسے
کھولا اور اس کی ورق گروانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی
نظریں ایک صفحے پر چند لمحے جھی رہیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کر
کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے انکو اری کے نمبر پریس کر
دیے۔

”لیں۔ انکو اری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

”یہاں سے کامنزیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دار الحکومت وانا کا
رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا۔

”ہو ہو ڈکریں پلیز“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہوئے کہا۔
”ایک حیلہ سنو قد و قامت سیست اور مجھے بتاؤ کہ اس کا تعلق کا شریا کی کس ایجنسی یا تنظیم سے ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے حیلہ بتانا شروع کر دیا۔ حیلہ کے بعد اس نے قد و قامت کے بارے میں بتایا تاکہ اگر وہ شخص میک اپ میں ہو تو قد و قامت کی وجہ سے کوئی نہ کوئی اندازہ لگایا جاسکے۔

”یہ تو آشن کا حیلہ ہے۔ کا شریا کی سرکاری ایجنسی لوزات کا پر ایجنت۔ یہ تم سے کیسے مکرا گیا۔ لوزات تو صرف سامنی فارمولوں اور سامنی لیبارٹریوں کے خلاف کام کرتی ہے“..... جیگر سمحنے نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میری ذگریاں بھول گئے۔ چلو میں نے جیسے بھی حاصل کی ہیں ذگریاں تو سامن سے متعلقہ ہیں۔ ویسے یہ صاحب پاکیشیا کی ایک لیبارٹری سے فارمولہ حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔ ان سے پہلے اسی ایجنسی کا ایک ایجنت گرگیگ بھی اس پر کام کر چکا ہے۔“
عمران نے کہا۔

”ہاں۔ گرگیگ بھی پر ایجنت تھا۔ وہ کارائیکٹریٹ میں رہی ہوا اور پھر ہبتال میں ہی ہلاک ہو گیا۔ بہر حال یہ بتا دوں کہ آشن خاصاً تیز اور ہوشیار ایجنت ہے“..... جیگر سمحنے نے کہا۔
”اس اطلاع کا شکریہ۔ میرا نام و صیت میں موجود ہے یا نہیں“۔

زدہ آواز سنائی دی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یوں والا بڑی عمر کا آدمی ہے۔

”شکر ہے۔ شکر ہے۔ انکل ابھی زندہ ہیں اور نہ صرف ابھی زندہ ہیں بلکہ بول بھی سکتے ہیں۔ وہ کیا قسم پالی ہے انکل نے۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تم کہیں عمران تو نہیں ہو ناٹی ہوائے۔ کیا واقعی تم ہو؟“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے یکخت چھینت ہوئے لجھ میں کہا گیا۔

”ارے۔ انکل کی یادداشت بھی موجود ہے۔ دیری گذ۔ انکل زندہ باد“..... عمران نے شوخ لجھ میں کہا تو دوسری طرف سے یوں لئے والا بے اختیار ہنسنے لگا۔

”انکل کی بھی کا مطلب ہے کہ آنثی کی موت کا غم بھلا کر اب انکل کسی بھی آنثی کے پیچھے ہنستے پھر رہے ہیں کیونکہ آنثی کو انکل کی بھی بھی پسند تھی اور اسی بھی کی خاطر آنثی نے اتنا بڑا ادارہ انکل کے پرورد کر دیا تھا“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ویسے کے ویسے ہی ہو۔ اگر تمہاری آنثی مر نہ چکی ہوتی تو تمہاری باتیں سن کرو وہ میرے پیچھے لٹھ لے کر پڑ جاتی کہ اس کے پیارے پیچھے کی کال کیوں دیر سے کن گئی۔ بہر حال بولو۔ آج اتنے عرصے بعد تمہیں انکل کی یاد کیسے آگئی۔ تم جیسے مصروف آدمی کو“..... جیگر سمحنے نے قدرے نجیدہ ہوتے

میں شفت کر دیا گیا تھا۔..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔
”لیں سر۔ یہ تبدیلی دو اڑھائی سال پہلے عمل میں لائی گئی تھی۔“

کرٹل شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کلوز لیبارٹری پر آپ کی اٹھی جنس پہرہ دے رہی ہے یا
نہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”تو سر۔ کلوز لیبارٹری پر پہرہ دینے کا کوئی بظاہر فائدہ تو نہیں
ہے سر۔“..... کرٹل شاہ نے کہا۔

”مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ اس لیبارٹری کے خلاف دو
یورپی ملکوں کے ایجنت کام کر رہے ہیں اور جب انہیں معلوم ہو گا
کہ یہ لیبارٹری کلوز کر دی گئی ہے تو پھر وہ اصل لیبارٹری جو
دارالحکومت میں ہے، پر ریڈ کر دیں گے۔ اگر آپ کے آدمی وہاں
ہوتے تو ان ایجنٹوں کا خاتمہ وہیں کیا جا سکتا تھا۔ اب وہاں دو
چوکیدار ناپ آدمی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ انہیں دوسری لیبارٹری کے
بارے میں بھی علم ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ ہو سکتا ہے۔ پھر جیسے آپ حکم دیں۔“..... کرٹل شاہ
نے کہا۔

”یہ ایجنت کسی بھی وقت وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ آپ فوری طور پر
وہاں نگرانی کے انتظامات کرائیں اور ان ایجنٹوں کو گرفتار کرنے کی
کوشش کریں تاکہ ان سے مزید معلومات حاصل کی جا سکیں۔“
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مزید کچھ کہے بغیر

عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جنگ سختھ بے اختیار قہقہہ مار کر
ہنس پڑا تو عمران نے گذبائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون سا کیس ہے عمران صاحب۔“..... بلیک زیر دنے کہا تو
عمران نے اسے ڈاکٹر تصدق سے ملاقات سے لے کر سردار سے
ملاقات تک تمام تفصیل بتا دی۔

”اگر وہ لیبارٹری کلوز ہے تو پھر وہ خود ہی ٹکریں مار کر رہ جائیں
گے۔“..... بلیک زیر دنے کہا۔

”نہیں۔ انہیں جیسے ہی اطلاع ملی کہ یہ لیبارٹری کلوز کروی گئی
ہے تو وہ دوسری لیبارٹری کو نہیں کرنا شروع کر دیں گے جبکہ سردار اور
نے مجھے دوسری لیبارٹری کے بارے میں نہیں بتایا۔ صرف اتنا کہا
ہے کہ وہ دارالحکومت میں ہے۔“..... انہیں اس لیبارٹری کی نگرانی کرنا ہو
گی۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر
رسیور اٹھایا اور نمبر پرلس کرنے شروع کر دیے۔

”کرٹل شاہ بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے ملٹری اٹھی
جس کے چیف کرٹل شاہ کی آواز سنائی دی کیونکہ یہ ان کا براہ
راست نمبر تھا اس لئے براہ راست ان کی آواز سنائی دی تھی۔

”ایکسو۔“..... عمران نے ایکسو کے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔“..... کرٹل شاہ کا لہجہ یکخت موربادہ ہو گیا تھا۔

”پہاڑ پور میں کراس نائینگر نائی پہاڑی کے اندر اہم سامنی
لیبارٹری تھی جسے کلوز کر دیا گیا تھا اور ڈاکٹر شہاب کو دوسری لیبارٹری

ہے تو پھر اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔..... عمران نے مخصوص لمحے میں خاصے سرد انداز میں کہا۔

”اوہ نہیں سر۔ میں جتنا اعتقاد عمران پر کرتا ہوں اتنا تو شاید اپنے آپ پر بھی نہیں کرتا۔ نجانے اسے شکایت کا موقع کیوں ملا ہے۔ ویسے ہی عمران بھول گیا ہو گا ورنہ مجھے یاد ہے میں نے اسے بتایا تھا کہ دوسری لیبارٹری دار الحکومت میں ہے۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں ہے سر۔..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ آئندہ خیال رکھا کریں۔..... عمران نے کہا اور مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے خواہ خواہ سرداور کو ڈانٹ دیا۔ وہ اب کئی دنوں تک خاصے پریشان رہیں گے۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”وہ استادوں کے بھی استاد ہیں۔ ٹاپ سیکرٹ کو ٹاپ سیکرٹ رکھتے ہیں۔ پہلے صرف دار الحکومت کہہ کر بات ٹال دی۔ اب انڈسٹریل ایریا کہہ کر بات ٹال دی ہے۔ دار الحکومت کے انڈسٹریل ایریا میں ایسی کئی خفیہ لیبارٹریاں ہیں جن پر بظاہر انڈسٹری بنائی گئی ہے تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ ہماری مطلوبہ لیبارٹری پر انڈسٹری کون سی ہے یہ نہیں بتایا۔ ڈھونڈتے پھر وتم خود ہی۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیر و ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”ڈاکٹر شہاب کے بارے میں آپ بتا رہے ہیں کہ باقاعدہ ان کا جائزہ پڑھایا گیا، مذین کی گئی۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے کام ملٹری انٹلی جس پر ڈال دیا ہے۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”یہ کام ان کا ہے۔ نہیں ہی کرنا چاہئے۔ ہمارے آدمی تو شہر میں انہیں ٹریس کرنے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں تو اصل مگر ان دوسری لیبارٹری کی ہونی چاہئے۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”سرداور نے بتایا ہی نہیں اور میں نے کرتل شاہ سے پوچھتا ایکسوٹ کی تو چین سمجھا ہے اس نے مجبوری ہے۔ البتہ اگر تم کہو تو سرداور پر رعب ڈال کر پوچھا جا سکتا ہے۔..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا تو بلیک زیر و نے اختیار مسکرا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں۔..... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

”ایکسوٹ فرام دس ایڈ”。..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ حکم سر۔..... سرداور نے موڈبانہ لمحے میں کہا۔

”مجھے عمران نے شکایت کی ہے کہ آپ نے اس سے اس لیبارٹری کا محل وقوع دانتے چھپا یا ہے جہاں اب ڈاکٹر شہاب کا پر ریز پر کام کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو عمران پر اعتقاد نہیں رہا۔ اگر ایسا

بلیک زیرو نے کہا۔

"نجانے کس نے یہ تجویز سوچی ہو گی لیکن ایک بات ہے۔ ایکٹ ڈاکٹر شہاب کو نہیں ڈھونڈ رہے ورنہ وہ فارمولے کے ساتھ ڈاکٹر شہاب کو بھی لے اڑتے"..... عمران نے کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"پروگرام کیا ہوتا ہے۔ نیم انہیں ڈھونڈ رہی ہے۔ اوہ پہاڑی میں وہ لوگ گئے تو ملڑی اخیلی جنس انہیں کور کر لے گی۔ اس طرح یہ پکڑے جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے اور ہم کیا کرنا ہے"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر دیا۔

اکبر لیبارٹری کے اندر ایک کمرے میں گھری نیند سویا ہوا تھا۔ وہ یہاں چوکیدار تھا۔ اس کا تعلق وزارت سائنس سے تھا۔ اس کے ماتحت دوسرا آدمی رحمت تھا جو چھٹی پر گیا ہوا تھا اس لئے اکبر کمرے میں فرش پر بستر بچھا کر سویا ہوا تھا۔ لیبارٹری کے اندر ایک کمرے کو انہوں نے بیٹھ روم اور دوسرے کو چکن بنارکھا تھا جہاں لہانے پینے کا خاصا سامان ہر وقت موجود رہتا تھا کیونکہ وہ ایک اپہاڑ پور جا کر وہاں سے کئی ہفتوں کے لئے خریداری کر آتے تھے۔ چونکہ اس کے لئے معاوضہ وزارت سائنس ادا کرتی تھی اس لئے قم کی پرواہ نہ ہوتی تھی۔ دن کے وقت وہ لیبارٹری سے نکل کر باہر بنی ہوئی چیک پوسٹ پر رہتے تھے جبکہ رات کو اندر جا کر جاتے تھے۔ یہاں کے حفاظتی انتظامات دیسے ہی موجود تھے انہیں سونے سے پہلے وہ باقاعدہ آن کر کے سوتے تھے۔ یہاں

چلانے اور بند کرنے کی بھی باقاعدہ تربیت دی گئی تھی تاکہ کسی بھی اینٹر جنسی میں وہ کام کر سکیں۔ اکبر نے مشین کا ایک بٹن آن کیا تو سکرین پر جھما کا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر لوٹے کا بڑا سا گیٹ اور اس کا سرگنگ والا حصہ نظر آ رہا تھا۔ یہ منظر دیکھتے ہی اکبر ایک پار پھر اچھل پڑا کیونکہ گیٹ کی دوسری طرف تین افراد فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے دو یورپی تھے جبکہ ایک مقامی تھا۔

”یہ کہاں سے آ گئے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ بو شاید ان کی وجہ سے تھی۔ اب کیا کیا جائے“..... اکبر نے بڑا تھا ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر مشین کے اور بٹن پر لس کر دیے اور اس کے ساتھ ہی پھانک خود بخود اندر کی طرف کھلتا چلا گیا تو اکبر اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں گیا اور وہاں سے دوڑتا ہوا پھانک کی طرف بڑھ گیا جہاں تین افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان تینوں بے ہوش افراد کو اندر لا کر رسیوں سے جگڑنے کا پلان بنایا تھا تاکہ صبح کو عمران کے فون نمبر پر فون کر کے اطلاع دے دے۔ اس وقت رات گئے وہ فون نہ کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ ایک ایک کر کے وہ ان تینوں کو انداز کر اندر ایک کمرے میں لے آیا اور پھر اس نے ایک الماری سے ری کا بڑا سا بندل نکلا اور ان تینوں کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دیئے۔ ساتھ

چونکہ انہائی قیمتی مشینی ابھی تک موجود تھی اس لئے انہیں یہاں رکھا گیا تھا۔ گہری نیند سوئے ہوئے اکبر کی اچانک آنکھ کھل گئی اور وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے انھے کر پہنچ گیا۔ اسے شاید پیاس محسوس ہو رہی تھی اور ساتھ ہی اس کی ناک میں ناماںوس سی بو بھی آ رہی تھی۔

”یہ بو کہاں سے آ رہی ہے“..... اکبر نے بڑا تھا ہوئے کہا اور پھر ساتھ ہی رکھا ہوا پانی سے بھرا ہوا جگ اٹھا کر اس نے گلاس میں پانی ڈالا اور پی گیا۔ پیاس اتنی تھی کہ وہ یکے بعد دیگرے کی گلاس پی گیا۔ پانی پینے سے اسے بو محسوس ہونا بند ہو گئی تھی۔ اس نے جگ گلاس رکھا اور دوبارہ لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اچانک سارے کی تیز آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں سارے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

”اوہ۔ گیٹ پر کوئی موجود ہے۔ یہ سارے اسی وقت بجتا ہے جب کوئی غلط آدمی گیٹ کو چھوٹتا ہے۔ رحمت بھی نہیں ہو سکتا۔ میری طرح اس کے بارے میں بھی کوائف کمپیوٹر میں فیڈ ہیں“..... اکبر نے بڑا تھا ہوئے کہا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک مشین موجود تھی جس پر سکرین بھی تھی۔ اکبر اور رحمت دونوں کو یہاں کے سامنی انتظامات آف کرنے اور آن کرنے ہوتے تھے اس کے لئے ضروری مشینی کو

دوسری طرف بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے تین یورپی
زاد تھے جبکہ ایک مقامی آدمی تھا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ چلو انہیں بھی
باندھ دیتا ہوں۔ ایک بندل اور ہے تو سکی۔ صبح دن چڑھے دیکھا
جائے گا۔“..... اکبر نے بڑاتے ہوئے کہا اور پھر مشین کے ذریعے
اس نے چھانک کھولا اور پھر ایک ایک کر کے وہ ان چاروں کو انھا
کر اندر اسی کمرے میں لے آیا جہاں پہلے بھی تین افراد بندھے
ہوئے پڑے تھے۔ الماری سے اس نے رہی کا بندل نکالا اور ایک
پار پھر وہ ان چاروں بے ہوش افراد کو باندھنے میں مصروف ہو گیا۔

باندھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر تسلی کی کہ کہیں وہ اپنے آپ کو چھڑا تو نہیں لیں گے۔ پھر مشین کے ذریعے پھانک بند کر کے وہ ایک بار پھر اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا لیکن اب اس کی آنکھوں سے نیند غائب ہو گئی تھی۔ اسے اب ان سات بے ہوش اور بندھے ہوئے افراد کا خیال بار بار آ رہا تھا لیکن پھر تھوڑی دیر بعد وہ خود بخود سو گیا۔ پھر نجات کتنا وقت گزرا تھا کہ دور سے اس کے کان میں ہلکی سی کھنک کی آواز پڑی تو وہ یکخت جاگ اٹھا۔ چونکہ وہ چوکیدار تھا اس لئے اس کی نیند بھی ہوشیار ہوتی تھی۔ معمولی سی آواز سے بھی وہ جاگ اٹھتا تھا۔ اس بار بھی اسیا ہی ہوا۔

”اب کیا ہو گیا ہے۔ اور لوگ تو نہیں آ سکتے..... اکبر نے اُنھے ہونے بڑھدا کر کہا اور پھر سلپر چیروں میں ڈالے وہ دروازے کی

ہی ان کی نانگلیں بھی باندھ دیں۔ پھر اس نے ان کی تلاشی لی تو ان سب کی جیبوں سے مشین پٹکلو اور دوسرا اسلو نکال کر ایک طرف رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ غیر ملکی ایجنت ہیں اور لیبارٹری میں موجود قومی مشینی کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ ایک بار تو اسے یہ خیال بھی آیا کہ وہ انہیں گولی مار دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اس سے پوچھا جا سکتا تھا کہ جب یہ بے ہوش تھے تو انہیں گولی کیوں ماری گئی اور ایسا نہ ہو کہ الٹا وہ کسی بڑے چکر میں پھنس جائے اس لئے انہیں باندھ کر رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

اکبر نے ان افراد کو باندھنے کے بعد مشین کے ذریعے پھانک دوبارہ بند کر دیا اور واپس آ کر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ یہ لوگ جن شاعروں سے بے ہوش ہوئے ہیں ان کا دورانیہ کئی گھنٹوں پر محیط تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ صبح سے پہلے یہ ہوش میں نہیں آ سکتے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ گہری نیند سو گیا۔ پھر نجانے کس وقت اچانک وہ ایک بار پھر ہڑبرا کر اٹھ بیٹھا کیونکہ اب ایک بار پھر سارے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

آئشن کے اندر میرے میں ڈوبے ہوئے ذہن پر اچانک روشنی کا ایک نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں اور آنکھیں کھلتے ہی اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرتے ہوئے اسے جھٹکا سارا گا کیونکہ وہ رہی سے بندھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سارے گاہیں کیونکہ وہ تو بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر گھونٹنے لگے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ اپنے ساتھیوں انخوں اور جیر اللہ کے ساتھ سرگ میں داخل ہو کر پھانک کے پاس پہنچا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے پھانک کو ہاتھ لگایا جبکہ سرخ روشنی تکی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا جبکہ اس سے پہلے انہوں نے پہاڑی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس بھی فائر کر دی تھی لیکن اب وہ سرگ کی بجائے کسی کمرے میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

طرف بڑھنے لگا۔ پھر جیسے ہی وہ دروازے تک پہنچا اچانک کوئی سایہ اس پر جھپٹا اور اکبر میئنے پر ضرب کھا کر چختا ہوا اچھل کر پشت کے بل کمرے کے اندر گرا۔ اس کا سر ایک میز سے نکلایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے احساسات اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ پھر درد کی تیز لہر سے اس کے حواس دوبارہ جاگ اٹھنے اور آنکھیں کھولتے ہی اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ اٹھنے سکا کیونکہ اس کا جسم رہی سے بندھا ہوا تھا اور وہ دیوار کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے رسیاں کھولنے کی کوشش کی لیکن اسے کچھ اس انداز سے باندھا گیا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ کمرہ خالی تھا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"یہ کون تھا۔ کیا کوئی روح تھی۔ وہ تو بے ہوش پڑے ہوں گے۔ پھر یہ کون تھا جس نے مجھے ضرب لگائی اور پھر رہی سے باندھ دیا۔ اب روح کو تو ضرورت نہیں تھی مجھے رہی سے باندھنے کی۔ پھر یہ کون تھا"..... اکبر نے بڑھاتے ہوئے کہا لیکن کوئی کمرے میں نہ آیا اور نہ ہی کسی قسم کی حرکت کی آواز اسے سنائی دی۔ ہر طرف مکمل خاموشی طاری تھی۔ پھر کچھ دیر بعد اسے دور سے چلتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور اس کا جسم بے اختیاراتن سا گیا۔ اس کی آنکھیں دروازے پر جیسے جم سی گئی تھیں۔

اس بارہ کی نہ کسی طرح انٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر جیسے ہی اس نے گردن گھمانی تو اس طرح اچلا جیسے کسی پچونے اسے کاٹ لیا ہو۔ ”اوہ۔ اوہ۔ جیز اور اس کا گروپ بھی یہاں موجود ہے۔ حیرت ہے۔ اگر یہ لیبارٹری ہے تو یہاں تو بے ہوش کر دینے والی گیس فائر ہوئی تھی۔ ایسی گیس جس کے اثرات فوری ہوتے تھے اور پھر فوری ہی ختم ہو جاتے تھے اس نے لیبارٹری کے اندر تو سب افراد حقیقی طور پر بے ہوش ہو گئے ہوں گے پھر انہیں باہر سے کون اٹھا کر اندر لایا اور رسیوں سے باندھ دیا۔ اسی اوہیڑ بن میں جتنا ہونے کے ساتھ ساتھ اس نے رسی سے بندھے ہوئے اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش بھی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد اسے محسوس ہو گیا کہ باندھنے والا کوئی عام آدمی ہے کیونکہ رسی عام انداز میں بندھی ہوئی تھی اور چند لمحوں بعد اس نے گرہ کھولی اور اس کے ساتھ ہی وہ انٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کی جیسیں خالی تھیں۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور پھر ایک کونے میں موجود میز پر اسے کافی تعداد میں مشین پسلو پرے نظر آئے۔ ایک سیاہ رنگ کا بڑا ساتھیا بھی میز پر پڑا تھا۔ اس نے اپنا مشین پسلو پہچان لیا اور آگے بڑھ کر اس نے اسے اٹھایا اور میگریں چیک کر کے اس نے مشین پسلو جیب میں ڈال لیا۔ پھر وہ دوسری طرف بڑھ گیا لیکن اندر چیختے ہی اسے ساتھ والے کمرے میں کسی آدمی کے بڑی بڑی اور چلنے کی آواز سنائی دی تو وہ

محتاط ہو گیا۔

پھر جیسے ہی وہ ساتھ والے کمرے کے دروازے پر پہنچا اس نے ایک لمبے ترے آدمی کو کمرے سے باہر آتے دیکھا تو اس نے بچل کی سی تیزی سے اس آدمی کے سینے پر زوردار ضرب لگائی اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل کمرے میں گرا تو اس کا سر ایک میز سے مکرایا اور اس کا تناب ہوا جسم یکخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ آشن نے آگے بڑھ کر اسے چیک کیا۔ وہ واقعی سر پر لگنے والی چوٹ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ آشن واپس مڑا اور اس نے دوسرے کمرے میں موجود اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کھولی اور واپس دوسرے کمرے میں آ کر اس نے اس آدمی کے ہاتھ اور جیز اس انداز میں باندھنے کہ وہ زیادہ حرکت بھی نہ کر سکے اور اپنے آپ کو آزاد بھی نہ کر سکے۔ وہ پہلے اس جگہ کا راؤٹڈ لگانا چاہتا تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ لیبارٹری کے اندر ہے لیکن یہاں سوائے اس آدمی کے اور کوئی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس آدمی کو باندھ کر اس نے لیبارٹری کے اندر دلی حصوں کا راؤٹڈ لگایا۔ وہاں اب بھی خاصی قیمتی مشینی موجود تھی لیکن کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی کسی قسم کی فائل حتیٰ کہ کوئی کاغذ کا نکٹوا تک موجود نہ تھا۔ وہ واپس آ کر اس کمرے میں داخل ہوا جہاں اس کے آدمی موجود تھے جبکہ ساتھ ہی جیز اور اس کے تین ساتھی رسی سے بندھے ہوئے چلتے تھے۔

گیا ہے۔۔۔ آشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس دروازے سے نکل کر وہ دوسرے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بندھا ہوا آدمی ہوش میں تھا اور انھ کر بیٹھا ہوا تھا۔

”تمہیں۔۔۔ تمہیں کیسے ہوش آ گیا۔ سرخ شعاعوں کا شکار تو کئی گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آتا اور یہ فائرنگ کی آوازیں کسی تھیں“۔۔۔ اس آدمی نے بڑے بوکھلانے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”میں تربیت یافت آدمی ہوں۔ میں ڈینی مشقیں مسلسل کرتا رہتا ہوں۔ میں زیادہ دیر تک بے ہوش نہیں رو سکتا اور جہاں تک فائرنگ کا تعلق ہے وہ چار یورپی جو بندھے پڑے ہیں انہیں میں نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ بھی تربیت یافت لوگ تھے۔ وہ ہوش میں آ کر کچھ بھی کر سکتے تھے۔ تمہارا کیا نام ہے اور تم یہاں کیا کر رہے تھے“۔۔۔ آشن نے جواب دیتے ہوئے آخر میں سوال کر دیا۔

”میں یہاں چوکیدار ہوں۔ میرا نام اکبر ہے۔۔۔ میرا ساتھی چوکیدار رحمت چھٹی پر گیا ہوا ہے۔۔۔ تم کون ہو۔ تم کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو“۔۔۔ اکبر نے کہا تو آشن بے اختیار ہنس پڑا۔

”ابھی تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں تمہاری بندھی ہوئی رسیوں سے کیسے آزاد ہو گیا“۔۔۔ آشن نے ہستے ہوئے کہا۔

”مشن تو ناکام ہو گیا۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن اب ان کا تو خاتمہ کیا جائے“۔۔۔ آشن نے جیب سے مشین پسل نکالتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے تڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوئے جیز اور اس کے تینوں ساتھیوں کے سینوں پر گولیوں کی بوچھاڑ پڑی اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی ساکت ہو گئے۔ دل پر پڑنے والی گولیوں نے انہیں زیادہ تڑپنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ اسی لمحے اس کے ساتھیوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات ابھرنے لگے۔ شاید فائرنگ کی آوازوں نے ان کے ذہنوں کو جھکھا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ہوش میں آ رہے تھے۔

”انھوں نھیں، جیرالڈ۔ ہم خطرے میں ہیں“۔۔۔ آشن نے کہا تو وہ دونوں جھٹکے سے انھیں بیٹھنے اور دوسرے لمحے جھٹکے سے انھ کر کھڑے ہو گئے۔

”یہ۔۔۔ یہ کون ہیں۔۔۔ ہم کہاں ہیں“۔۔۔ انھوں نے کہا تو آشن نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب تک کے سارے حالات مختصر طور پر بتا دیئے۔

”وہ آدمی زندہ ہے باس جو ہمیں یہاں اٹھا لایا تھا۔ اسے تو فوراً ہلاک ہوتا چاہئے“۔۔۔ انھوں نے کہا۔

”نہیں۔۔۔ اسے میں نے باندھ دیا ہے۔۔۔ اب اس سے یہاں کے حالات معلوم ہوں گے کہ اس لیبارٹری کو کلوز کر کے کہاں شفت کیا

"تو یہ لیبارٹی ڈیڑھ سال پہلے کلوز کی گئی تھی"..... آشن نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں ڈیڑھ سال قبل آیا تھا۔ پھر چند روز بعد میرا ساتھی رحمت بھی آگئی تھی"..... اکبر نے جواب دیا۔

"ان ڈیڑھ سالوں کے دوران کوئی سائنس دان نہیں آیا یہاں"۔ آشن نے پوچھا تو اکبر نے پوچھا تھا ہوئے نہیں کہہ دیا۔

"تم خلط بیانی کر رہے ہو۔ سنو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں مجھ بول دو"..... آشن نے غرانتے ہوئے لبجھ میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں مجھ بول رہا ہوں"..... اکبر نے گھبراۓ ہوئے لبجھ میں کہا تو آشن نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر مشین پھل کی نال رکھ دی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں مجھ بول دو ورنہ کھوپڑی اڑ جائے گی۔ بولو"..... آشن نے تیز لبجھ میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ ایک سائنس دان ڈاکٹر شہاب آئے تھے۔ وہ یہاں اپنی ڈائری بھول گئے تھے۔ وہ لینے آئے تھے۔ ہمیں پہلے بڑے صاحب کا فون آیا تھا۔ پھر وہ آئے تھے۔ اس اس کے بعد کوئی نہیں آیا"..... اکبر نے اس بار لرزتے ہوئے لبجھ میں کہا۔

"کتنا عرصہ پہلے آئے تھے"..... آشن نے اسی طرح پیشانی پر موجود مشین پھل کی نال کو دباتے ہوئے کہا۔

"دو ماہ پہلے"..... اکبر نے جواب دیا۔

"ارے ہاں۔ مجھے تو یاد نہیں رہا تھا۔ میں نے تو تمہیں باندھ دیا تھا ری سے۔ پھر تم کیسے آزاد ہو گئے"..... اکبر نے چوک کر کہا۔ اسی لمحے جیزال اللہ اور انھوئی اندر داخل ہوئے۔

"باس۔ یہاں تو اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ یہ کیسی لیبارٹی ہے"..... انھوئی نے کہا۔

"تم یہاں تفصیلی پیکنگ کرو۔ شاید یہاں ہونے والے کام کے سلسلے میں کوئی نوٹس روڈی کی نوکری سے یا کسی الماری سے یا کسی کوئنے میں پڑا مل جائے۔ میں تب تک اکبر سے بات کرتا ہوں"..... آشن نے کہا تو انھوئی اور جیزال اللہ دونوں مذکورے سے باہر چلے گئے۔

"اب باتیں بہت ہو گئی ہیں مسراکبر۔ اب تم میرے سوالوں کے جواب دو گے اور ہاں۔ یہ سن لو اگر تم نے جھوٹ بولا یا غلط بیانی کی تو تمہاری لاش کو گھر کے کیڑے بھی کھانے سے انکار کر دیں گے۔ بولو۔ یہ لیبارٹی کب کلوز ہوئی ہے۔ بولو"..... آشن نے مشین پھل کا رخ اکبر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لبجھ سخت اور سرد ہو گیا تھا۔

"میں تو چوکیدار ہوں۔ میں یہاں ڈیڑھ سال پہلے آیا تھا۔ تب بھی یہاں کوئی آدمی نہیں تھا اور ابھی تک ہم دو چوکیداروں کے علاوہ اور کوئی آدمی یہاں نہیں آیا"..... اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

138

”کواس مت کرو۔ انہیں دو سال ہو گئے ہیں مرے ہوئے۔ ان کا جنازہ پڑھایا گیا تھا۔ انہیں دن کیا گیا تھا اور تم کہہ رہے ہو کہ دو ماہ پہلے وہ آئے تھے“..... آشن نے چیختے ہوئے کہا۔

”میں بھی انہیں دیکھ کر بے حد حیران ہوا تھا کیونکہ میں بھی ان کے جنازے میں شریک تھا۔ میں نے پوچھا تو وہ بس کر کہنے لگے کہ دشمنوں کو دھوکہ دینے کے لئے حکومت نے ذرا سہ کیا تھا۔“ اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے پوچھا تھا کہ اب وہ کہاں ہیں۔ سنو۔ اگر تم یہ بتا دو تو نہ صرف تم زندہ رہو گے بلکہ ایک بڑا دار بھی تسبیں ملیں گے۔ یوں“..... آشن نے کہا۔

”ایک بڑا دار مجھے دے گے۔ واقعی“..... اکبر نے ایسے بجھ میں کہا جیسے اسے آشن کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہاں۔ ابھی اور اسی وقت۔ نفت اور ساتھ ہی زندہ رہنے کی گارنی بھی“..... آشن نے کہا۔

”لیکن میں نے تمہاری جیبوں کی تلاشی لی تھی۔ تمہارے پاس تو رقم ہے ہی نہیں۔ پھر“..... اکبر نے کہا تو آشن مسکرا دیا۔ اس نے کوت کی اندر ورنی جیب کی زپ کھولی اور نوٹوں کی ایک گذی نکال کر اکبر کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

”یہ دیکھو۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ہم تربیت یافتہ لوگ ہیں“..... آشن نے کہا۔

139

”اوہ۔ صحیک ہے۔ میں اب سب کچھ بتا دوں گا۔ ہاں۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا میں ان کی لیبارٹری میں چوکیدار بن سکتا ہوں کیونکہ میں یہاں اکیلا رہ کر نگف آ گیا ہوں۔ وہاں ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد میں گھر تو جا سکوں گا تو انہوں نے کہا کہ ان کی لیبارٹری دار الحکومت کی انڈسٹریل ایریا میں ہے۔ ان کے پاس تو کسی چوکیدار کی جگہ نہیں ہے۔ ان کی لیبارٹری کے اوپر جو پلاسٹک کے برتن بنانے کی فیکٹری ہے وہاں رکھوا دوں گا۔ پھر وہ واپس چلے گئے لیکن پھر انہوں نے میرا کام ہی نہیں کیا۔ بڑے آدمی ہیں اس لئے بھول گئے۔..... اکبر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”انڈسٹریل ائیٹیٹ میں پلاسٹک کے برتن بنانے والی فیکٹری کے نیچے ان کی لیبارٹری ہے۔“..... آشن نے کہا۔

”ہاں۔ انہوں نے خود بتایا تھا۔“..... اکبر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تم نے سچ بتایا ہے اس لئے تمہیں انعام ملنا چاہئے اور وہ انعام ہے آسان موت۔“..... آشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پٹل کا فریگر بدا دیا۔ دوسرے لمحے گولیوں کی پوچھاڑ اکبر کے سینے پر پڑی اور وہ چینٹا ہوا پہلو کے مل نیچے گرا اور بندھا ہونے کی وجہ سے اس کا جسم کھل ہی نہ سکا۔ اس نے دو چار جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

”ہونہہ۔ تمہیں زندہ چھوڑ کر میں نے اپنے لئے موت خریدیں“

عمران نے ناشتے کے بعد اخبارات کے بندل کی طرف ہاتھ پڑھایا ہی تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی تھنی نہ اٹھی۔
 ”ارے۔ اخبارات تو پڑھنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ سیاست کوئی چال چل جائے اور عوام کو خبر نکل نہ ہو۔“..... عمران نے شکایتی انداز میں کہا اور پھر دوسری بار تھنی بجھے پر اس نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
 ”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) برباد خود بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے کہا۔
 ”اور بول رہا ہوں۔ عمران جیئے۔“..... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 ”اوہ آپ۔ خیریت۔ کیسے اس وقت فون کیا ہے۔“..... عمران نے بڑے بے چین سے لجھے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس طرح بے وقت سرداور کسی عام بات کے لئے فون نہیں کر سکتے۔

”تحی۔ ننس۔“..... آشن نے کہا اور اس مشین پہل اور رقم واپس جیبوں میں ڈال کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔
 ”باس۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔ اس مشین سے گیٹ کھلا اور بند ہوتا ہے۔“..... انھوں نے کہا تو آشن چونک پڑا۔
 ”اوہ۔ میں تو یہ بات اکبر سے پوچھنا بھول گیا تھا۔ تم نے کیسے چیک کر لیا۔“..... آشن نے کہا۔
 ”اس مشین پر میں نے ہاتھ رکھا تو یہ گرم تھی جبکہ یہاڑی میں باقی جو مشینزی ہے وہ سب نہ مختدی ہے اس لئے میں سمجھ گیا کہ اسے آپریٹ کیا جاتا ہے اور پھر میں نے اسے آن کر دیا۔ پھر اسے آپریٹ کیا گیا اور میں گیٹ کھولنے اور بند کرنے میں کامیاب ہو گیا۔“..... انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔ اب گیٹ کھلو اور چلوتا کہ جس قدر جلد یہاں سے نکل سکیں نکل جائیں۔“..... آشن نے کہا تو انھوں نے سر ہلاتے ہوئے مشین کو آن کر دیا۔

کے وہ فلیٹ سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے ایئر پورٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں واقعی دھماکے سے ہور ہے تھے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ جب یورپی نژاد تین افراد کی وہاں لاشیں پڑی ہیں تو انہیں ہلاک کرنے والا کون تھا جبکہ چوکیدار کی بھی لاش ملی ہے۔ بیلی کا پھر کراس نائگر پہاڑی کے سامنے ایک کھلی جگہ پر اتارا گیا اور پھر سرداور اپنے شاف اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ جب لیبارٹری کے اندر گیا تو وہاں واقعی وہی کچھ موجود تھا جو سرداور نے فون پر بتایا تھا لیکن عمران یورپی نژاد ہلاک شدہ افراد کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ ان میں وہ آئش شامل نہیں ہے جس کا حلیہ اس نے ذاکر تصدق سے معلوم کیا تھا اور جسے جیگر سمعت نے کنفرم کیا تھا۔ لاشوں کے چہروں پر میک اپ بھی نہیں تھا۔

”یہاں یہ قیمتی مشینری کیوں رکھی گئی ہے۔ جب لیبارٹری کلوزر کر دی گئی ہے تو پھر اسے کمل طور پر کلوزر کر دینا چاہئے تھا۔“ — عمران نے سرداور سے کہا۔

”ہم سوچ رہے تھے کہ اس لیبارٹری میں دوبارہ کام کا آغاز کیا جائے۔ ایک فارمولہ ایسا سامنے آیا تھا جس پر ابتدائی کام ہو رہا ہے۔ جلد ہی وہ فائل ہو جائے گا تو پھر یہاں اس پر کام ہو سکتا ہے۔ یہاں موجود مشینری اس فارمولے کے لئے خاصی کارآمد رہے گی۔“ — سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم جس معاملے میں انٹرست لیتے ہو اس میں ہی معاملات خراب ہو جاتے ہیں۔ کراس نائگر پہاڑی والی لیبارٹری اب تک پر سکون تھی لیکن کل تم نے اس پر بات کی اور آج ہی جو اطلاعات ملی ہیں وہ انتہائی تشویش ناک ہیں۔“ — سرداور نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے سرداور۔ جو آپ اس قدر پریشان ہیں۔“ — عمران نے بھی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیبارٹری کا ایک چوکیدار چھٹی پر گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس کی واپسی آج صبح ہوئی اور اس نے براہ راست مجھے فون کیا کیونکہ وہ میرے گھر کام کرتا رہا ہے اور میں نے ہی اسے وہاں رکھوایا تھا کیونکہ وہ انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ لیبارٹری کا بیرونی راستہ کھلا ہوا تھا۔ جب وہ اندر گیا تو اندر وہی گیٹ بھی کھلا ہوا تھا۔ پھر وہ لیبارٹری کے اندر گیا تو وہاں اس کا ساتھی اکبر چوکیدار رسیوں میں جکڑا ہوا تھا اور اس کے سینے پر گولیاں مار کر اسے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں رسیوں میں بندھی ہوئی چار لاشیں موجود تھیں جن میں تین یورپی نژاد تھے جبکہ ایک مقامی آدمی تھا۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ تم نے آتا ہو تو ایئر پورٹ پر پہنچ جاؤ۔ ہم نے بیلی کا پھر پر وہاں جانا ہے۔“ — سرداور نے کہا۔

”میں پہنچ رہا ہوں سرداور۔“ — عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھا اور تیزی سے ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر

تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔
 ”ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں“..... سرداور نے کہا اور فون آف کر کے انہوں نے جیب میں رکھ لیا۔
 ”نجانے آج کا دن مزید کیا دکھائے گا۔ عمران تم جو کہہ رہے تھے وہی ہو گیا ہے“..... سرداور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”کیا ہوا ہے سرداور“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔
 ”آج صبح ہی دوسری لیبارٹری جو انڈسٹریل اسٹیٹ میں ہے اس پر حملہ ہوا ہے اور ڈاکٹر شہاب اور ان کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے اور فارمولہ بھی شاید غائب کر دیا گیا ہے“..... سرداور نے کہا
 ”اوہ۔ ویری بیڈ۔ ان کے اس قدر جلدی حملے کا مجھے بھی اندازہ نہ تھا۔ ویری بیڈ“..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار سرداور کی کار کے عقب میں دوڑتی ہوئی انڈسٹریل اسٹیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں ایک بار پھر دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ وہ اس ساری کارروائی کو اپنی غفلت کا نتیجہ قرار دے رہا تھا۔ انڈسٹریل اسٹیٹ پہنچ کر عمران کو وہاں کی کارروائی کا شدت سے احساس ہوا۔ لیبارٹری زیر زمین تھی جبکہ اوپر پلاسٹک کے برتن بنانے والی فیکٹری تھی۔ رات کو فیکٹری بند رہتی تھی اور دن کے وقت ہشمندوں کی شفت آتی تھی اور پھر شام تک فیکٹری میں کام ہوتا رہتا تھا۔ یہ حملہ شاید پچھلی رات کو ہوا تھا کیونکہ فیکٹری کے

”ٹھیک ہے۔ اب واپس چلیں۔ یہاں دیکھنے کے لئے اور کچھ نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”تم نے کیا اندازہ لگایا ہے۔ یہ مرنے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں اور مارنے والا کون ہے“..... سرداور نے کہا۔

”جہاں تک میرے ذہن میں تصویر بنتی ہے اس کے مطابق دو یورپیشن گروپ اس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے تھے اور اتفاق سے دفعوں یہاں پہنچ گئے۔ اندر کیسے گئے یا کیا ہوا اس کا اندازہ تو نہیں لگایا جا سکتا البتہ ایک گروپ نے دوسرے کو ہلاک کر دیا اور ساتھ ہی چوکیدار کو بھی اور پھر وہ نکل گئے اور یہ بھی بتا دوں کہ اب یہ لوگ اصل لیبارٹری پر ریڈ کریں گے“..... عمران نے کہا تو سرداور نے بے اختیار ہوتے پہنچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کا پھر پر سوار و اپس دار الحکومت کی طرف جا رہے تھے اور پھر دار الحکومت پہنچ کر سرداور کار پارکنگ کی طرف جا رہے تھے کہ ان کے سيل فون کی تھنھی بھی۔ انہوں نے فون نکال کر اسے آن کیا اور کان سے لگا لیا۔ عمران بھی ان کے ساتھ چلتا ہوا خاموشی سے پارکنگ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کیونکہ اس کی کار بھی پارکنگ میں موجود تھی۔

”کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو گیا“..... سرداور نے یک لفحت اوپنچ آواز میں کہا تو عمران چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ سرداور بے حد رکھ رکھا دالے آدمی تھے۔ وہ اس طرح پہنچ کر فون پر عام طور پر بات نہ کر سکتے تھے۔ ان کا اس انداز میں چھنا بتا رہا

فیکٹری میں ہونے والی تباہی اور بڑے نامور سائنس دافوں کے اس طرح بھیانہ قتل پر دلی افسوس ہو رہا تھا۔

”لاشیں۔ کیا مطلب۔ کیا تم ان پر مقدمہ چلائے بغیر انہیں ہلاک کر دو گے۔“..... سرداور نے اس طرح چوک کر پوچھا جسے عمران نے کوئی ناقابل یقین بات کر دی ہو۔

”انہوں نے ہمارے سائنس دافوں پر مقدمہ چلایا ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ میں اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہ قتل ہو گا۔ انہیں پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ پھر ان پر مقدمہ چلایا جائے گا اور پھر عدالت جو سزا دے وہ انہیں ملتی چاہئے۔“..... سرداور نے تیز لمحے میں کہا اور اپنی کار میں بیٹھے گئے۔ عمران نے ان کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے انہیں سلام کیا اور سائینڈ پر موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے جیب سے میل فون نکالا۔ اسے آن کرنے کے بعد زیریو کا کوڈ لگا کر اس نے بلیک زیریو کا نمبر پر لیں کرنا شروع کر دیا۔

”ایکسنو۔“..... رابطہ ہوتے ہی ایکسنو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں ظاہر۔ ہماری غلطت کی وجہ سے بڑی بھی انک کا رروائیاں ہو گئی ہیں۔“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا۔

”کون سی کار روائیاں عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے۔“..... بلیک زیریو نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا تو

پانچ چوکیدار اس انداز میں پڑے تھے جیسے سورج ہے ہوں اور سوتے ہوئے انہیں گولیاں مار دی گئی ہوں لیکن ان میں سے چند اس انداز میں پڑے تھے کہ وہ کسی طرح بھی سونے کا انداز نہیں ہو سکتا۔ عمران کو شک پڑا تو اس نے ایک چوکیدار کی آنکھ کھول کر دیکھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سائنس لیا۔ اب یہ بات یقینی ہو گئی تھی کہ ہمیں فیکٹری کے اندر بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس فائر کی گئی تھی۔ پھر انہیں ہلاک کیا گیا تھا۔ لیمارٹری میں بھی مرنے والوں کی بھی کیفیت تھی۔ وہاں بھی پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی۔ پھر لیمارٹری کی مشینری فائر گن سے تباہ کی گئی اور سائنس دافوں کو ہلاک کیا گیا۔ البتہ سرداور کے مطابق ڈاکٹر شہاب جو قدرے بڑھاپے کی طرف مائل تھے ان کے چہرے پر تشدید کے نشانات موجود تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ہوش میں لا کر ان پر تشدید کیا گیا ہے۔ شاید یہ تشدید فارمولے کے حصول کے لئے کیا گیا تھا۔ اس بات کو مزید تقویت اس سے بھی ملتی تھی کہ مخصوص خفیہ سیف کھلا ہوا تھا اور اس میں فارمولہ موجود نہ تھا۔

”یہ فارمولہ واپس آنا چاہئے عمران۔“..... سرداور نے فیکٹری سے باہر آتے ہوئے کہا۔

”انشاء اللہ۔ نہ صرف فارمولہ واپس آئے گا بلکہ جن لوگوں نے یہ کارروائی کی ہے ان کی لاشیں بھی یہاں لا کر انہیں سرعام جلایا جائے گا۔“..... عمران نے قدر جذباتی انداز میں کہا۔ اسے واقعی

عمران نے پہاڑ پور لیبارزی میں ہونے والی کارروائی کے بعد اب صحیح کو انڈسٹریل اسٹیٹ میں ہونے والی کارروائی کی تفصیل بتا دی۔ ”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیٹ۔ یہ کارروائی کس نے کی ہو گی؟“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”تین یورپی تو پہاڑ پور والی لیبارزی میں ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ البتہ وہ آسٹن جس کا حلیہ ٹیم کو چالایا گیا تھا وہ کہیں نظر نہیں آ رہا۔ اس بارے میں ٹیم نے کوئی روپورٹ دی ہے؟“..... عمران نے کہا۔ ”نہیں۔ ابھی تک تو کوئی روپورٹ نہیں آئی؟“..... بلیک زیر و نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم صدر اور کیپنٹن تکلیل کی ڈیوٹی ایئر پورٹ پر لگا دو اور چوبہان اور صدیقی کی ڈیوٹی بندگاہ پر۔ اس کے علاوہ تنور اور خاور کی ڈیوٹی کافرستان جانے والے راستے پر لگا دو کیونکہ اگر آسٹن نے یہ واردات کی ہے تو اسے معلوم نہ ہو گا کہ اس کا حلیہ چیک کیا جا چکا ہے اس لئے لازماً وہ اپنے اصل حلیے میں ہی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں؟“..... بلیک زیر و نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے ایک رہائش کالوں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور نگ سیٹ پر جیرالڈ تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر آسٹن اور عقبی سیٹ پر انھوں نے بیٹھا ہوا تھا۔ پہاڑ پور لیبارزی سے جیپ میں والیں دارالحکومت پہنچتے ہی انہوں نے جیپ رہائش کالوں میں واقعی اپنی رہائش گاہ پر چھوڑی اور پھر وہاں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے دو پائل اخنا کر دو پچھلی رات کو ہی انڈسٹریل اسٹیٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انڈسٹریل اسٹیٹ کے آغاڑ میں ہی ایک بڑے بورڈ پر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کام کرنے والی فیکٹریوں کے بارے میں تفصیلات موجود تھیں تاکہ کسی بھی فیکٹری میں پہنچنے کے لئے کوئی پریشانی نہ ہو۔

اس بورڈ پر جب پلاسٹک فیکٹری کو تلاش کیا گیا تو اتفاق سے ایک ہی فیکٹری پلاسٹک کے برتن بنانے والی نظر آئی۔ اس کے

لگے رویالروں سے ہلاک کر کے وہ ایک بار پھر دیوار پھلانگ کر باہر آ گئے۔ وہ چاہتے تو چھانک کھول کر بھی باہر آ سکتے تھے لیکن اس طرح چھانک کھلا ملتا اور کارروائی جلدی نریں ہو جاتی جبکہ وہ چاہتے تھے کہ جس قدر دیر سے یہ کارروائی سامنے آئے اتنا ہی ان کے حق میں بہتر رہے گا۔ پھر واردات مکمل ہونے کے بعد اب وہ واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ آشن اور انھوںی دونوں کے چہروں پر فتح مندی اور کامیابی کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

”باس۔ اب یہاں سے نکلنے کی ہمیں فوری کارروائی کرتا ہو گی۔“ عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے انھوںی نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن جانے سے پہلے جیرالڈ کو ہم نے خصوصی انعام بھی دینا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے یہ ساری کارروائی مکمل ہوئی ہے۔“ آشن نے کہا تو جیرالڈ کے سامنے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ کھل انھی۔

”شکریہ سر۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔“..... جیرالڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کوئی مہربانی نہیں۔ یہ تمہارا حق ہے اور انعام اس قدر زیادہ ہو گا کہ تم جیران رہ جاؤ گے۔“..... آشن نے کہا تو جیرالڈ کا چہرہ مزید کھل اخھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ جیرالڈ نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی تو آشن اور انھوںی نیچے اتر

علاوہ ایسی اور کوئی فیکٹری نہیں تھی اس لئے آشن کفرم ہو گیا کہ یہی فیکٹری ان کی مطلوبہ فیکٹری ہے۔ اس فیکٹری کا راؤنڈ لگانے کے بعد آشن نے جیرالڈ کو کارسیٹ کسی ایسی جگہ رکنے کے لئے کہا جہاں کار کی موجودگی مشکوک نہ بھی جائے اور خود وہ انھوںی کو لے کر فیکٹری میں کارروائی کرنے کے لئے کار سے اتر گیا۔ آشن نے پہلے فیکٹری کے اندر بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس فائر کی۔ اسے یقین تھا کہ اس وقت فیکٹری نہ صرف بند ہے بلکہ چوکیدار بھی اگر سو نہیں رہے ہوں گے تو اوکھے ضرور رہے ہوں گے۔ گیس فائر نگ کے دس منٹ بعد وہ فیکٹری کی دیوار پھلانگ کر اندا، پہنچ گئے۔ یہ عام سی فیکٹری تھی اور یہاں حفاظتی اقدامات بھی محفوظ تھے۔ صرف چوکیدار تھے جواب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

آشن نے اپنے تجربے کی بناء پر لیبارٹری کا راستہ نریں کر لیا اور پھر الیون زیر دشین سے اس نے لیبارٹری میں موجود حفاظتی انتظامات زیر دکھنے اور لیبارٹری میں داخل ہو گیا۔ یہاں چار افراد موجود تھے جو اپنے کمروں میں گیس کی وجہ سے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پھر طویل کارروائی اور ایک سائنس دان پر تشدد کے بعد وہ فارمولے کی مائیکرو شیپ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سائیلنسر گلے رویالروں کی مدد سے لیبارٹری کی تمام مشینیں تباہ کر دی اور سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر اوپر فیکٹری میں آ کر بے ہوش پڑے چوکیداروں کو بھی سائیلنسر

مودبانہ لجھے میں کہا۔
”اوہ۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص رپورٹ“..... چیف نے چونک کر پوچھا۔

”کامیابی چیف۔ میں کا سپر ریز کا فارمولہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور اس وقت فارمولہ میری جیب میں ہے۔“
آشن نے صبرت بھرے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تفصیل سے روپورٹ دو“..... چیف نے سرد لجھے میں کہا تو آشن نے پہاڑ پور لیبارٹری جانے اور وہاں ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتانے کے بعد وہاں سے واپس آ کر انڈسٹریل اسٹیٹ لیبارٹری میں جا کر وہاں ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی۔

”جو مقامی آدمی تمہارے ساتھ ہے اس کا کیا ہوا“..... چیف نے پوچھا۔

”اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کی لاش گٹر میں ڈال دی جائے گی“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اپنے اصل چہرے میں ہو یا میک اپ میں“..... چیف نے پوچھا۔

”اصل چہرے میں چیف۔ لیکن مجھے آج تک کسی نے چیک نہیں کیا“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایسی لیبارٹریوں میں خفیہ کیمرے نصب ہوتے ہیں اور اب

آئے۔ جیرالڈ بھی نیچے اتر اور اس نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔
”آؤ جیرالڈ تاکہ تمہیں خصوصی انعام دیا جائے“..... آشن نے جیرالڈ سے کہا اور پھر عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچے انھوئی اور آخر میں جیرالڈ چل رہا تھا۔
”انھوئی“..... کمرے میں پہنچ کر آشن نے انھوئی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں باس“..... انھوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میں چیف کو فون کر لوں۔ تم جیرالڈ کو بھاری انعام دے کر رخصت کر دو“..... آشن نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس۔ آؤ جیرالڈ اوہر بڑے کمرے میں بیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ“..... انھوئی نے سکراتے ہوئے کہا تو جیرالڈ نے آشن کو سلام کیا اور پھر مزکر انھوئی کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا تو آشن نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے انھ کر الماری میں موجود ایک بیک کھولا۔ اس میں سے سرخ رنگ کا ایک کارڈ لیس فون نکال کر اس نے بیک بند کر دیا اور اسے واپس الماری میں رکھ کر مڑا اور واپس آ کر دوبارہ کری پر بیٹھ گیا۔ اس نے فون کو آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رینڈ شار“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”چیف۔ میں آشن بول رہا ہوں پاکیشیا سے“..... آشن نے

کامڑیا کا نہیں۔ تم ہانگری کے سیاح ہو، کامڑیا کے نہیں۔ سمجھ گئے۔ چیف نے کہا۔

”لیں چیف“..... آشن نے کہا۔

”فارمولہ سفارت خانے پہنچا کر مجھے فون کرنا۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف“..... آشن نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھ دیئے جانے کے بعد اس نے فون آف کیا اور انھوں کر اسے الماری میں موجود بیگ میں رکھ دیا۔ اسی لمحے انھوں نے اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا جیر الد کا“..... آشن نے چونک کر پوچھا۔

”اے خصوصی انعام دے دیا گیا ہے۔ اس کی لاش تیرے کمرے میں پڑی ہے۔ اب کیا حکم ہے“..... انھوں نے کہا۔

”چیف کا حکم ہے کہ ہم دونوں نے ہانگریں میک اپ کرنا ہے۔ اس کے کاغذات ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں اور یہ فارمولہ ہانگری سفارت خانے پہنچانا ہے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے ہانگری روانہ ہو جائیں گے۔ آؤ پہلے میں تمہارا میک اپ کر دوں“..... آشن نے کہا تو انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تک پاکیشیا میں بھوچال آ چکا ہو گا۔ عمران اور پاکیشیا سینکڑ سردار بھی یقیناً حرکت میں آ چکی ہو گی اس لئے تم سب سے پہلے اپنا اور انھوں کا میک اپ کرو۔ گوتم میک اپ میں ماہر ہو لیکن پھر بھی انتہائی مہارت سے میک اپ کرنا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی میک اپ کے ماہر ہیں۔ معمولی سی کمی بھی اگر ان کی نظر وہ میں آ گئی تو وہ تم پر ثوٹ پڑیں گے۔ چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ یہ کیروں والی بات میرے ذہن میں نہیں تھی۔ چینکس چیف“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور سنو۔ فارمولے کی مائیکرو شیپ تم فوراً ہانگری کے سفارت خانہ میں سینکڑ سینکڑ رونالڈ کو پہنچا دو۔ وہ سفارتی بیگ کے ذریعے مجھے تک پہنچ جائے گی۔ میں رونالڈ کو فون کر کے احکامات دے دیتے ہوں لیکن تم انتہائی احتیاط سے کام لیتا۔ میک اپ کر کے وہاں جاؤ اور وہ کار استعمال نہ کرنا جو تم نے لیہارڑی جاتے ہوئے استعمال کر تھی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کار کے بارے میں اطلاعات ان تک پہنچ گئی ہوں“..... چیف نے کہا۔

”کار کی نمبر پلیٹ تبدیل شدہ ہے چیف اور دوسری بات یہ کہ ابھی تک کسی کو اس واردات کا علم بھی نہیں ہوا ہو گا۔ شاید دو تین گھنٹوں بعد اس کا علم ہو اس لئے فی الحال ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود میں مخاطر رہوں گا“..... آشن نے کہا۔

”ہر طرح سے مخاطر رہنا اور ایز پورٹ سے ہانگری کا نکٹ لینا۔

آئشن اور اس کا ساتھی دونوں واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔ ” عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اس کے باوجود آج اس کارروائی کو دو روز گزر گئے ہیں لیکن ان کے بارے میں کہیں سے کچھ معلوم نہیں ہوا رہا ” بلیک زیرو نے کہا۔

” ہاں ۔ ہر طرف مسلسل گمراہی کی جا رہی ہے حتیٰ کہ میں نے سرسلطان سے کہہ کر تمام کوریز سرو مز پر بھی پابندی شروع کر دی ہے کہ کسی مائکرو فلم کو کسی صورت ہمارے آدمی سے چیک کرائے بغیر وہ بھجو نہیں سکتے ۔ وہاں سے بھی ابھی کوئی ثابت روپورث نہیں ملی ” عمران نے کہا۔

” پھر اب آپ نے کیا سوچا ہے ” بلیک زیرو نے کہا۔

” وہ ڈائری دو ۔ اب مجھے واتا سے اطلاع منگوانا پڑے گی کہ آئشن واپس پہنچ گیا ہے یا نہیں ” عمران نے کہا۔

” کیا آپ اس جیگر سمح سے بات کریں گے ” بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر سرخ جلد والی خیم ڈائری نکالتے ہوئے کہا۔

” نہیں ۔ اس نے جو بتانا تھا وہ بتا دیا ۔ وہ بے حد تھاٹ آدمی ہے ۔ اس نے تو ابھی کا نام تک نہیں بتایا ۔ البتہ واتا میں ایک پرائیویٹ ابھی ہے ۔ اس کا سربراہ ہارڈی ہمارے ساتھ ہیں لا اقوائی مشنر پر کام کرتا رہا ہے ۔ اسے معقول معاوضہ دیا جائے تو

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت اخڑا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

” بیٹھو ” رکی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔

” عمران صاحب ۔ اس بار تو ان لوگوں کا کوئی سراغ ہی نہیں مل رہا ” بلیک زیرو نے کہا۔

” ہاں ۔ یہ خاصے تیز ، تربیت یافتہ اور ہوشیار ابجٹ ٹاپت ہو رہے ہیں ” عمران نے کہا۔

” کیا آپ کنفرم ہیں کہ یہ کارروائی آئشن اور اس کے ساتھ کی ہے ” بلیک زیرو نے کہا۔

” ہاں ۔ وہاں خفیدہ کیمرے نصب تھے جنہوں نے فلمیں بنائی ہیں ۔ سرداور نے وہ فلمیں مجھے فلیٹ پر بھجوادی ہیں ۔ ان فلموں میں

بول رہا ہوں۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لجھ میں کہا۔
”اوہ۔ اوہ تم۔ ارے اتنے عرصے بعد کیسے یاد آگیا تمہیں
ہارڈی۔۔۔ ہارڈی نے یکخت بے تکلفانہ لجھ میں کہا۔

”ہارڈ کو نرم کرنے میں عرصہ تو بہر حال لگ ہی جاتا ہے۔۔۔
عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہارڈی بے اختیار قہقہہ مار کر
ہنس پڑا۔

”تمہاری بھی باتیں متلوں یاد رہتی ہیں۔ آج اتنے عرصے بعد
کیسے فون کر لیا تم نے۔۔۔ ہارڈی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”تمہاری مالی پوزیشن معلوم کرنا تھی۔ پہلے تو تمہاری مالی حالت
خاصی ڈگرگوں تھی۔ اب کیا پوزیشن ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیوں۔ وجہ۔۔۔ ہارڈی نے چونک کر اور
حیرت بھرے لجھ میں پوچھا۔

”اس لئے کہ آج کل میری حالت نہ صرف ڈگرگوں ہے بلکہ
ناغفتہ ہے۔ مغلی اور قلاشی کا دور دورہ ہے اور مجھے تم سے چند
معلومات لینی ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے پوچھ لوں۔ اگر تو
تم بھی میری طرح ہو تو پھر تو مفت میں کام نہ ہو سکے گا اور اگر
تمہاری مالی حالت بہت اچھی ہے تو پھر نہ صرف مفت میں معلومات
مہیا کر دو گے بلکہ کچھ قرضہ بھی دے دو گے۔۔۔ عمران نے مسلسل
بولتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ہارڈی بے اختیار قہقہہ مار کر
مسلسل ہنسنے لگ گیا۔

وہ سب کچھ آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔۔۔ عمران نے ڈائری
لے کر اسے کھولتے ہوئے کہا تو بلیک زیر نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ عمران کچھ دیر ڈائری دیکھا رہا۔ پھر اس نے ڈائری رکھ کر رسیور
اخلایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ وہ چونکہ پہلے وانا میں
جیگر سمیتھ کو فون کر چکا تھا اس لئے اسے کا سریا اور وانا دونوں کے
رابطہ نمبر یاد تھے اس لئے دوبارہ اسے انکواڑی سے معلوم کرنے کی
 ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف ٹھنٹی بھتی رہی اور پھر رسیور اخلایا
 گیا۔

”رائل کلب۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔
لہجہ یورپیکن تھا۔
”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ہارڈی سے بات کراو۔۔۔
عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ یہ کہاں ہے۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت
بھرے لجھ میں کہا گیا۔

”ایشیا کا ایک ملک ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا
اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”لیں۔ ہارڈی بول رہا ہوں۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا

”تم واقعی نہیں بدلتے۔ اتنے طویل عرصے کے بعد بھی تمہارا باقیہ ویسی ہی ہیں۔ تم میری مالی حالت کی فکر مت کرو۔ اپنا کا بتاؤ۔“..... ہارڈی نے کہا۔

”ارے نہیں۔ کچھ نہ کچھ معاوضہ تو دینا ہی پڑے گا۔ اب میں بھکاری تو نہیں ہوں کہ صرف دعاوں پر تمہیں ٹال دوں۔“..... عمران نے پیشترہ بدلتے ہوئے کہا اور ہارڈی ایک بار پھر ہنستے لگ گیا۔

”اچھا جو تمہارا جی چاہے معاوضہ دے دینا۔ اب تو خوش ہو۔“..... ہارڈی نے کہا۔

”معاوضہ کے ساتھ قرضہ کتنا دینا پڑے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”قرض۔ میں نے کب تم سے قرضہ مانگا ہے۔“..... ہارڈی۔

اس بار مصنوعی طور پر غصیلے لمحے میں کہا۔

”میرے قرضے والی بات تو تم گول کر گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خود قرضے کی ضرورت ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے کوئی قرضہ نہیں چاہئے۔ نا تم نے۔ اب آئندہ ایک بات مت کرنا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم پرنس ہو۔ تم سے قرضے کی بات کرنا تمہیں تھپڑ مارنے کے مترادف ہے۔“..... ہارڈی نے کہا۔

”ارے۔ پھر دو چار تھپڑ تو مار ہی دو۔ وہ سیانے کہتے ہیں کہ وہ تھپڑوں سے کچھ فرق نہیں پڑتا اور لاتیں کے مارنے کوئی آئندہ نہیں۔“..... عمران نے کہا تو ہارڈی ایک بار پھر قہقهہ مار کر پھس پڑا۔

”اب بتا دو کہ کس ٹائپ کی معلومات چائیں تمہیں۔“..... ہارڈی نے کہا۔

”ارے ہاں۔ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا تھا کہ ہمارے ملک میں فون سروس بے حد مہنگی ہے۔ میں سمجھا تھا کہ تم مجھے فون کر رہے ہو۔“..... عمران نے کہا تو ہارڈی ایک بار پھر پھس پڑا۔

”میرا خیال ہے کہ تم فون کال کے لئے ہی قرضہ مانگ رہے تھے۔“..... ہارڈی نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”فون تو کٹوا دوں گا لیکن قرضہ واچس کرنا ہی پڑتا ہے۔ بہر حال تمہارے ملک میں ایک سرکاری ایجنسی ہے جس میں ایک ایجنسٹ کام کرتا ہے جس کا نام آئشن ہے۔ اس بارے میں معلومات چائیں تمہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”آئشن۔ ہاں۔ وہ ریڈی شار کا پر ایجنسٹ ہے لیکن ریڈی شار ایجنسی تو صرف سائنسی لیبارٹریوں کے خلاف کام کرتی ہے اور وہ بھی یورپ میں۔ پاکیشیا میں وہ کہاں سے پہنچ گئے۔“..... ہارڈی نے کہا۔

”آئشن نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا ہے۔ پوری لیبارٹری کو تباہ کر کے اور چار بڑے اور اہم سائنس دانوں کو ہلاک کر کے وہ فارمولائے ادا ہے۔ یہ بات آج سے دو روز پہلے کی ہے لیکن ابھی تک معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ واچس دانا پہنچ چکا ہے یا نہیں۔ اگر وہ پہنچ چکا ہے تو پھر فارمولہ کہاں ہے۔ ان معلومات کے لئے

معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے۔..... عمران نے اس بارہمیدہ لمحے میں کہا۔

”سوری عمران۔ آئٹھن انتہائی سفاک فطرت آدمی ہے اس لئے میں اس کے خلاف تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ میں اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہا ہوں“..... ہارڈی نے کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ تم اس کے خلاف میری مدد کرو اور میری وجہ سے اس سے لڑتے رہو۔ میں تو صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آئٹھن وانا پیش چکا ہے یا نہیں اور اگر پیش چکا ہے تو فارمولہ کہاں ہے۔ میں یہی تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا۔“

”ٹھیک ہے۔ یہ معلومات تمہیں دی جا سکتی ہیں اور تمہارے جیسے پنس کے لئے معاوضہ صرف پچاس ہزار ڈالر“..... ہارڈی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دونوں سوالات کے جوابات مجھے چاہیں۔ اپنا بینک اکاؤنٹ بتا دو“..... عمران نے کہا تو ہارڈی نے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دی جو سامنے بیٹھے بلیک زیر دنے نوٹ کر لی۔

”تم پیش جائے گی۔ بے قدر رہو۔ اب کتنی دیر بعد فون کروں“..... عمران نے کہا۔

”صرف دو گھنٹے دے دو۔ تمہارا کام ہو جائے گا“..... ہارڈی نے کہا۔

”اوکے۔ میں دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا اور ہاں۔ اپنی فون سیکریٹری کو سمجھا دینا۔ وہ پاکیشیا کے بارے میں دوبارہ پوچھتا شروع کر دے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اسے پچاس ہزار ڈالر زیجوں دینا۔ انتہائی قیمتی معلومات مل جائیں گی“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر دنے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا جبکہ عمران اٹھ کر لاہبری کی طرف چل پڑا۔ وہ ریڈی شار کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے لاہبری میں پوری دنیا کی ایجنسیوں اور بڑی مجرم تنظیموں کے بارے میں کوائف اکٹھے کر رکھے تھے اور اسے یاد تھا کہ ریڈی شار کے بارے میں معلومات لاہبری میں موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے لاہبری میں بیٹھ کر کپیوٹر آن کیا اور پھر کافی دیر تک وہ ریڈی شار کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ پھر اس نے کپیوٹر آف کیا اور اٹھ کر واپس آپریشن روم میں آگیا۔

”آپ بیٹھیں۔ میں چائے لے آتا ہوں“..... بلیک زیر دنے اپنی کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”واہ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے لئے مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیر دنے چائے کی بھاپ نکلتی ہوئی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی اور

ہونے والے کام کے بغیر کا پر ریز فارمولہ اسکی طرح کام ہی نہیں کر سکتا کیونکہ کاپر دھات کے بغیر یہ ریز وجود میں ہی نہیں آ سکتیں اور جو فارمولہ انڈسٹریل ائیشٹ والی لیبارٹری سے اڑایا گیا ہے وہ صرف ریز کا فارمولہ ہے۔ اس میں یہ ریزیق شامل نہیں ہے کہ کاپر دھات میں سے کاپر ریز کس طرح نکالی جاتی ہیں۔ یہ صرف کاپر ریز کو کنٹرول کرنے کا فارمولہ ہے۔ یہ بھی انتہائی اہم فارمولہ ہے جبکہ کاپر دھات والا فارمولہ سردار اور کی تحویل میں ہے اس لئے جب دونوں میں سے کاپر ریز فارمولہ مکمل ہو گا۔..... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہاں کے سائنس دانوں کو جب یہ فارمولہ ملے گا تو وہ ادھورا ہو گا۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ریز پر کام میں ہمارے سائنس دانوں نے بے حد محنت کی ہے اور اس پر حکومت نے بے پناہ اخراجات کئے ہیں اس لئے ہمیں ہر صورت میں یہ فارمولہ واپس لانا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ فارمولہ تو انسانیت کے خلاف ہے۔ یہ تو قیامت برپا کر دینے والا اور عموم کا قتل عام کرنے والا فارمولہ ہے۔ ایسے فارمولے پر تو کام ہی نہیں ہونا چاہئے۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اس فارمولے کی سب سے

دوسری پیالی اٹھا کر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”کیا معلوم ہوا ہے ریڈ شار کے بارے میں۔..... بلیک زیر و نے چائے کی چکلی لیتے ہوئے کہا۔

”صرف اتنا کہ وہ کاٹریا کی سرکاری انجمنی ہے۔ بنیادی طور پر سائنس لیبارٹریوں پر کام کرتی ہے۔ خاصی فعال انجمنی ہے۔ اس کے موجودہ چیف کا نام رامبرٹ ہے جو پہلے میں الاقوامی سینکرٹ انجینیوں میں انتہائی فعال انجمنٹ رہا ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہوا ہے۔..... بلیک زیر و نے پوچھا۔

”اس کی ضرورت نہیں۔ فارمولہ ہیڈ کوارٹر میں نہیں بلکہ کسی خاص لیبارٹری میں ہی بھیجا جائے گا۔ ہمیں پہلے فارمولہ واپس حاصل کرنا ہے۔..... عمران نے بھی چائے کی چکلی لیتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس فارمولے کی کاپیاں تو کر لی جائیں گی۔ پھر۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”میری سردار سے اس بارے میں بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ انڈسٹریل ائیشٹ میں واقع لیبارٹری میں کاپر ریز کو کنٹرول کرنے پر کام ہوتا تھا جبکہ پہاڑ پور والی لیبارٹری میں کاپر نای دھات پر کام ہوتا رہا ہے اور یہ ریز کاپر دھات سے حاصل کی گئی ہیں۔ کاپر نام بھی یہاں کا مقامی نام ہے بلکہ اس جگہ کا مقامی نام ہے جہاں سے یہ دھات ملی ہے۔ کاپر دھات پر

کرتے۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار مسکرا دیا۔

”بیلو۔ ہارڈی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

”تمہاری فون سیکرٹری نے تو میرا پورا تعارف سننا بھی پسند نہیں کیا۔ اگر تم سن تو میں تعارف کراؤں ورنہ پھر علی عمران پر ہی گزارہ کر لیتا ہوں“..... عمران نے رو دینے والے لمحے میں کہا تو دوسری طرف سے ہارڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارا تعارف تو سب کو زبانی یاد ہو گیا ہے۔ بہر حال تمہارا کام ہو گیا ہے اور ہاں۔ معاوضہ بھی پہنچ گیا ہے جس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ آئش اپنے ساتھی انھوں کے ساتھ واپس وانا پہنچ گیا ہے۔ وہ پاکیشیا سے ہاگمری اور ہاگمری سے وانا پہنچ ہیں“..... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور دوسرا کام فارمولے والا“..... عمران نے کہا۔

”اس بارے میں ابھی کوئی رپورٹ نہیں مل سکتی۔ یہاں فارمولہ وزارت سائنس کو بھجوادیا جاتا ہے جہاں سائنس دانوں کا ایک یورڈ اس کا جائزہ لیتا ہے۔ پھر جس لیبارٹری میں اسے بھجوانا ہوتا ہے وزارت سائنس یہ فارمولہ اس لیبارٹری میں بھجوادیتی ہے اور یہ کام ریڈ شار کے ذریعے نہیں ہوتا کیونکہ ریڈ شار فارمولہ وزارت سائنس کو بھجوانے کے بعد اس سے فارغ ہو جاتی ہے۔ پھر ان کا کوئی

بڑی اہمیت اوزون کی پھیٹی ہوئی سطح کو دوبارہ جوڑ دینا ہے۔ جنمیں معلوم ہے کہ دنیا میں سائنسی ترقی کا سب سے خطرناک اثر اوزون پر پڑ رہا ہے۔ مختلف گیسیں اوزون کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو رہی ہیں اور سائنس دان اب اس ترقی کو واپس تو نہیں لے جاسکتے اور جو ایجادات ہو چکی ہیں انہیں ختم تو نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی عوام کو ان سہولتوں سے روکا جا سکتا ہے جنمیں وہ سائنسی ترقی کی وجہ سے استعمال کر رہے ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو دیے ہی دنیا تباہ ہو جائے گی جبکہ کاپر ریز سے پھیٹی ہوئی اوزون کی تہہ کو جوڑا جا سکتا ہے اور دنیا کو اس تباہی سے بچایا جا سکتا ہے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھے میں آگئی ہے۔ اب وہ چاہے جتنی بھی کاپیاں کر لیں وہ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے“۔ بلیک زیر دنے کہا تو عمران نے گھری دیکھ کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا اور نمبر پرنس کرنے شروع کر دیے۔

”راہکل قلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی“..... عمران ابھی تعارف کراہی رہا تھا کہ دوسری طرف سے ہوٹل کریں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”یہ وقت بھی آنا تھا کہ لوگ تعارف سننا بھی پسند نہیں

بھی تیار ہونے کا حکم دے دو۔ عمران جھپٹیں بریف کرے گا۔ تم لوگوں نے عمران کی سربراہی میں وانا منش پر جانا ہے،..... عمران نے مخصوص لجھے میں کہا۔

”کب جانا ہے چیف“..... جولیا نے کہا۔

”اس کا فیصلہ بھی عمران ہی کرے گا“..... عمران نے کہا اور رسپور رکھ دیا۔

تعلق اس فارمولے سے نہیں رہتا اس لئے ابھی تو فارمولہ وزارت سائنس کو بھجوایا گیا ہو گا۔ اب یہ کہاں جاتا ہے اس کا فیصلہ کچھ دنوں بعد ہی ہو گا اس لئے ابھی کچھ بتایا نہیں جا سکتا“..... ہارڈی نے جواب دیا۔

”اس بورڈ کا چیئرمین کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”بورڈ کی میننگ بھی کھار ہوتی ہے اور اس کا مستقل چیئرمین کوئی نہیں ہوتا۔ جب بھی میننگ ہوتی ہے تو اسی وقت سب مل کر کسی کو بھی چیئرمین بنا لیتے ہیں۔ سارے ہی کامنزیا کے بڑے سائنس وان ہوتے ہیں“..... ہارڈی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ گذبائی“..... عمران نے کہا اور اس نے ہاتھ پڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ثون آنے پر اس نے نمبر پر میں کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لجھے میں کہا۔

”لیں سر“..... جولیا کا لجھے مودبانہ ہو گیا۔

”جن لوگوں کو ٹریں کرنے کے لئے کہا گیا تھا وہ واپس وانا پہنچ پکے ہیں اس لئے اب انہیں ٹریں کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور تم خود بھی تیار ہو جاؤ اور اپنے ساتھ صدر، کیپشن ٹکلیں اور تنوری کو

"جیز نے کال کیوں نہیں کی۔ تم نے کیوں کی ہے۔ کوئی خاص بات۔" چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

"چیف۔ جیز اور اس کے ساتھیوں آنڑک اور رابرٹ تینوں کو ہلاک کر دیا گیا۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"..... چیف نے حلقے کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی اس لئے میں نے پولیس سے رابطہ کیا اور پھر سفارت خانے کے ذریعے لاشیں حاصل کیں۔ اس وقت لاشیں سفارت خانے میں موجود ہیں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ ان لاشوں کو فان لینڈ بھجوادیا جائے یا یہاں پاکیشیا میں ہی فن کر دیا جائے۔"..... رینڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ہوا کیسے۔ جیز، آنڑک اور رابرٹ پر ابجٹ تھے۔ وہ تینوں کیسے اکٹھے مارے گئے۔ کس نے مارا ہے۔ یہ بتاؤ۔ جہاں تک لاشوں کا تعلق ہے ان تینوں کا یہاں کوئی وارث موجود نہیں ہے۔ یہ تینوں اکیلے ہی رہتے ہیں اس لئے یہاں لاشیں لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہیں فن کرا دو لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔"..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو تحقیقات کرائی ہیں اس کے مطابق ان کی لاشیں پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے پہاڑ پور کی ایک پہاڑی کے نیچے

فان لینڈ کی سرکاری انجمنی بلیو انجمنی کا چیف آئھر اپنے آفس میں بیخنا ایک قائل کے مطالعہ میں صرف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی تھی نج اُنھی تو اس نے چونک کر ایک لمحے کے لئے فون کی طرف دیکھا جیسے یقین کر رہا ہو کہ تھی اسی فون کی بھی ہے اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"میں۔"..... چیف نے سرد لمحے میں کہا۔

"پاکیشیا سے رینڈن کی کال ہے۔"..... دوسری طرف سے مودبانہ لمحہ میں کہا گیا۔

"رینڈن کی۔ اوہ۔ جلدی بات کراؤ۔"..... چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

"بللو۔ بللو۔ چیف۔ میں رینڈن بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔" چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لمحہ بے حد مودبانہ تھا۔

موجود گلوز لیبارٹری سے ملی ہیں۔ ان تینوں کو رسیوں سے باندھ کر بے ہوشی کے دوران ہلاک کیا گیا ہے۔ ان کی لاشوں کے ساتھ وہاں کے چوکیدار کی لاش بھی ملی ہے۔ وزارت سائنس کے چند بڑے افسران نے ہتھا ہے کہ یہ لیبارٹری گلوز تھی لیکن وہاں خفیہ کیمرے لگے ہوئے تھے جن سے معلومات ملی ہیں کہ تین آدمیوں نے یہ ساری کارروائی کی ہے۔ میں نے بھاری رقمات دے کر معلومات حاصل کی ہیں اور مجھے تصاویر کی جو کاپیاں ملی ہیں ان کے مطابق کا شریا کا پر ایجنت آشن اپنے ساتھی انھوں اور ایک مقامی آدمی کے ساتھ اس گلوز لیبارٹری میں داخل ہوا اور پھر متوجه یہ نکلا کہ جیمز اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں سے ملی ہیں۔ رینڈن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ جیمز اور اس کے ساتھیوں کو آشن نے ہلاک کیا ہے“..... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ یہ بات فلموں سے معلوم ہوئی ہے“..... رینڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آشن اب کہاں ہے“..... چیف نے پوچھا۔

”آشن کے بارے میں اب تک جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق آشن پاکیشی سے ہاگری اور پھر ہاگری سے دانا بچنگی گیا ہے اور یہاں وزارت سائنس کے افراد سے روپرٹیں ملی ہیں کہ آشن نے پہاڑ پور کی گلوز لیبارٹری سے نکل کر دارالحکومت کے

اندر سریل اسٹیٹ میں ایک فیکٹری کے نیچے بنی ہوئی خفیہ لیبارٹری پر ریڈ کیا اور وہاں موجود سائنس دانوں اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے وہاں سے فارمولے اے اڑا ہے۔ یہ بھی سن گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرناک ایجنت علی عمران بھی اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے حرکت میں آ گیا ہے۔..... رینڈن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران کے بارے میں تمہیں اطلاع کہاں سے ملی ہے“..... چیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

”پاکیشیا کے بڑے سائنس دان سردار سے عمران نے خصوصی طور پر پوچھا ہے کہ فارمولہ واپس لایا جائے یا اس کی کوئی کاپی یہاں موجود ہے تو انہوں نے کہا کہ انہیں فارمولہ واپس چاہئے چاہے اس کی کاپیاں کیوں نہ کر لی جائیں اور عمران نے وعدہ کر دیا“..... رینڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم خصوصی طور پر معلومات حاصل کرتے رہو اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی فارمولے کے پیچھے دانا کا رخ کریں تو تم نے مجھے ضرور بتانا ہے“..... چیف نے کہا۔

”تو کیا آپ فارمولہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے“..... رینڈن نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کرتے رہتا۔ ہم کوشش کریں گے کہ آشن سے جیمز اور اس

”کیا تم یہاں موجود ہو یا شہر سے باہر ہو“..... چیف نے کہا۔
 ”اپنے فلیٹ میں ہوں چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”فوراً میرے آفس پہنچو۔ جیز اور اس کے ساتھیوں کو پاکیشا
 میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ہم نے فوری طور پر ان کا انتقام لیتا
 ہے“..... چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ نوٹ چیف۔ میں آ رہی ہوں“..... دوسری
 طرف سے مر جینا نے کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
 رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک
 نوجوان لڑکی تیز تیز قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جیز کی
 پینٹ اور سرخ رنگ کی شرت پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سنبھالے بال
 اس کے کانہوں پر پڑتے ہوئے تھے۔ لڑکی نہ صرف خوبصورت تھی
 بلکہ خاصے مناسب جسم کی مالک تھی۔ اس نے چیف کو سلام کیا جو
 اسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی عورت کو دیکھے
 رہا ہو۔

”بیٹھو مر جینا“..... چیف نے سر کو جھکتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی اس کا چہرہ نارمل ہو گیا۔

”جیز تو بے حد ہوشیار ایجنت تھا۔ وہ کیسے ہلاک ہو گیا۔ مجھے
 ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا ہے۔ وہ میرا بہت اچھا دوست تھا“۔
 مر جینا نے کری پر پیٹھتے ہی تیز تیز لمحے میں کہا تو چیف نے اسے
 رینڈ سے ہونے والی بات چیت سنادی۔

کے ساتھیوں کی ہلاکت کا بھرپور انتقام لے سکیں اور فارمولہ بھی
 کامنزیا کی بجائے فان لینڈ میں لاایا جائے اور یہ کام ہم نے عمران
 اور اس کے ساتھیوں سے پہلے کرنا ہے ورنہ وہ تو آندھی اور طوفان
 کی طرح کام کرتے ہیں۔ فارمولہ ان کے ہاتھ لگ گیا تو ہم اس
 سے محروم ہو جائیں گے“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ میں خود نگرانی کروں گا“..... رینڈ نے کہا تو
 چیف نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر
 اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک ٹھن پر لیں کر دیا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے موڈبانہ آواز سنائی دی۔
 ”مر جینا سے بات کراؤ جہاں بھی وہ ہو“..... چیف نے کہا اور
 رسیور رکھ دیا۔

”ہاں۔ مر جینا اس کام کے لئے ٹھیک رہے گی“..... چیف نے
 اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بڑپڑا کر کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب
 فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... چیف نے کہا۔
 ”مر جینا لائن پر ہے سر“..... دوسری طرف سے موڈبانہ لمحے
 میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ چیف بول رہا ہوں“..... چیف نے تیز لمحے میں کہا۔
 ”لیں چیف۔ مر جینا بول رہی ہوں۔ آپ نے یاد فرمایا ہے۔
 ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ موڈبانہ تھا۔

ہے ورنہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وانا چنچ گئے تو پھر فارمولہ واپس لے جائیں گے اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔۔۔ چیف نے کہا۔

”عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ملک میں تو فارمولے کا تحفظ نہیں کر سکے۔ اب کہاں سے واپس حاصل کر لیں گے۔۔۔ مرجننا نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ ملک سے باہر دوسرے ملکوں میں کام کرتے ہیں۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔۔۔ مرجننا نے کہا۔ ”آشن سے انتقام لینے اور فارمولہ واپس حاصل کرنے کے مشن کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ مجھے جلد از جلد مشن کی تیجیل چاہئے۔۔۔ چیف نے کہا۔

”یہ دو علیحدہ علیحدہ کام ہیں چیف۔ ان میں سے ایک کام مجھے دے دیں اور دوسرا کسی اور کو تاکہ دونوں کام تیز رفتاری سے ہو سکیں۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”تم فارمولہ حاصل کرو۔ یہ زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس فارمولے کے بیچے عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی وقت کام شروع کر سکتے ہیں۔ آشن سے انتقام بعد میں لے لیا جائے گا۔۔۔ چیف نے فیصلہ کن لمحے میں کہا۔

”یہ چیف۔ آپ کا یہ فیصلہ داشمندانہ ہے۔ اب ہمیں پہلے یہ

”چیف۔ اس کا مطلب ہے کہ آشن نے نہ صرف بلیو ایجنٹی کو شکست دی ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کی ملٹری ائمیں جس سب کو شکست دے کر فارمولہ حاصل کر لیا ہے۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر یہی لگتا ہے۔ جہاں تک جیز اور اس کے ساتھیوں کی موت کا تعلق ہے تو مجھے یقین ہے کہ جیز اور اس کے ساتھی کسی غلط فہمی یا خوش فہمی میں مارے گئے ہیں اور وہ چونکہ بلیو ایجنٹی کے پر ایجنت تھے اس لئے ان کی موت کا انتقام لینا بھی ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں کا شریا سے نی فارمولہ بھی حاصل کرنا ہے۔ کاپر رین فارمولہ فان لینڈ کی ملکیت ہونا چاہئے درنہ کا شریا نے سب سے پہلے فان لینڈ پر ہی تباہی نازل کرنی ہے۔۔۔ چیف آرقر نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایکن چیف۔ جیز اور آشن دو فوں ایجنت ہیں اور ایجنت مشن کے دوران ایک دوسرے کے ہاتھوں مرتے ہی رہتے ہیں۔ پھر انتقام کیما۔۔۔ مرجننا نے کہا تو چیف آرقر کے چہرے پر ہلکے سے غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

”اس نے دھوکے سے جیز اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ میں اس کی فطرت جانتا ہوں اس لئے انتقام لینا ضروری ہے تاکہ کل کو بلیو ایجنٹی پر ہاتھ ذاتے ہوئے سب ذہنی طور پر خوفزدہ رہیں اور ہاں۔ ہم نے فوری طور پر فارمولہ کا شریا سے حاصل کرنا

178

معلوم کرنا ہو گا کہ فارمولہ کہاں ہے۔۔۔ مرجینا نے کہا۔
”ہاں۔ کیسے معلوم کرو گی۔۔۔ چیف نے آگے کی طرف جکٹ
ہوئے کہا۔

”وانا کی وزارت سائنس کے کسی باخبر آفیسر سے معلومات
حاصل کرنا ہوں گی کیونکہ وہاں سائنس دانوں کا بورڈ اس بارے
میں فیصلہ کرتا ہے۔۔۔ ویسے تو بورڈ کی تمام کارروائی خفیہ ہوتی ہے لیکن
بورڈ کے ممبران کی معاونت وزارت کے اعلیٰ افسران کرتے ہیں۔
ایسے ہی کسی افسر سے معلوم کرنا ہو گا۔ اگر آپ کہیں تو آپ کے
سامنے ہی معلومات حاصل کر لوں تاکہ ہم فوری طور پر براہ راست
مشن پر کام کر سکیں۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

”کیا تم فون پر یہ اہم بات معلوم کر لو گی۔۔۔ چیف نے کہا تو
مرجینا بے اختیار نہیں پڑی۔

”آپ مجھے بھلی کا لقب ایسے تو نہیں دیتے۔۔۔ مرجینا نے
ہستے ہوئے کہا تو چیف آرٹر بھی بے اختیار نہیں پڑا۔ مرجینا نے
کری سے انھوں کر چیف کی سائینز پر موجود کسی پر بیٹھ کر سامنے
موجود فون کا رسیور اٹھایا۔ اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود سفید
بٹن پر لیس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں
کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رابط ہو
گیا۔

179

”یہ۔۔۔ وزارت سائنس سیکرٹریٹ۔۔۔ رابط ہوتے ہی ایک
نوافی آواز سنائی دی۔

”میں فان لینڈ سے مرجینا بول رہی ہوں۔۔۔ مسٹر شراڑ سے بات
کرنی ہے۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔۔۔ شراڑ بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”مرجینا بول رہی ہوں فان لینڈ سے۔۔۔ مرجینا نے قدرے
لاڈ بھرے لبجے میں کہا۔

”اوہ مرجینا۔۔۔ تم نے فون کیا۔۔۔ ویری گز۔۔۔ یہ تو میری خوش قسمتی
ہے۔۔۔ شراڑ نے اس بار بے تکلفانہ لبجے میں کہا۔

”میں آج کا سڑیا آنے کا پروگرام بنارہی تھی لیکن تمہارے بغیر
وہاں رہنا ضرور ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم دفتر سے چھٹی لے
لوتا کہ ہم اکٹھے گھومیں پھریں اور ایک ہفتہ کسی اچھے سے ہوں میں
اکٹھے گزاریں اور وہاں تمہیں ایک لاکھ ڈالرز بھی مل جائیں۔۔۔ مرجینا
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ تم یقیناً مذاق کر رہی ہو۔۔۔ شراڑ نے کہا۔
”نہیں۔۔۔ میں مذاق نہیں کر رہی۔۔۔ ایسا ہی ہو گا لیکن اس کے
لئے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا اور وہ بڑا آسان سا کام ہے۔۔۔ تم
فون پر بھی یہ کام کر سکتے ہو اور پھر جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی

ہو گا۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”کیا کام ہے۔ کھل کر بات کرو۔۔۔ شراڑ نے کہا۔

”کاپر ریز کا فارمولہ سائنس دافوں کے بورڈ نے کس لیبارٹری میں بھجوایا ہے۔ بس تمہیں اتنا ہی بتانا ہے اور بس۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”کیا تم واقعی درست کہہ رہی ہو۔۔۔ شراڑ کے لجھ میں ایسا تاثر تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

”میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔ میں نے واٹ آ کر ایک ہفتے میں اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اور اس کے لئے مجھے ایک لاکھ ڈالر تک کسی کو دینے کا اختیار ہے۔ اب تم فون پر مجھے بتاؤ گے تو میں بجائے ایک ہفتہ دوسروں کے ساتھ کام کرنے کے تمہارے ساتھ گزاروں گی اور ایک لاکھ ڈالر بھی تمہیں مل جائیں گے۔ اب سمجھ میں آئی ہے میری بات۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”ہاں۔ اب سمجھ گیا ہوں لیکن کیا تم وعدہ پورا کرو گی۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا پہلے میں نے کبھی کسی وعدے کی خلاف درزی کی ہے۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”تم اپنا نمبر دو۔ میں کسی محفوظ فون پر تم سے بات کرتا ہوں۔۔۔ شراڑ نے کہا۔

”تمہارے فون سیٹ کے نیچے سفید رنگ کا ہٹن تو ہے۔۔۔ مرجننا

نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ تو ڈائریکٹ کرنے کے لئے ہے۔۔۔ شراڑ نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے پریس کر دو۔ فون ڈائریکٹ ہو کر محفوظ ہو جائے گا۔ بالکل محفوظ۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”اوکے۔ ایک منٹ بولڈ کرو۔۔۔ شراڑ نے کہا۔

”بیلو۔۔۔ چند لمحوں بعد شراڑ کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ اب بتاؤ۔ اب فون محفوظ ہے۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”لیکن کیا تم واقعی ایک لاکھ ڈالر دو گی اور ایک ہفتہ میرے ساتھ رہو گی بھی سکی۔۔۔ شراڑ نے ایسے لمحے میں کہا جسے اسے واقعی مرجننا کی بات پر اعتبار نہ آ رہا ہو۔

”میں تمہیں حلف دیتی ہوں۔۔۔ مرجننا نے کہا۔

”اوکے۔ تو سنو۔ کاپر ریز کا فارمولہ جو پاکیشیا سے لا یا گیا تھا اسے بورڈ نے ریڈ لیبارٹری گارگو بھجوایا ہے کیونکہ انہیں بتایا گیا تھا کہ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے دوسرے ممالک کے ساتھ ساتھ پاکیشیا بھی حرکت میں آ سکتا ہے اس لئے اسی لیبارٹری میں بھجوایا جائے جہاں اس پر کام بھی ہو سکے اور یہ محفوظ بھی رہے۔ یہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے درستہ بورڈ ممبران نے حلف انخایا ہوا ہے کہ کسی کو کچھ نہیں بتایا جائے گا۔۔۔ شراڑ نے کہا۔

”بے فکر ہو۔ میں دو روز کے اندر پہنچ رہی ہوں۔ تم بھی آفس

عمران سیپرائز

کا سپرائز

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

سے چھٹی لے لو۔۔۔ مر جانا نے کہا۔

”میری چھٹی ڈیو ہے۔ جیسے ہی تم آؤ گی تو میں فوراً چھٹی اپلائی کر دوں گا اور مجھے فوراً مل جائے گی۔ رقم ساتھ یقینی آنا۔ اس کی مجھے بے حد ضرورت ہے۔۔۔ شراذ نے کہا۔

”تم فخر مت کرو۔ وندہ ضرور وفا ہو گا۔ گذبائی۔۔۔ مر جانا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا یہ شراذ درست کہہ رہا ہو گا۔۔۔ چیف نے کہا۔

”سو فیصد درست۔ مجھے معلوم ہے کہ گارگو کے انتہائی خطرناک پیہاڑی علاقے میں ایک بڑی لیہاڑی کا شریانے بنائی ہوئی ہے۔ اسے ریڑہ لیہاڑی کہا جاتا ہے اور اس کی سب سے زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔ یہ لیہاڑی زیر زمین ہے اور اوپر ایک فورس کا باقاعدہ سپاٹ ہنا ہوا ہے۔۔۔ مر جانا نے کہا۔

”پھر تو وہاں سے فارمولہ حاصل کرنا بے حد مشکل ہو گا۔۔۔ چیف نے کہا۔

”کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی چیف۔ حسن اور دولت کا جادو ہر جگہ چل جاتا ہے۔۔۔ مر جانا نے مسکراتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار بنس پڑا۔

حصہ اول ختم شد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ پھوپھڑ قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت بعض اتفاقیتی ہوگی۔ جس کے لئے پبلیشورز مصنف پر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے معروف سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ کامسریا کے دارالحکومت داٹا کی ایک سڑک تھی جو داٹا سے شمال کی طرف نیتا چھوٹے لیکن صنعتی شہر ساکس سے گزرتی تھی۔ کار کی ڈرائیور سیٹ پر آشن اور سائینڈ سیٹ پر اس کا استمنٹ انھوئی موجود تھا۔

”باس۔ آپ کا بیٹھنے بیٹھنے ساکس جانے کا پروگرام کیوں بن گیا ہے۔ یقیناً کوئی خاص اطلاع ملی ہے آپ کو۔“..... انھوئی نے کہا تو آشن بے اختیار بہنس پڑا۔

”ہاں۔ ورنہ مجھے ساکس جانے کا شوق تو نہیں ہے اور نہ ہی وہاں میرے لئے کوئی کشش ہے۔“..... آشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا خبر ہے باس؟“..... انھوئی نے اشتیاق بھرے لمحے میں

ناشر ----- مظہر کلیم احمد

اهتمام ----- محمد اسلام قبیشی

ترسمین ----- محمد علی قبیشی

طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پرنس ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

Mob
0333-6100573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلنڈنگ پاک گیٹ ملتان

E-Mail Address
arsalan.publications@gmail.com

جہاں اس ناٹپ کے گلبوں کا ذکر آیا تو وہاں میں نے نگرانی سخت کرا دی اور فون نیپ کئے جانے لگ گئے۔ پھر یہ فون پاکیشیا سے براہ راست کیا گیا تو اس کی نیپ مجھے بھجوائی گئی۔ اس طرح یہ بات واضح طور پر سامنے آ گئی اور جہاں تک عمران کا تعلق ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے پاس ایسے لفکس موجود ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ ہر بات معلوم کر لیتا ہے جو بظاہر ہر لحاظ سے ناٹپ سیکرت ہوتی ہے۔ اس نے کوئی نہ کوئی لنک استعمال کیا ہو گا۔

آشن نے جواب دیا۔
”اس کا یہ بھی تو مطلب نہ تھا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرت سروس اس فارمولے کی واپسی کے لئے کام کر رہے ہیں۔“ انھوںی نے کہا۔

”باں۔ ظاہر ہے کیونکہ ان کا اہم فارمولہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور ان کے بڑے بڑے سائنس دان بھی مارے گئے ہیں۔“
اب انہوں نے کام تو کرنا ہے۔“ آشن نے جواب دیا۔

”لیکن عمران کو کیسے یہ علم ہوا کہ یہ فارمولہ ہم نے اڑایا ہے اور ہمارا تعلق کا شریا سے ہے جو اس نے یہاں کا شریا فون کیا ہے۔“ انھوںی نے کہا۔

”ہو گا کوئی نہ کوئی لنک۔ جب سامنے آئے گا تو پوچھ لیں گے۔“ آشن نے لاپرواہی سے جواب دیا تو انھوںی اس کے اس انداز پر بے اختیار نہ پڑا۔

پوچھا۔

”وہاں ایک کلب ہے جس کا نام ریڈ لائن کلب ہے۔ اس کے جزوی مینجر اور مالک راقھر کو پاکیشیا سے عمران کا فون آیا ہے اور اسے کہا گیا ہے کہ وہ عمران کو یہ معلوم کر کے بتائے کہ پاکیشیا سے لایا جانے والا فارمولہ کس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور راقھر نے وعدہ کر لیا ہے۔“..... آشن نے کہا۔

”آپ تک یہ اطلاع کیسے پہنچ گئی اور فارمولہ تو سائنس بورڈ نے بھجوایا ہو گا۔ اس کے بارے میں کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر ایک کلب کے مینجر کو۔“..... انھوںی نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سائنس بورڈ کا ممبر ڈاکٹر جیمسن راقھر کا کزن ہے اور دونوں کا دوستا نہ ہے۔ ڈاکٹر جیمسن یہاں اکثر کلب میں آتا جاتا رہتا ہے اور آراقھر بھی جب دارالحکومت جائے تو ڈاکٹر جیمسن کے پاس ہی شہرت ہے۔“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن آپ کو عمران کی کال کا کیسے علم ہو گیا اور عمران کو کیسے علم ہو گیا کہ راقھر اس بارے میں کچھ کر سکتا ہے۔“..... انھوںی نے اور بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو آشن بے اختیار نہ پڑا۔

”مجھے اس بات کا علم اس لئے ہو گیا کہ میں نے بورڈ میں شامل تمام سائنس دانوں کے بارے میں تحقیقات کرائی تھیں اور

ساکس چھوٹا سا شہر تھا لیکن اس کے گرد نواح میں انڈسٹریل ایریا بہت دور دور تک پھیلا ہوا تھا اس لئے شہر میں داخل ہونے سے پہلے انہیں کافی طویل سفر انڈسٹریل ایریا میں کرنا پڑا۔ ریڈ لائنز کلب خاصاً جدید انداز کا کلب تھا لیکن اس وقت وہاں رش تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ پارکنگ تقریباً خالی تھی۔ آشن نے کار پارک کی اور پھر یچھے اتر کر انھوں کے ساتھ کلب کے میں گیٹ کی طرف ہڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دنوں بڑے سے کاؤنٹر پر موجود تھے۔

”میرا نام آشن ہے اور تمیں جزل میجر را تھر سے ملتا ہے۔“ آشن نے کاؤنٹر پر موجود نوجوان سے کہا۔

”کیا آپ نے وقت لیا ہوا ہے؟“ نوجوان نے پوچھا۔

”میرا تعلق ایک ایجنسی سے ہے اس لئے مجھے وقت لینے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر میجر صاحب ملنے سے انکار کر دیں تو پھر انہیں ہینڈ کوارٹر بلوایا جائے گا۔“ آشن کا لہجہ یکخت سخت ہو گیا۔

”اوکے سر۔ اوکے سر۔ میں بات کرتا ہوں۔“ نوجوان نے گھبرائے ہوئے لبجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دوہن پر لیں کر دیے۔

”کاؤنٹر سے دیکی بول رہا ہوں سر۔ دو صاحبان تشریف لائے ہیں۔ ان کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے اور وہ آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔“ نوجوان نے انتہائی مودبادہ لبجے میں کہا۔

”اوکے سر۔“ نوجوان نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”لیں سر۔ آپ چوتھی منزل پر ان کے آفس میں جا سکتے ہیں۔ یہاں سائینڈ پر لفت موجود ہے سر۔“ نوجوان نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تحیک یو۔“ آشن نے کہا اور مذکور لفت کی طرف بڑھ گیا۔ انھوں اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جزل میجر کے شاندار آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ جزل میجر لمبے قد اور قد رے بھاری جسم کا مالک تھا۔ اس نے انھوں کا استقبال کیا۔

”میرا نام آشن ہے اور یہ میرا ساتھی ہے انھوں۔ ہمارا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے جس کا نام لینا جرم ہے۔“ آشن نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ تشریف رکھیں اور فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ آرٹھر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ایشیائی ملک پاکیشیا سے ایک صاحب عمران نے آپ کو فون کال کی اور آپ سے کہا کہ آپ معلوم کر کے اسے بتا میں کہ پاکیشیا سے لایا جانے والا فارمولہ یہاں کا شریا کی کس لیہاری میں بھجوایا گیا ہے اور آپ نے اس سے وعدہ کر لیا۔ انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس اس فون کال کی نیپ موجود ہے۔“ آشن نے کہا۔

ہے۔ آپ اسے فون کر کے بتا دیں گے۔ اسے آپ کے بارے میں بتا دیا جائے گا اور پھر اطلاع ہم تک پہنچ جائے گی لیکن عمران کو آپ نے اشارتاً بھی نہیں بتانا کہ آپ سے ہماری اس بارے میں بات ہو چکی ہے۔ آشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو انھوںی بھی اخھا اور راقھر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوکے۔ خیال رکھنا۔ گذ بائی۔“..... آشن نے کہا اور مزکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک بار پھر سڑک پر تھی لیکن آشن واپس وانا جانے کی بجائے شہر کے مغربی حصے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو سائیڈ سیٹ پر بینخا ہوا انھوںی چونک پڑا۔

”اس کالونی میں کون رہتا ہے باس۔“..... انھوںی نے پوچھا۔

”ابھی سامنے آ جائے گا۔“..... آشن نے منحصر سا جواب دیا تو انھوںی ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک جدید انداز کی بنی ہوئی کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے آشن نے کار روک دی اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس پر چند بیٹن پر لیں کئے اور پھر اس نے فون آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا سا پھانک میکاگنی انداز میں کھلتا چلا گیا تو آشن نے کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں روک دی۔ وہاں پہنچے بھی ایک کار موجود تھی۔

”آپ درست کہ رہے ہیں لیکن آپ کے پاس مکمل نیپ ہے تو آپ نے یقیناً میری بات بھی سنی ہو گی کہ میرا ایسے کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میرا اس معاملے میں کچھ بتانے والے سے کوئی تعلق ہے۔“..... راقھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے ساتھا لیکن اس عمران نے آپ سے کہا کہ سامنہ دان جیمن جو بورڈ کے ممبر ہیں وہ آپ کے کزن ہیں اور آپ نے اقرار کیا ہے۔“..... آشن نے کہا۔

”ہاں۔ وہ واقعی میرے کزن ہیں۔ میرے کلب بھی آتے جاتے رہتے ہیں لیکن میں نے کبھی ان سے ان کے جاپ کے بارے میں بات نہیں کی اور نہ ہی میں کرنا چاہتا ہوں اور ڈاکٹر جیمن تو کسی صورت بھی اس معاملے میں بات نہیں کرتے۔“..... راقھر نے جواب دیتے ہوئے۔

”آپ نے یہ الفاظ کہہ کر اپنے آپ کو بچالیا ہے لیکن عمران بہر حال آپ سے یہاں آ کر ملے گا۔ آپ نے اس کے فون آنے پر یا یہاں آ کر ملنے کے بارے میں اطلاع دیتی ہے۔ اگر آپ نے اطلاع نہ دی تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ آپ عمران سے مل کر ملک سے نداری کر رہے ہیں اور اس کا انجام آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔“..... آشن نے کہا۔

”میں کس کو کہاں اطلاع دوں۔“..... آراقھر نے کہا۔
”یہ کارڈ رکھ لیں۔ یہ ملٹری انسٹی ہنس کے ایک آدمی کا کارڈ

عمران کا نہیں ہے بلکہ مجھے جو اطلاع ملی ہے کہ جیز اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی ذمہ داری تم پر ذاتی گئی ہے اور بیلو اینجنی نے اپنی خاص اجنبی مر جینا کو مشن دیا ہے کہ وہ فارمولہ حاصل کرے اور اس کے بعد مر جینا ہی تم سے جیز اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا انتقام تھا ری موت کی صورت میں لے۔“..... باس نے کہا۔

”با۔۔۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں کسی صورت بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ فارمولہ کہاں ہے۔۔۔ جہاں تک انتقام لینے کی بات ہے تو بے چاری مر جینا مجھے سے کیا انتقام لے گی۔۔۔ وہ خود انتقام کا نشان بن سکتی ہے۔۔۔ مجھے بیلو اینجنی کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے۔۔۔ مجھے پاکیشا سیکرٹ سروس اور عمران کی فکر ہے۔۔۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو سب کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔ انہیں روکنا ضروری ہو گا۔۔۔ میں اس بارے میں کوئی واضح پلانگ کرنا ہو گی۔۔۔“..... آشن نے سنجیدہ لمحہ میں کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر لے گا جہاں کا پر ریز کا فارمولہ بھجوایا گیا ہے۔۔۔“..... باس نے کہا۔

”ہا۔۔۔ مجھے سو فیصد یقین ہے اور آپ نے دیکھا کہ اس نے ساکس کے کلب کے منیر راقر کوڑیں کر لیا۔۔۔ اگر ہم چینگ نہ کر رہے ہوتے تو ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا اور عمران لیبارٹری پر حملہ

ان کے عقب میں پھانک میکائیکی انداز میں خود بخود بند ہو گیا تھا۔ ”یہ بھی باس کا ایک اڈا ہے اور باس یہاں موجود ہیں۔“..... کار سے اتر کر عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے آشن نے کہا تو انھوں نے اشوات میں سر ہلا دیا۔۔۔ عمارت میں داخل ہو کر درمیانی راہداری سے گزر کر ایک بند دروازے پر پہنچ کر وہ دونوں رک گئے۔۔۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھلا تو آشن اور اس کے پیچے انھوں بھی کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا۔۔۔ البتہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

”بیٹھو۔۔۔“..... آشن نے انھوں سے کہا اور خود بھی آفس نیبل کی سائینڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ انھوں بھی خاموشی سے بیٹھ گیا۔۔۔ چند لمحوں بعد سائینڈ پر موجود دروازہ کھلا اور ریڈ شار اینجنی کا چیف اندر داخل ہوا۔۔۔ اس نے گھرے براؤن رنگ کا سوت پہنا ہوا تھا۔۔۔ اس کے سفید بال اس کے کانہوں پر پڑے ہوئے تھے۔۔۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی آشن اور انھوں دونوں انھ کھڑے ہوئے۔

”بیٹھو۔۔۔“..... باس نے کہا اور خود بھی اوپنی پشت والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ آشن اور انھوں بھی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”کیا رپورٹ ہے راقر کے بارے میں۔۔۔“..... باس نے آشن سے پوچھا تو آشن نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ ہم بھی اس پر نگاہ رکھیں گے لیکن اصل مسئلہ

موجود ہے۔ وہیں اس پر کام ہو گا۔..... باس نے کہا۔
 ”گارگو۔ وہ پہاڑی شہر جہاں انتہائی خطرناک پہاڑیاں ہیں۔“
 آشن نے چونک کر کہا۔
 ”ہاں وہی۔“..... باس نے کہا۔
 ”لیکن یہ ریڈ لیبارٹری گارگو میں کہاں ہے۔ گارگو تو خاصاً دیج
 پہاڑی علاقہ ہے۔“..... آشن نے کہا۔
 ”ریڈ لیبارٹری زیر زمین ہے اور اوپر ایئر فورس کا اڈا ہے۔ اس
 لیبارٹری کا راستہ بھی اسی ایئر فورس سپاٹ سے گزرتا ہے اور وہاں
 انتہائی جدید ترین حفاظتی انتظامات ہیں۔ لیبارٹری میں کام کرنے
 والے ہر آدمی کے جسم میں مخصوص چپ موجود ہوتی ہے ورنہ وہ
 لیبارٹری میں داخل ہی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی داخل ہونے کی کوشش
 کرے تو فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور ایسی مخصوص چپ اس لیبارٹری
 کے علاوہ اور کہیں نہیں بن سکتی اور نہ ہی کسی اور کے جسم میں لگائی
 جاسکتی ہے۔ اگر لگائی جانے کی کوشش کی جائے تو اس آدمی کا فوراً
 ہلاک فیل ہو جاتا ہے۔..... باس نے کہا۔
 ”وہ کیسے باس۔“..... آشن نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”یہ چپ لگانے سے پہلے اس آدمی کے جسم میں ایک مخصوص
 محلول انجیکٹ کیا جاتا ہے۔ پھر چپ لگائی جاتی ہے ورنہ بغیر مخصوص
 محلول کے چپ لگائی جائے تو فوراً ہارت فیل ہو جاتا ہے۔“..... باس
 نے جواب دیا۔

کر کے فارمولہ واپس لے جاتا۔“..... آشن نے کہا۔
 ”لیکن اس فارمولے کی ہزاروں نہیں تو سینکڑوں کا پیاس بھی ہو
 سکتی ہیں۔ اسی صورت میں وہ فارمولہ واپس لے بھی جائے تو بھی
 کیا فرق پڑتا ہے۔“..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے انتہوں نے کہا تو
 آشن اور باس دونوں بے اختیار مسکرا دیے۔

”یہ کوشش کر کے بھی دیکھ لی گئی ہے۔ فارمولہ جس فلم پر موجود ہے اس کی کاپی کرنے کی کوشش کی جائے تو فارمولہ فلم سے غائب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں فلم واش ہو جاتی ہے۔ ایسا یقیناً پاکیشیا کے ان سائنس وانوں نے کیا ہو گا تاکہ فارمولہ کی کاپی نہ ہو سکے۔“..... آشن نے انتہوں کو بتاتے ہوئے کہا۔
 ”ادہ۔ یہ تو واقعی حیرت انگیز کارروائی ہے۔“..... انتہوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اب پہلی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں حتیٰ طور پر یہ معلوم ہو کہ یہ فارمولہ کس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے۔ ہم اس لیبارٹری کی گلرانی کریں۔ پھر عمران یا مر جینا جو بھی وہاں آئے اس کا خاتمہ کر دیں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔“..... آشن نے کہا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے۔ تم حیران ہو گے کہ وزارت سائنس کو اس کا علم نہیں ہے لیکن میں نے بورڈ کے چیئرمین ڈاکٹر ہتری سے معلوم کر لیا ہے۔ یہ فارمولہ گارگو میں واقع ریڈ لیبارٹری میں

”ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے لیکن ہمیں اس کے مقابل راستوں کو چیک کرنا پڑے گا۔“..... آشن نے کہا۔

”اس لیبارٹری کا کوئی مقابل راستہ ہے ہی نہیں۔ میں نے سب سے پہلے یہی بات معلوم کی تھی۔“..... باس نے کہا۔

”تو پھر ہمیں ایز فورس سپاٹ پر رہنا ہو گا۔“..... آشن نے کہا۔

”نہیں۔ تم نے گارگو شہر کی ٹگرانی کرنی ہے۔ جو بھی لیبارٹری تک جائے گا اسے ہر صورت میں گارگو کے چھوٹے سے شہر سے گزرنا ہو گا۔ وہاں اس علاقے میں ایسے آثار قدیمہ موجود ہیں جو سیاحوں کے لئے اختیار پر کشش ہیں اس لئے یاہ وہاں اکثر آتے جاتے رہتے ہیں اور لازماً مر جانا اور عمران اور اس کے ساتھی سیاحوں کے روپ میں وہاں پہنچیں گے۔ تم نے انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔“..... باس نے کہا۔

”یہ واقعی ٹھیک رہے گا۔ او کے باس۔ اب ہمیں اجازت دیں تاکہ میں اپنے پورے سیکیشن کو گارگو جانے کی تیاری شروع کر دوں۔“..... آشن نے اٹھتے ہوئے کہا تو باس نے اثبات میں سر بالا دیا۔

”وش یونڈ لک“..... باس نے کہا تو آشن نے ٹھینک یو کہہ کر سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ انھوںی بھی سلام کر کے اس کے پیچے چلتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔

عمران نے کار اس بلڈنگ میں روکی جس بلڈنگ میں جولیا گزشتہ دو ماہ سے رہ رہی تھی۔ چونکہ سیرٹ سروس کے ممبران اپنی رہائش گاہیں وقاً فوتا بدلتے رہتے تھے اس لئے جولیا بھی اکثر اپنی رہائش گاہ تبدیل کر لیتی تھی۔ اس بلڈنگ کا ایک فلیٹ اس نے دو ماہ پہلے لیا تھا اور اپنے پہلے والے فلیٹ سے وہ یہاں منتقل ہو گئی تھی جبکہ صالح پہلے سے ہی اس بلڈنگ کے ایک فلیٹ میں رہتی تھی۔ صالح کی اپنی ذاتی کوئی بھی ایک کالونی میں تھی اور صالح اکثر وہاں بھی جا کر کئی ماہ تک رہائش رکھ لیتی تھی لیکن پھر اصول کے مطابق وہ کسی فلیٹ میں منتقل ہو جاتی تھی۔ صالح کی وجہ سے جولیا اس بلڈنگ میں آتی جاتی رہتی تھی اور اسے یہ بلڈنگ اور اس کا نظام بے حد پسند تھا۔ پہی وجہ تھی کہ اس بلڈنگ میں جیسے ہی فلیٹ خالی ہوا جولیا نے فوراً وہ فلیٹ بک کرایا تھا۔ عمران آج پہلی بار اس

کرنے کی بجائے کسی بادشاہ کے سامنے کیا ہوتا تو دس بارہ ہزار گاؤں کی جا گیر تمہیں مل جاتی۔ میں تو دس بارہ ہزار روپے بھی نہیں دے سکتا۔..... عمران نے بتتے ہوئے کہا اور فلیٹ میں داخل ہو گیا اور صدر نے بھی بتتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ میں ہال میں داخل ہوا تو دہاں کیپن ٹکلیل اور تنوری دونوں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ جولیا پکن میں تھی۔

”واہ۔ لیڈریز نام کے مالک بھی یہاں موجود ہیں۔..... عمران نے سلام کرتے ہوئے تنوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اپنی اوقات میں رہا کرو ورنہ کسی روز میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔..... تنوری نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ تنوری عورتوں کا نام بھی تو ہوتا ہے جیسے تنوری فاطمہ۔..... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا جبکہ کیپن ٹکلیل اور صدر دونوں بے اختیار ہیں پڑے۔

”تم خواہ جوہا اس کی باتوں پر نہیں کر اس کا حوصلہ بڑھاتے ہو۔ یہ فضول بات بھی کرے تو تم اس کی حوصلہ افزائی کے لئے بنتا شروع کر دیتے ہو۔..... تنوری نے اس بار صدر اور کیپن ٹکلیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تنوری۔ غصہ مت کیا کرو۔ ہر وقت کا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔۔۔ صدر نے بزرگوں کے انداز میں کہا اور اسی لمحے جولیا اور صادر

بلڈنگ میں آیا تھا کیونکہ وہ کسی مینگ کے سلسلے میں صرف جولیا کے فلیٹ پر ہی آتا تھا اور کسی ممبر کے فلیٹ پر اس کا جانا بہت ہی کم ہوتا تھا۔

”واہ۔ خاصی خوبصورت بلڈنگ ہے۔..... عمران نے بلڈنگ کے ڈیزائن کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ لفت کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا کا فلیٹ آنھویں منزل پر تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے موجود تھا۔ عمران نے کال بیل کا ہٹن پر لیں کر دیا۔

”کون ہے۔..... صدر کی آواز سنائی دی۔

”تم بوجھو کون ہو سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کی آواز تو لاکھوں میں پہچانی جا سکتی ہے۔..... صدر نے بتتے ہوئے کہا اور ڈور فون آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر صدر موجود تھا۔

”کیا مس جولیانا فٹر واٹر یہاں رہتی ہیں جناب۔..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار نہیں پڑا۔

”تشریف لائیے تاکہ آپ کی ملاقات مس جولیانا فٹر واٹر سے کرا دی جائے۔..... صدر نے بھی میئنے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بادشاہوں کے درباریوں جیسا تھا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار نہیں پڑا۔

”کاش تم نے مجھے جیسے مفلس اور قلاش کے سامنے یہ مظاہرہ

201

ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ چیف نے کہا ہے کہ ہم نے کسی مشن پر جانا ہے اور اس بارے میں ہمیں بریف آپ کریں گے۔۔۔ صدر نے ہرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ تنویر کا چہرہ بگرتے دیکھ رہا تھا اس لئے اس نے اپنے مخصوص انداز میں بات کا رخ بدلتے کی کوشش کی۔

”ہاں عمران۔ چیف نے مجھے فون کیا تھا اور میں نے نیم کو کال کیا ہے۔۔۔ جولیا نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن چیف نے مجھے جو سٹ وی تھی ٹائم ممبران کی اس میں صالحہ کا نام تو شام نہیں تھا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو کیا چیف خود ٹائم کا اختیاب کرتا ہے۔ کیا واقعی۔ ہم یہ سمجھتے کہ آپ اپنی مرضی سے ٹائم منتخب کرتے ہیں۔۔۔ صدر نے قدرے حرمت بھرے لہجے میں کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ صدر کی بات کی تائید کر رہے ہوں۔

”ارے۔ تو یہ چیف جیسا ڈائیکٹر بھلا اپنے اختیارات دوسرا کو کہاں دیتا ہے۔ آج تک جولیا ڈپٹی چیف ہونے کے باوجود کسی ممبر کو نیم میں شامل نہیں کر اسکی۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”تو پھر سن لو۔ اب جو ٹائم مشن پر جاری ہے اس میں صالحہ کو میں نے شامل کر لیا ہے۔۔۔ عمران کی بات سن کر جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

200

دونوں ٹرالی ڈھکیتی ہوئیں ہاں میں داخل ہوئیں۔

”ارے۔ یہ صالحہ کا فلیٹ تو نہیں ہے جس پر جولیا نے قبضہ کر لیا ہے۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

”میرے فلیٹ پر تو آپ آتے نہیں۔ جب بھی آتے ہی جولیا کے فلیٹ پر ہی آتے ہیں۔ اب بھی دیکھیں جولیا نے اس بلڈنگ میں فلیٹ لیا تو آپ آگے جگہ میرا فلیٹ کافی عرصہ سے یہاں ہے اور آپ ایک بار بھی نہیں آئے۔۔۔ صالحہ اتنا لگھ کرتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ یکخت غصے سے گزرنے لگا۔ اسے شاید اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ صالحہ، عمران کو اپنے فلیٹ میں آنے کی ترغیب دے رہی تھی۔

”میں پرانے خیالات کا آدمی ہوں اور پرانے خیالات کے آدمی بیٹھیوں اور بہنوں کے گھر کا پانی پینا بھی غیرت کے منافی سمجھتے ہیں اور تم میری چھوٹی بہن ہو۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا کا گذا ہوا چہرہ یکخت کھل اخنا۔

”آج کل ان باتوں کو کون پوچھتا ہے۔۔۔ صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہاں میرے آنے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ وہ ہے تنویر کی یہاں موجودگی۔ وہ ہمارے ایک مشہور شاعر نے کہا ہے کہ کوچہ رقبہ میں بھی سر کے بل گیا۔ کوچہ رقبہ کی بجائے اب موجودگی رقبہ کرو۔ آخراتنے طویل عرصے کے بعد اتنی تبدیلی کا حق تو بتا

بات ڈال دی تو آپ مس صالح کو ٹیم میں شامل کر لیں گے۔ ” صدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

” سوری۔ یہ فیصلہ یا تو چیف کرے گا یا پھر ڈپٹی چیف۔ میں نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ مجھے تو جو ٹیم دی جائے گی میں بس اس کا ذمہ دار ہوں گا۔ ”..... عمران نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

” مجھے بات کرنے دو صدر۔ ”..... جولیا نے صدر سے کہا جو ابھی تک کریڈل پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔

” ٹھیک ہے کہ لیں لیکن اگر چیف نے آپ سے پوچھا کہ آپ مس صالح کو کیوں لے جانا چاہتی ہیں تو آپ کیا جواب دیں گی۔ ”..... صدر نے کریڈل پر رکھا ہوا ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

” جولیا کہے گی کہ وہ دو ایس کو جدا نہیں کرنا چاہتی۔ ”..... جولیا کے جواب دینے سے پہلے عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

” میں خود جواب دے لوں گی۔ ”..... جولیا نے بھی قدرے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بھی بھی پر لیں کر دیا تو دوسروی طرف بجنتے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

” ایکسٹو۔ ”..... رابطہ ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ ” جولیا بول رہی ہوں چیف۔ آپ سے ایک درخواست کرنی

” کیا چیف نے اجازت دے دی ہے۔ ”..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اسے مکمل یقین ہو کہ چیف نے انکار کر دیا ہو گا۔ ” میں اب بات کرتی ہوں۔ ہم سب کا خیال تھا کہ ٹیم کا انتخاب تم خود کرتے ہو اس لئے ہم سب تمہارا انتظار کر رہے تھے لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ انتخاب چیف کرتا ہے تو میں اب چیف سے بات کروں گی۔ ”..... جولیا نے سخت لمحے میں کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

” مس جولیا ایک منٹ۔ ”..... پاس بیٹھے ہوئے صدر نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

” کیا ہوا۔ ”..... جولیا نے چوک کر اور قدرے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

” مجھے سو فیصد یقین ہے کہ چیف نے عمران صاحب پر بات ڈال دیتی ہے کیونکہ عمران صاحب کو ٹیم کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ اب اس کے بارے میں تمام فیصلے عمران صاحب کر سکتے ہیں۔ چیف اب معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔ ”..... صدر نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

” لیکن ٹیم میں شمولیت کی اجازت تو چیف ہی دیں گے۔ ”..... عمران اپنے طور پر تو فیصلہ نہیں کر سکتا۔ وہ تو بطور سربراہ مشن کے سلطے میں آنے والے مسائل پر فیصلہ کر سکتا ہے۔ ”..... جولیا نے کہا۔

” عمران صاحب۔ آپ وعدہ کریں کہ اگر چیف نے آپ پر

جانے کے لئے تیار ہوں لیکن چیف نے جس طرح جولیا کو جواب دیا ہے وہ ناقابل برداشت ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ عمران کے سامنے جولیا کی بے عزتی کی جائے اور عمران خاموش رہے۔ عمران نے لبجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا تو جولیا کا ستا ہوا چہرہ یکخت گلاب کے تازہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”بس۔ بس۔ یہ ہاتھیں رہنے دو اور صالحہ کو ساتھ لے جانے کا اعلان کرو۔“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس پر عمران کے فقرے نے واقعی جادو جیسا اثر کیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی اور چہرے پر مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

”جیسا میں کہوں دیتا کرتی جاؤ۔ پھر دیکھو تمہاری بات کیسے نہیں مانی جاتی۔“..... عمران نے کہا۔

”بیلو۔ کیا کروں۔“..... جولیا نے کہا۔

”چیف کو فون کر کے صرف یہی کہو کہ میں نے بطور ذپی چیف نیصلہ کر لیا ہے کہ صالحہ مشن پر ٹیم کے ساتھ جائے گی اور اگر عمران نے میرا فیصلہ نہ مانا تو اسے بھی میں ٹیم کی سربراہی سے علیحدہ کر دوں گی۔ میں ذپی چیف ہوں۔ فیصلہ کرنا میرے اختیار میں ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ میں اب ساتھ نہیں جاؤں گی۔ آپ شاید جولیا کو چیف کے ہاتھوں مزید بے خرست کرنا چاہتے ہیں۔ جولیا تم نے کوئی فون نہیں کرنا۔ اب چیف کی بجائے کمپنیں ٹکلیں نے کہا۔

تحقیقی کہ آپ مشن پر جانے والی ٹیم میں صالحہ کو بھی شامل کر لیں تو ٹیم متوازن ہو جائے گی۔..... جولیا نے درخواست بھرے لبجے میں کہا۔

”تمہارا خیال ہے کہ صالحہ کی عدم موجودگی میں ٹیم غیرمتوازن ہے۔..... چیف کے لبجے میں ہلکی سی غواہٹ کا غصر بھی محسوس ہونے لگ گیا تھا اور جولیا کے ہاتھ کی ہلکی سی کپکپاہٹ دیکھ کر سب سمجھ گئے کہ جولیا متوازن کا لفظ غلط استعمال کر رہی ہے۔

”میں نے اپنی بات کی ہے چیف۔ میرے مطابق ٹیم متوازن ہو جائے گی۔“..... اس بار جولیا نے ہونٹ کاشتے ہوئے کہا۔

”چونکہ ٹیم کی سربراہی عمران کو دے دی گئی ہے اس لئے اب یہ فیصلہ عمران کرے گا۔“..... دوسری طرف سے سرد لبجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”جولیا۔ تم کیوں ضد کر رہی ہو۔ میں ساتھ نہ جاؤں گی تو کیا فرق پڑے گا۔“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں نہیں ہے۔ اور کیا کیا جا سکتا ہے۔“..... جولیا نے بڑے ٹکست خوردہ لبجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ صالحہ کو شامل کر لیں۔“..... اس بار صدر کی بجائے کمپنیں ٹکلیں نے کہا۔

”صالحہ میری چھوٹی بہن ہے۔ میں تو اسے ہزار بار ساتھ لے

بطور جولیا ایسا فیصلہ کرتی تو میں اسے انتہائی سخت سزا دیتا۔ اب تمہیں اس کا فیصلہ تسلیم کرنا پڑے گا ورنہ تم دوسرے روز کسی کچھے کے ڈھیر پر پڑے نظر آؤ گے۔۔۔ چیف نے انتہائی سخت لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”لو ہو گیا فیصلہ۔ کرو سربراہی“۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لمحے میں کہا اور رسیور رکھ دیا اور جولیا کا چہرہ ایک بار پھر کھل انداختا ہوا۔ جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

البستہ عمران کا چہرہ بچھا بچھا سا تھا۔ شاید یہ ڈانٹ پڑنے کا نتیجہ تھا۔ ”کمال کی اصول پسندی ہے عمران صاحب چیف کی۔ لیکن آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ الاسم جولیا کی شکایت کر دیں۔ یہیں تو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ چیف اب جولیا کو سزا سنادے گا۔۔۔ صدر نے کہا۔

”کاش۔ پاکیشیا سکرٹ سروس کے ممبران کو اللہ تعالیٰ عقل بھی بخش دیتا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ چیف نے خوش ہو کر جولیا کا فیصلہ قبول کیا ہے۔ اور۔ افراد اور بڑے آدمیوں سے کام لینے کا بھی طریقہ ہوتا ہے کہ ان کی اتنا کو چیلنج کر دو۔ میں نے چیف کی اتنا کو چیلنج کر دیا کہ اس کی بنائی ہوئی ڈپٹی چیف کے فیصلے کو چیلنج کر دیا۔ اس طرح چیف کی اتنا مجروح ہو گئی اور فیصلہ جولیا کے حق میں آ گیا“۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار بنس پڑے۔

کہبھی تو میں ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔ صالح نے خاصے غصیلے لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”چلو میں فون کر دیتا ہوں“۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور اخھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ جولیا کا چہرہ صالح کی بات سن کر ایک بار پھر بگز سا گیا تھا۔ شاید صالح کی بات نے اسے متاثر کیا تھا۔

”ایکسلو“۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی چیف کی آواز سنائی دی کیونکہ عمران نے لاڈر کا بیٹن بھی پریس کر دیا تھا۔

”علی عمران ایم ائس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ جولیا نے بطور ڈپٹی چیف خود فیصلہ کر لیا ہے کہ صالح مشن پر ٹیم میں شامل ہو گی۔ اس نے مجھ سے پوچھا تھا نہیں۔ کیا یہ میری بے عرفی نہیں ہے۔ آخر میں ٹیم لیڈر ہوں۔۔۔ عمران نے کہا تو صالحہ اور جولیا سمیت سب ممبران عمران کو حیرت بھری نظرؤں سے دیکھنے لگے۔ شاید انہیں اندازہ ہی نہ تھا کہ عمران اس انداز میں بات کرے گا۔ ان سب کو یقین تھا کہ چیف اب جولیا کو سخت سزا سنادے گا۔

”جولیا نے اگر فیصلہ بطور ڈپٹی چیف کیا ہے تو پھر تم سے کیوں پوچھتے۔ تمہیں مشن کا سربراہ اس لئے نہیں بنایا گیا کہ تم چیف اور ڈپٹی چیف سے زیادہ اختیارات کے مالک بن جاؤ۔ جولیا بطور ڈپٹی چیف تمہیں سربراہی سے ہٹانے کا بھی فیصلہ کر سکتی ہے۔ ہاں اگر وہ

”آپ نے ایسے تجربات نجات کہاں سے حاصل کئے ہیں
عمران صاحب“.....کیپن فکیل نے کہا۔

”حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے یہ عظمندی کہاں سے سمجھی ہے تو انہوں نے کہا کہ اپنے اردو گرد موجود جاہلوں سے۔ وہ جو کرتے ہیں میں اس کے الٹ کرتا ہوں۔ یہی میرا جواب ہے کہ جولیا نے جو کچھ کیا اور ذات کھاتی میں نے اس کے بر عکس کیا کہ چیف کو جولیا کا فیصلہ مانا ڈا“.....عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ہمیں اس مثال کے تحت جاہل بنا دیا ہے“.....صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تو صرف حقائق بیان کرنے کا مجرم ہوں“.....عمران نے بڑے منکراہ لہجے میں کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”اب صالح تو ٹیم میں شامل ہو گئی ہے۔ اب بتاؤ کہ مشن کہاں ہے اور کب جانا ہے“.....جولیا نے کہا۔

”کمال ہے۔ نہ مٹھائی نہ پارٹی، نہ کھانا، نہ دعوت۔ اتنا بڑا کام ہو گیا ہے اور سو کھے منہ ہم سب بینٹھے ہیں“.....عمران نے کہا۔

”ابھی تو تمہیں چائے پلائی ہے۔ جب تم آئے تو ہم کچن سے چائے لے کر ہی آئی تھیں“.....جولیا نے کہا۔

”ارے۔ میں دعوت، کھانا اور مٹھائی کی بات کر رہا ہوں۔ تم

چائے کو احسان سمجھ رہی ہو“.....عمران نے جلانے والے انداز میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آج رات کا کھانا میرے ذمے“.....صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پھر بڑے بھائی کو خود کشی کر لینی چاہئے کہ اس کی زندگی میں چھوٹی بہن کھانا کھلا رہی ہو“.....عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”چلو میں کھانا کھلا دوں گی۔ بس“.....جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواتین مردوں کی موجودگی میں کھانا کھلائیں۔ ہم مردوں کی اور خصوصاً تنویر کی غیرت کا سوال ہے۔ کیوں تنویر؟“.....عمران نے کہا۔

”تمہاری یہ بات تو فضول ہے۔ لیڈیز فرست کا اصول پوری دنیا میں چلتا ہے لیکن میں جولیا کی بجائے کھانا میں کھلا دوں گا“۔

”تنویر نے شاپر جولیا کو خوش کرنے کے لئے فوراً حادی بھر لی۔

”فایو شار ہوٹل میں کھانا ہے۔ کسی تنور پر لے جا کر نہ کھزے کر دینا“.....عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”چلو کھانے کا مسئلہ بھی حل ہوا۔ اب بتاؤ مشن کے بارے میں“.....جولیا نے کہا۔

”مشن بڑا سادہ سا تھا جو پورا ہو گیا“.....عمران نے کہا تو

پانی نشیب کی طرف ہی بہتا ہے۔ پوری ٹیم میں ایک میں ہی کمزور ہوں گا۔..... عمران نے رو دینے والے لجھے میں کہا۔

”آپ کیسے کمزور ہو گے۔ آپ تو ٹیم کے سربراہ ہیں۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کرائے کا سربراہ یا صحیح لفظوں میں کرائے کا پایہ کو کمزور تو ہوتا ہی ہوا۔“..... عمران نے گلوکیر لجھے میں کہا۔

”صدر پلیز۔ ایسی کوئی بات نہ کرو جس سے عمران کا دل رنجیدہ ہو۔ پلیز۔“..... جولیا نے بڑے درد بھرے لجھے میں کہا۔

”آپ واقعی دنیا کے سب سے بڑے اداکار ہیں عمران صاحب۔ کاش آپ فلم لائن کی طرف چلے جاتے تو آپ کی اداکاری کی دھوم مجھ جاتی۔“..... صدر نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”یہ تم نے کیا اداکاری، اداکاری کی رٹ لگا دی ہے۔ اس نے کیا اداکاری کرنی ہے۔ مشن کی بات کرو یا پھر ہمیں اجازت دو۔“..... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے منہ بنا کر کہا۔ اسے شاید عمران کی اداکاری کی تعریف پسند نہیں آئی تھی۔

”اجازت زیادہ بہتر ہے۔ کیوں جولیا۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تنویر نہیں جائے گا بلکہ ہم میں سے کوئی نہیں جائے گا اور اب تم بتاؤ مجھی سی ٹیشن کے بارے میں تو ہم نہیں سنیں گے۔ نہیں کوئی ضرورت نہیں۔ یہ تمہارا کام ہے کہ مشن کمل کرو۔ جس طرح چاہے کرو۔“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدر اور

سب بے اختیار چونکہ پڑے۔

”پورا ہو گیا۔ کیا مطلب۔“..... تقریباً سب نے ہی ایک زبان ہوتے ہوئے کہا۔

”بھوک لگ رہی تھی جیب میں پیسہ نہ تھا اس لئے مشن تھا کہ کسی دوسرے کی جیب سے کھانا کھانا۔ یہ مشن پورا ہو گیا بس۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو کمرہ تھقہوں سے گونج اٹھا۔ ”عمران صاحب۔ بھوک کے کو کھانا کھلانے کا تو ہمارے دین نے بھی حکم دیا ہے۔ آپ بے شک روز کھانا کھالیا کریں۔“..... صدر نے کہا۔

”بھوکا تو وہ ہوتا ہے جسے بھوک لگے اور موجودہ دور میں نوے فیصد لوگوں کو سرے سے بھوک ہی نہیں لگتی۔ بس وس فیصد بھج جیسے مفلس اور فلاش افراد کو بھوک لگتی ہے اور یہ بھی محاوروہ ہے کہ جو پہلے سے سیر ہوا سے سب کھانے کی دعوت دیتے ہیں اور جو بھوکا ہوا سے سوکھے منہ بھی نہیں پوچھا جاتا اور میرا شمار بھی ان ننانوے فیصد میں ہے جو بوجہ امارت نہیں بلکہ بوجہ نظام انہضام کی خرابی مطلب ہے بھوک نہ لگنے کی وجہ سے۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا معدہ تو لکڑہضم، پتھرہضم کر جاتا ہے۔ بہر حال اب بتائیں کہ مشن کیا ہے درنہ میں مس جولیا سے کہوں گا کہ وہ بطور ذہنی چیف آپ کو حکم دیں۔“..... صدر نے کہا۔ ”اچھا تو اب مجھ پر ہی رعب ڈالا جانے لگا ہے۔ نحیک ہے۔

اب جب چیف ہی آپ کو فون کر کے مشن کے بارے میں بتائے تو آپ ہمیں دوبارہ کال کر سکتی ہیں۔ صدر نے اٹھنے ہوئے کہا اور اس کے اٹھنے ہی کیپن ٹکلیل اور توری بھی انٹھ کھڑے ہوئے۔ ”ارے۔ ارے۔ مجھے تمہا چھوڑ کر مت جاؤ۔ بیٹھو۔ میں بتاتا ہوں۔ بیٹھو۔“..... عمران نے اپنے گھبراۓ ہوئے لجھے میں کہا چیزے کوئی پچھہ دیرانے میں اکیلا رہنے سے ڈر رہا ہو۔

”عمران صاحب۔ ہم اپنی بات پر قائم ہیں۔ سوچ لیں۔“۔ صدر نے قدرے دھمکی آمیز لجھے میں کہا۔

”اچھا بھائی۔ تمہارا زور کمزور پر ہی چلتا ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ کمزور کو ہی ہمیشہ سرتسلیم ختم کرنا پڑتا ہے۔ او کے بیٹھو۔ میں بتاتا ہوں۔“..... عمران نے بڑے غست خورده لجھے میں کہا تو سب اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑے اور دوبارہ بینچے گئے۔

”تو سوچھے پانچویں درویش کا کہ پاکیشیائی سائنس دانوں نے ایک دھات کا پر سے ایسی ریز دریافت کر لیں جن کی مدد سے اوڑون کی تپہ کو چھڑا اور جوڑا جا سکتا تھا۔ اس پر کام ہو رہا تھا کہ کہیں سے یہ بات لیک ہو گئی اور پھر مختلف ممالک نے یہ فارمولہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن کوئی کامیاب نہ ہو سکا مگر یورپ کے دو ممالک اس معاملے پر خاصے تیز تھے۔ ان میں سے ایک ملک کا سڑیا ہے اور دوسرا فان لینڈ۔ دونوں ملکوں کے اجنبی یہاں کام کرتے رہے۔ سائنس لیبارزی کا تحفظ ملٹری ائمیں جس

کیپن ٹکلیل دنوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ ”اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے بغیر مشن مکمل ہو سکے۔ نکاح خواں نے نکاح ہی نہیں پڑھانا۔ پھر مشن کیسے پورا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ خواہش تم دل میں ہی لئے ختم ہو جاؤ گے۔ سمجھے۔“..... کسی اور کے یوں لئے سے پہلے توری نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

”توری۔ آئندہ ایسی بات مدد سے نہ نکالنا۔ کسی کے ختم ہونے کی بات اس طرح منہ بھر کر نہیں کی جاتی۔“..... جولیا نے فوراً توری کو ڈاٹھنے ہوئے کہا اور توری ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا جبکہ جولیا کا چیرہ عمران کی بات سن کر ایک بار پھر کھل اٹھا تھا۔ عمران دانتہ ایسی باعثیں کرتا تھا جس سے جولیا کا مزاج لمحہ بے لمبہ تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔

”اور تم بھی شرافت سے مشن کے بارے میں بتا دو۔ ساتھ نے۔“..... اس بار جولیا نے باقاعدہ عمران کو ڈاٹھنے ہوئے کہا۔

”وہ مشن ہمیشہ نیک ہی ہوتے ہیں جن کا انعام نکاح پر ہوتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔ ظاہر ہے عمران آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”آؤ صاحب۔ ہم کچن میں چلیں۔ سب کے لئے لجھ کی تیاری کریں۔“..... جولیا نے ایک جھٹکے سے اٹھنے ہوئے کہا۔ ”نہیں مس جولیا۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ ہم جا رہے ہیں۔“

غائب ہو جائے گا اس نے اب یہ بات طے ہے کہ اس فارمولے کی کاپی نہیں ہو سکتی۔..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر فارمولہ ہی غائب ہو گیا تو پھر ہم بھی تو زیر و پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے۔..... اس بار صالحہ نے کہا تو عمران اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”ہاں۔ تم درست کہہ رہی ہو۔ دیسے سوچا جائے تو یہ انجامی اہم بات ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ سائنس دان ریسرچ کرتے ہوئے نوش بنتے ہیں اور پھر ان نوش کی مدد سے فارمولہ تیار کیا جاتا ہے اور یہ نوش علیحدہ ہوتے ہیں اور علیحدہ ہی رکھے جاتے ہیں اور صرف وہ سائنس دان فارمولے پر دوبارہ کام کر سکتے ہیں جن کے پاس نوش موجود ہوتے ہیں اس نے اگر فان لینڈ سے فارمولہ خالک بھی ہو گیا تو وہ خود تو کچھ نہ کر سکیں گے۔ البتہ ہمارے پاس چونکہ نوش موجود ہیں اس نے مزید محنت کے بعد ان نوش کی مدد سے ہمارے سائنس دان فارمولہ دوبارہ تیار کر لیں گے۔..... عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”اب یہ فارمولہ کہاں ہے۔..... جو لیا نے کہا۔

”اس کے لئے تو کسی نجومی سے رجوع کرنا پڑے گا۔..... عمران نے کہا تو سوائے جولیا کے سب بے اختیار مکرا دیئے۔

کے ذمے ہے اس نے پاکیشی سینکڑ سروس کو اس کی اطلاع اس وقت ملی جب چنپاں کھیت چک چکی تھیں۔ کامشیا کا اینجنت آشن کامیاب رہا جبکہ فان لینڈ کے تین اینجنتوں کی لاشیں ملیں۔ آشن نے ہمارے انجامی اہم سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا اور لیبارٹری جاہ کر کے وہ فارمولہ لے اڑا اس نے مشن یہ ہے کہ ہم نے وہ فارمولہ واپس لانا ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن فارمولے کی کاپیاں ہو چکی ہوں گی۔ ایسی صورت میں فارمولہ واپس لانے کا کیا فائدہ۔..... صدر نے کہا۔

”پہلے میں نے اس پوائنٹ پر سرد اور سے بات کی تھی۔ سرد اور نے بتایا تھا کہ کاپر دھات پر تحقیق کا فارمولہ علیحدہ ہے اور اس سے نکلنے والی ریز کو کنٹرول کر کے اووزون تک پہنچانے پر تحقیق علیحدہ ہے اور آشن جو فارمولہ لے گیا ہے وہ کنٹرول ریز کا ہے اور جب تک ان کے پاس کاپر دھات کا بنیادی فارمولہ نہ ہو گا دوسرا کام آگے نہیں بڑھ سکے گا اور دوسری بات یہ کہ جب تک وہ فارمولہ واپس نہیں لایا جائے گا اس وقت تک ہمارے پاس جو فارمولہ ہے اس کا بھی ہم کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے لیکن پھر سرد اور کو بتایا گیا جو سائنس دان اس لیبارٹری میں ہلاک ہوئے ہیں ان کے ریکارڈ سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ایک خصوصی فلم پر فارمولہ منتقل کر رکھا تھا اور اس فلم کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اس پر موجود فارمولے کی کاپی کرنے کی کوشش کی جائے گی تو فارمولہ

فرمانبردار شوہر بیوی کی جملی کئی سننے کا عادی ہوتا ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”منہ دھور کھو۔ اگر تم نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ تم یقین دلانا چاہتے ہو کہ تم فرمانبردار شوہر بنو گے تو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ تمہاری قسمت میں شوہر بننا لکھا ہی نہیں گیا۔ کیا فرمانبردار اور کیا تابعدار۔..... تنویر نے فوراً ہی تیز تیز لمحہ میں کہا۔

”یہ تم دونوں نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں۔ کیا خواتین تمہارے نزدیک گائے بکری ہوتی ہیں کہ تم ان کے بارے میں جو مرضی آئے کہتے رہو۔ وہ بے حس رہیں گی۔ اب سن لو۔ اگر تم دونوں میں سے کسی نے میرے بارے میں کوئی بات کی تو میں گولی مار دوں گی۔..... جولیا نے یکخت غصیلے لمحہ میں کہا۔

”صفدر تمہیں اجازت مل گئی ہے کہ تم صالح کے بارے میں بات کر سکتے ہو۔ جولیا نے صرف اپنے بارے میں پابندی لگانی ہے۔..... عمران نے فوراً صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صفدر صاحب میرے بارے میں آپ کی طرح غلط کمنس نہیں کر سکتے۔..... صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لو۔ اب تو براہ راست اجازت مل گئی ہے۔ صحیح لفاظ کا فیصلہ تو بعد میں ہوتا رہے گا۔..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ نے اس بات کا سرانگ لگایا ہے کہ

”کیا بات ہے۔ تم میری بات پر ہی فضول بات کر دیتے ہو۔ کیا تم مجھ سے نفرت کرتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے بتا دو۔..... جولیا نے کاث کھانے والے لمحہ میں کہا۔

”اگر بتا دوں تو کیا تم میری نفرت کو محبت میں بدل دو گی۔..... عمران نے بڑے اشتیاق بھرے لمحہ میں کہا۔

”میں کیوں بدلوں گی۔..... جولیا نے یکخت پھٹ پڑنے والے لمحہ میں کہا۔ اس کے چہرے کے اعصاب غصے کی شدت سے پھٹ کنے لگ گئے تھے اور تنویر کا چہرہ جولیا کی حالت دیکھ کر بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

”یہ ہے اسی ای قابل۔..... تنویر نے مزید چنگاری لگاتے ہوئے کہا۔

”تم بھی خاموش رہو۔ تم سب مرد ہو ہی ایسے نہیں۔..... جولیا جب غصے میں آئی تو اس نے تنویر کو بھی رگید ڈالا اور تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

”لیکن اگر میں بھی کہوں کہ میں تم سے فضول بات اس لئے کرتا ہوں کہ تمہیں غصہ آ جائے۔ اب دیکھو غصے کی وجہ سے تم نے تنویر کو بھی کھری کھری سنا دی ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہیں بھی تو سنائی ہیں۔..... تنویر نے پلٹ کر کہا۔ ”ارے۔ میرا کیا ہے۔ میں تو عادی ہوں سننے کا۔ جیسے

”ہمارا نارگٹ فارمولہ ہو گا۔ جہاں تک آشن کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے کہ فان لینڈ کی ایجنسی کو اس کی یقیناً اطلاع مل گئی ہو گی کہ ان کے تین ایجنٹوں کو کاسٹریا کے ایجنت نے ہلاک کر دیا ہے اس لئے وہ بھی انتقامی کارروائی آشن کے خلاف ضرور کریں گے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ جو ایجنت ہلاک ہونے ہیں وہ بھی تو یہی فارمولہ حاصل کرنے آئے ہوں گے“..... صدر نے کہا۔
”ہاں۔ اسی لئے تو ان کی لاشیں بھی اسی لیبارٹری سے ملی ہیں جہاں پہلے اس فارمولے پر کام ہوتا رہا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب کب جانا ہے کاسٹریا“..... جولیا نے کہا۔
”میں تو تیار ہوں۔ اب صرف صدر یا ر جنگ بہادر سے پوچھوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
”یہ صدر نجانے کیوں اتنا ہمکلو ہے کہ خطبہ نکاح ہی یاد نہیں رکھ سکتا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار طویل سانس لیا اور پھر اس نے اس انداز میں منہ پھیر لیا جیسے عمران کے فقرے سے شرم گئی ہو۔

”اس نے پہلے کبھی بتایا ہے جواب بتائے گا۔ تم بطور ڈپٹی چیف اسے ٹیم سے باہر کیوں نہیں نکال دیتیں“..... تنویر نے منہ

کا پسرویز کا فارمولہ کاسٹریا کی کس لیبارٹری میں ہے“..... اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا کیپن ٹکلیں نے انتہائی سمجھیدہ لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب کوشش ضرور کی ہے اور مجھے امید ہے کہ معلومات مل جائیں گی“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ فان لینڈ کے تین ایجنتوں کی لاشیں ملی ہیں۔ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے۔ کیا پاکیشی مٹری ائیلی جس نے یا کسی اور نے ایسا کیا ہے“..... صدر نے کہا۔

”پہاڑ پور میں ایک لیبارٹری ہے جس میں پہلے کا پسرویز پر کام کیا جاتا رہا ہے۔ پھر اسے وہاں سے شفت کر دیا گیا اور لیبارٹری کو گلوز کر دیا گیا۔ پھر وہاں سے فان لینڈ کے تین ایجنتوں کی لاشیں ملیں۔ اس پر وہاں نصب کیسروں کو چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کارروائی آشن نے کی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آشن یہاں کھل کھیلا ہے۔ اسے روکنے والا کوئی نہیں تھا“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر فارمولہ حاصل کرنے سے پہلے اس آشن کا خاتمه کیا جائے“..... تنویر نے کہا۔

باتے ہوئے کہا۔ اسی نے شاید یہی سمجھا تھا کہ جولیا نے نارانگی کو وجہ سے منہ پھیرا ہے۔

"تم سب نے تیار رہنا ہے۔ کسی بھی وقت ہماری یہاں سے روائی ہو سکتی ہے۔"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بھی اجازت دیں مس جولیا"..... صفرر اور کیپشن شکل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران، صالح ہمارے ساتھ جائے گی نا"..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر تقدیق کرنے کے لئے پوچھا۔

"ہاں۔ ڈپٹی چیف کا حکم سر آنکھوں پر"..... عمران نے جواب دیا تو جولیا کا چہرہ ایک بار پھر پھول کی طرح کھل اٹھا اور صالح اس کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑی۔

گارگو، کاسٹریا کا معروف پہاڑی علاقہ تھا۔ یہ پہاڑی علاقہ بہت وسیع و عریض تھا۔ اس میں کئی ایسی غاریں بھی دریافت ہوئی تھیں جن سے قدیم ترین دور کے انسان کی رہائش کے ثبوت ماہرین آثار قدیمه کو ملے تھے۔ قدیم ترین خط میں تحریریں غاروں کی دیواروں پر بھی دستیاب ہوئی تھیں اس لئے اس علاقے کو قدیم عاروں کا علاقہ بھی کہا جاتا تھا۔ ان غاروں کی تعداد اس پورے علاقے میں تقریباً دو سو سے زیادہ تھیں۔ اس بارے میں فرمیں کاسٹریا نے پوری دنیا میں اس انداز میں پھیلائی تھیں کہ پوری دنیا سے سیاح ان غاروں کو دیکھنے کے لئے بخوبی ٹپے آتے تھے اور ان غاروں کی وجہ سے حکومت کاسٹریا کو بہت زیادہ فارم ایکٹجمنٹ ملتا تھا اس لئے حکومت کاسٹریا نے اس علاقے کو سیاحوں کے لئے مزید پرکشش بنانے کے لئے بہت سے اقدامات کئے تھے۔

لئے حکومت نے یہاں شکار کھینے پر قانوناً پابندی لگادی تھی لیکن اس کے باوجود چھپ کر اب بھی کئی لوگ سائینسر گلی مخصوص رانفلوں سے پہاڑی بکرے کا شکار کھینے کے لئے یہاں پہنچ جاتے تھے۔

کارگو شہر رقبے کے لحاظ سے زیادہ بڑا نہ تھا لیکن یہاں سیاحوں کے لئے ہر قسم کی تفریخ و افرموجو تھی اور ایسی تفریخ کا ہیں مہماں کرنے میں حکومت کا سر یا بھی خصوصی دلچسپی لتھی تھی تاکہ سیاحوں کو یہاں ہر قسم کا آرام مل سکے اور زیادہ سے زیادہ سیاح یہاں آ سکیں اس لئے یہاں نائنگلبوں، ہولٹوں اور کیمپووز کی بھرمار تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک رہائش کالونی خصوصاً سیاحوں کے لئے بنائی گئی تھی جس کا نام بھی ٹورست کالونی رکھا گیا تھا تاکہ وہ سیاح جو ہولٹوں میں رہنا پسند نہیں کرتے وہ اس کالونی میں کوئی رہائش گاہ کرائے پر لے کر رہائش رکھ سکیں۔ اس ٹورست کالونی کی ایک درمیانے درجے کی کوٹھی میں آشن نے اپنا آفس اور سیکشن ہیڈکوارٹر بنایا ہوا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ جب تک اس فارموں پر کام تکمیل ہو کر عملی مشکل اختیار نہیں کر لیتا فان لینڈ، پاکشیا اور دیگر ترقی یافتہ حمالک بھی اس فارموں لے کے حصول کے لئے ریڈ لیبارٹری پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اس کا سیکشن آٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس کا اسٹنٹ انخوں تھا اور وہ فیلڈ میں سیکشن انچارچ تھا۔ آشن خود ہیڈکوارٹر میں رہتا تھا جبکہ انخوں اور اس کے ساتھی شہر میں گشت کرتے رہتے تھے۔ مختلف ہولٹوں اور گلبوں کا جائزہ

ان غاروں تک پہنچنے کے لئے بخت سڑکیں بنائی گئی تھیں اور ان سڑوں کی دونوں سائینڈوں پر پختہ ہازیں لگائی گئی تھیں تاکہ سیاحوں کی کاریں گہری کھائیوں میں گرنے سے محفوظ رہیں۔ یہاں جگہ جگہ ایسی چیک پوسٹیں بنائی گئی تھیں جہاں سیاحوں کی نہ صرف رجسٹریشن کی چلتی تھی بلکہ ان کی حفاظت کے لئے ساتھ یکورٹی گارڈ بھیج جاتے تھے۔ ان غاروں تک پہنچنے والی سڑکوں کے علاوہ یہاں پختہ سڑکیں تقریباً نہ ہونے کے برابر تھیں۔ یہاں گہری ڈھلوانیں اور گہری کھائیاں ایسی تھیں کہ ان کو دیکھتے ہی خوف آتا تھا۔ یہاں کے اکثر راستے انتہائی خطرناک سمجھے جاتے تھے اس لئے چیک پوسٹوں پر موجود افراد سیاحوں اور دیگر افراد کو بخت سڑکوں کے علاوہ دیگر راستوں پر جانے سے خصوصی طور پر منع کرتے تھے لیکن بعض سیاح ان بدایات کو نظر انداز کر کے علاقہ دیکھنے اور ان کی فلمیں بنانے کے لئے ہر جگہ پہنچ جانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اس طرح اکثر سیاح خوفناک حادثات کا شکار ہو جاتے تھے۔

اس وسیع و عریض پہاڑی علاقے میں ایک پہاڑی پر پہاڑی بکرے کا شکار بھی کھیلا جاتا تھا۔ یہ پہاڑی بکرے حد چست، تیز اور پہاڑیوں سے گہری کھائیوں میں چلانگیں لگانے میں ماہر سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا شکار بے حد مشکل تھا لیکن بھی مشکل شوپنگ شکاریوں کو اس پہاڑی بکرے کے شکار پر اکساتی رہتی تھی۔ بے شکاری بھی یہاں شکار کیلئے ہوئے حادثات کا شکار ہو گئے تھے اس

”ہیلو بس۔ میں انھوںی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد انھوںی کی مودبائی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی خاص بات“..... آشن نے کہا۔

”ایک عورت اور دو مرد تو رست کالوں کی کوئی نمبر و نری و دن میں آ کر ٹھہرے ہیں۔ جس کا ذمی پروہ آئے ہیں اس کی رجسٹریشن پلیٹ فان لینڈ کی ہے“..... انھوںی نے کہا۔

”فان لینڈ کے نورست بھی آتے رہے ہوں گے۔ خاص بات کیا ہے“..... آشن نے قدرے ناگوار سے لجھے میں کہا۔

”اس عورت کا قد و قامت مر جینا سے ملتا جلتا ہے۔ وہ یقیناً مر جینا ہے۔ فان لینڈ کی مر جینا“..... انھوںی نے کہا۔

”اس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں“..... آشن نے اس بار دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

”فی الحال تو صرف دو آدمی ہیں۔ مزید اور آ جائیں تو کہہ نہیں سکتا“..... انھوںی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت کہاں ہو؟“..... آشن نے پوچھا۔

”میں کالوں کی اس کوئی سے کچھ ہٹ کر ایک پلک پارکنگ میں ہوں اور قریبی فون بوخھ سے کال کر رہا ہوں“..... انھوںی نے جواب دیا۔

”تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پیٹل ہے؟“..... آشن نے پوچھا۔

لیتے رہے تھے تاکہ ایسے ایجنٹوں کا سراغ لگا کر ان کا خاتمه کر سکیں جو ریڈ لیبارٹری سے فارمولہ حاصل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اس وقت بھی آشن اپنے آفس میں بیٹھا ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ انھوںی اور اس کے ساتھی شہر میں کام کر رہے تھے۔

آشن کو یہاں یہ سیٹ اپ بنائے ہوئے دو روز ہو چکے تھے لیکن ابھی تک اسے کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی تھی جس پر مزید کام کیا جا سکتا اس لئے وہ تمام وقت اپنے آفس میں بیٹھ کر رسائل اور اخبارات دیکھتا رہتا تھا۔ شام کو وہ تیار ہو کر یہاں کے معروف کلبوں اور جواء خانوں کا خود بھی چکر لگاتا رہتا تھا اور پھر رات گئے اس کی واپسی ہوتی تھی۔ سہ پہر کا وقت تھا جب اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو رسالہ پڑھنے ہوئے آشن بے اختیار پوک پڑا۔ اس نے جلدی سے باتحہ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... آشن نے کہا۔

”انھوںی کی کال ہے بس“..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکرٹری شیلا کی آواز سنائی دی۔ شیلا اس کی فون سیکرٹری بھی تھی اور گرل فرینڈ بھی۔ البتہ جب وہ فون سیکرٹری کی سیٹ پر بیٹھتی تھی تو وہ آشن کو بس اور جب بطور گرل فرینڈ وہ آشن کے ساتھ ہوتی تو پھر وہ اسے بطور بواۓ فرینڈ ٹریٹ کرتی تھی۔

”ملاؤ کال“..... آشن نے کہا۔

پارکنگ میں آشن نے کار رکوانی اور پھر یئچے اتر آیا۔ انھوںی اور ایک دوسرا آدمی ماٹیک وہاں موجود تھے۔

”کیا ہوا۔ گیس فائر کر دی۔“..... آشن نے کار سے باہر آتے ہی انھوںی سے پوچھا۔

”لیں بس۔ ماٹیک نے سائینڈ دیوار سے چار کپسول اندر فائر کر دیے ہیں۔“..... انھوںی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ماٹیک اب یہاں خبرے گا جبکہ ہم دونوں اندر جائیں گے۔ انھوںی کار میں سے میک اپ واشر نکال لو۔“..... آشن نے کہا۔

”لیں بس۔“..... انھوںی نے کہا اور آشن کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”لیں بس۔ کار میں موجود ہے۔“..... انھوںی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم کوئی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دو۔ میں وہاں آ رہا ہوں۔ پھر اکٹھے ہی اندر چلیں گے۔ اس کے بعد ان کا میک اپ چیک کریں گے۔“..... آشن نے کہا۔

”اس کے لئے تو آپ کو میک اپ واشر ساتھ لانا پڑے گا۔“..... انھوںی نے کہا۔

”وہ میں لے آؤں گا۔ تم فکر مت کرو۔“..... آشن نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے ہاتھ ہٹایا تو دوسری طرف سے شیلا کی آواز سنائی دی۔

”لیں بس۔“..... شیلا کا لہجہ موعد بانہ ہو گیا۔

”ڈرائیور سے کہو کہ کار تیار کرے اور اسے کہو کہ سور سے جدید ترین میک اپ واشر بھی کار میں رکھ لے۔“..... آشن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھا اور ڈریٹنک روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کوئی کے گیٹ سے نکل کر اس طرف کو مڑ گئی جدھر سے کار کوئی نمبر ون زیر و ن پہنچنے سکتی تھی۔ رہائشی کالونی خاصی وسیع تھی اور آشن کا سیکشن ہینڈ کوارٹر جس کوئی میں تھا وہ کوئی کالونی کے آخری حصے میں تھی جبکہ ون زیر و ن پہنچنے سکتی تھی۔ کالونی کے ابتدائی حصے میں ہو سکتی تھی اس لئے کار کو مطلوبہ کوئی تک پہنچنے میں بیس منٹ کا وقت لگ گیا۔ سڑک کی سائینڈ پر بنی ہوئی پلک

کے لئے تیار کی تھی۔ کوئی ملازم پڑھ جولیا کے لئے چائے کا سامان قربی مارکیٹ سے لے آیا تھا۔

”عمران صاحب۔ کیا نقشہ دیکھنے سے لمبارڈی کا محل وقوع معلوم ہو جائے گا؟“..... قریب پیشے صدر نے کہا۔

”وہ محل وقوع تو مجھے پہلے سے معلوم ہے۔“..... عمران نے سر اٹھائے بغیر جواب دیا اور اس کی بات سن کر صدر تو صدر باقی سب ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا ہے؟“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”لمبارڈی کے مشرق میں پہاڑی ہے اور مغرب میں۔ اودہ بال۔ مغرب میں بھی پہاڑی علاقہ ہے۔ باقی رہے شمال اور جنوب تو دونوں طرف بھی پہاڑیاں ہیں۔“..... عمران نے اس بارہ اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے بے اختیار طویل سانس لئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران مذاق کر رہا ہے۔

”کون سا پہاڑی علاقہ؟“..... اس بار کیپن فکیل نے کہا۔

”گارگو؟“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تو شاید مشہور آثار قدیمه کا مرکز ہے۔“..... کیپن فکیل نے کہا۔

”ہاں۔ وہاں بہت سی ایسی غاریں دریافت ہوئی ہیں جو قدیم ترین دور کے انسانوں کا مسکن رہی ہیں۔ ان غاروں میں ان لوگوں نے کسی نامعلوم خط میں تحریریں بھی لکھی ہیں۔ عجیب ساخت کی

عمران اور اس کے ساتھی کا سڑیا کے دار الحکومت کی ایک رہائی کا لوئی کی ایک کوئی میں موجود تھے۔ یہ کوئی عمران نے ایک ریل اسٹیٹ ایجنت کے ذریعے بک کرائی تھی اور سوائے جولیا کے باقی سب نے یورپی میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ جولیا اپنے اصل چہرے میں تھی اور ان کے پاس موجود کاغذات کی رو سے ان کا تعلق یورپی ملک ہانگری سے تھا اور وہ میں الاقوامی سیاحتی کارڈز کے بھی ہولڈرز تھے۔ ان کارڈ کے ہولڈرز کو دیگر کاغذات دکھانے کی ضرورت نہ رہتی تھی کیونکہ ان کارڈز کے جاری ہونے کا مطلب تھا کہ ان کی تفصیلی چھان میں پہلے ہو چکی ہے اور ان کے کوائف ہر لحاظ سے درست ہیں۔ کمرے میں عمران سامنے بیز پر ایک نقش پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھی بھی وہاں موجود تھے لیکن وہ چائے پینے میں معروف تھے جو جولیا اور صالح نے مل کر ان

علم نہیں ہوتا لیکن بورڈ کے سائنس و ان بہر حال جانتے ہیں اور وہ انسان ہی ہوتے ہیں۔ میں نے بھی معلومات حاصل کیں تو پہلے چلا کہ اس بورڈ کا ایک ممبر سائنس و ان ڈاکٹر جیمس ساسک شہر کے ایک کلب جس کا نام ریڈ لائن کلب ہے، کے مالک اور جزل منیر راتھر کا کزن ہے اور کلب آ کر اس سے ملتا بھی رہتا ہے اور کئی روز تک رہائش بھی وہاں رکھتا ہے۔ اس راتھر کے ہارے میں معلوم ہوا کہ وہ اسلیخ کے ناجائز کاروبار میں ملوث ہے اور اس سلسلے میں اس کا کافی روپیہ ایکریمیا کی ایک پارٹی نے دبار کھا ہے جس سے وصولی اس کے لئے نامکن ہے اور اس کی وصولی کے بغیر وہ کاروبار میں اس قدر تقصیان اٹھا سکتا ہے کہ اسے کلب بچ کر کہیں نوکری کرنا پڑے گی۔ اس پارٹی سے میں نے ایک ٹپ کے ذریعے بات کی اور اس سے راتھر کو فون کرایا کہ اگر راتھر مجھے درست معلومات مہیا کر دے تو اس کی رقم اسے مل جائے گی۔ چنانچہ میں نے فون کیا تو راتھر نے فوراً حامی بھر لی۔ میں نے اسے رانا ہاؤس کا نمبر دے دیا۔ پھر اس کا رانا ہاؤس فون آیا جو میرے فلیٹ پر ڈائریکٹ کر دیا گیا۔ اس نے بتایا کہ سرکاری ایجنسی کا ایک ایجنت آشن ہے۔ اس نے کلب کے فون نیپ کرائے اور انہیں میرے اور اس کے درمیان ہونے والی فون کاں کی تفصیل معلوم ہو گئی ہے اور آشن نے اسے ڈمکیاں دی کہ وہ کچھ نہیں بتائے گا بلکہ جب میں وباں جا کر اس سے ملوں تو وہ آشن کو اس کی اطلاع دے گا۔

تسدیق بھی یہ تیس اور نجاتے کیا کیا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا یہ لیبارٹری بھی کسی غار میں بنائی گئی ہے۔۔۔ صالح نے کہا تو سب بے اختیار بھس پڑے۔

”غار میں تو نہیں البتہ زیر زمین ضرور ہے اور اس کے اوپر ایک فورس کا ادا ہے اور اس کا راستہ بھی ایز فورس کے اس اڈے سے ہی جاتا ہے اور اس کی حفاظت کے انتہائی سخت ترین انتظامات کے حصے ہیں۔ مثلاً جو آدمی لیبارٹری آتا جاتا ہے اس کے جسم میں ایک مخصوص چپ لگائی جاتی ہے۔ اس چپ کے بغیر جو بھی لیبارٹری کے راستے میں داخل ہوگا فوراً ہلاک ہو جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر یہ چپ کسی غلط آدمی کو لوگا کر اندر جانے کے لئے تیار کیا جائے تو چپ لگتے ہی اس آدمی کا ہارت فیل ہو جاتا ہے کیونکہ چپ لگانے سے پہلے ایک مخصوص محلول اس کے جسم میں انجیکٹ کیا جاتا ضروری ہوتا ہے۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا ہے۔۔۔ صدر نے حیرت ہھرے لبجھے میں کہا۔

”کاشٹر یا میں سائنس دانوں کا ایک بورڈ ہے جو ایسے فارمولوں کو مختلف لیبارٹریوں میں بھجواتا ہے اور اس کے فیصلے ناپ سیئرٹ رکھے جاتے ہیں حتیٰ کہ وزارت سائنس کے اعلیٰ حکام کو بھی اس کا

عمران نے کہا۔

"جو ہو گا بعد میں دیکھا جائے گا۔ پہلے اس ایز فورس نے اڑے کو تباہ کرنا ہو گا"..... تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"وہاں کم از کم چار پانچ سو سسلح افراد ہوں گے۔ چیک پٹھیں ہوں گی۔ ہم کتنے تربیت یافتہ افراد کو مار لیں گے"..... عمران نے کہا۔

"ہم کسی بھی پہاڑی سے ان پر میزانکوں کی بارش کروں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"اور پورا شہر ان میزانکوں کی فائرنگ سے گونخ اٹھے گا۔ بھر"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم تو ہر بات میں رنہ ڈالنے کے عادی ہو۔ اگر شہر گونخ اٹھے گا تو کیا ہو جائے گا"..... تنویر نے جملائے ہوئے لمحے میں کہا۔

"تنویر خاموش رہو۔ ہمیں واقعی کچھ سوچنا ہو گا"..... صدر نے کہا تو تنویر نے ہونٹ سکیز کر براسانہ بنا لیا۔

"ہاں سوچو شباباں۔ جب سوچ لینا تو مجھے بھی بتا دینا۔ میں اس دوران ایک گانے کے چند بول سوچ لوں۔ کافی دیر سے یاد نہیں آ رہے"..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار نہیں پڑے۔

"تو آپ گانے کے بول سوچ رہے تھے"..... صدر نے ہستے ہوئے کہا۔

چنانچہ یہ فون وہ ایک پلک فون بوتح سے کر رہا تھا اس لئے اس نے یہ ساری تفصیل بتائی اور ساتھ ہی کہا کہ نہ اسے فون کیا جائے اور نہ ہی اس سے ملاقات کی جائے۔ میں نے اس سے وعدہ کر لیا۔ وہ اس لئے مجبور تھا کہ اگر وہ مجھے نہ بتاتا تو اس کا بس کچھ ختم ہو جاتا"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جب آپ کو معلوم ہے تو پھر آپ یہ نقشہ کیوں دیکھ رہے ہیں اور یہاں کیوں موجود ہیں۔ ہمیں تو وہاں پہنچنا چاہئے"..... صدر نے کہا۔

"میں نے تمہیں تفصیل تو بتائی ہے کہ نہ ہم اندر داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہم پورے ایز فورس کے اڑے کو تباہ کر سکتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر فارمولہ کیسے حاصل ہو گا"..... صدر نے کہا۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں لیکن لگتا ہے کہ اس بار بغیر فارمولے کے واپس جانا ہو گا۔ زیادہ سے زیادہ چیف ایک چھوٹا سا چیک نہیں دے گا"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ اگر ناکام واپس جانے کے بارے میں سوچا تم نے"..... جو لیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"تو پھر تم ہی کوئی ترکیب سوچو۔ سوچنے کا تمام بوجھ مجھ پر ہی کیوں لا دیا ہے تم لوگوں نے اور میں اس بوجھ تلتے دبا تیزی سے بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اور صدر خطبہ نکاح بھی یاد نہیں کر رہا"۔

پہلے بیوئی آرٹ اور آشن کے درمیان فیصلہ ہو جائے پھر ہم آگے بڑھیں گے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو آپ چاہتے ہیں کہ دو کی بجائے ایک سے مقابلہ ہو۔ اگر مر جینا ہلاک ہو جاتی ہے تو پھر کاشریا جا کر آشن سے لٹنا ہو گا اور اگر مر جینا کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر کاشریا جانے کی بجائے فان لینڈ جا کر مر جینا سے فارمولہ واپس لانا ہو گا۔..... صدر نے کہا۔

”میرا ووت تو مر جینا کے حق میں ہے بشرطیکہ جو لیا اس کی اجازت دے دے تو۔..... عمران نے کہا۔

”میں اجازت دینے کی بجائے تمہیں گولی نہ مار دوں گی۔۔۔ جو لیا نے بچت پڑنے والے لبجھ میں کہا۔

”اجازت سے میرا مطلب قبول ہے، قبول ہے والی اجازت نہیں بلکہ بیوئی آرٹ کا مقابلہ کرنے کی اجازت تھی۔..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جو لیا بھی بے اختیار مسکرا دی تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ بیوئی آرٹ کا مقابلہ کس آرٹ سے کریں گے۔..... صدر نے بنتتے ہوئے کہا۔

”بیوئی آرٹ کا مقابلہ تو کیوٹ آرٹ سے کیا جا سکتا ہے اسی لئے تو جو لیا سے اجازت لے رہا تھا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”امتحن یہی سوچ سکتا ہے۔..... توبیر نے کہا تو کمرہ بے اختیار تھا۔

”عمران صاحب۔ لیبارٹری کا کوئی نہ کوئی مقابلہ راستہ تو یقین ہو گا۔..... کیپشن ٹکلیل نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رہے۔ بس یہی بات مجھے یاد نہیں آ رہی تھی۔ تم نے یاد دلا دی۔..... عمران نے کہا تو کیپشن ٹکلیل بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ تو لیبارٹری ڈیزائن کرنے والے کو ٹرینس کر لیتے ہیں۔ اس سے نقشہ لے آتے ہیں۔ اس بار آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا۔..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بان۔ لیکن اس بار مسئلہ یہ ہے کہ فان لینڈ بھی فارمولے کے حصول کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس کے تین ایجنت کاشریا کے ایجنت آشن نے ہلاک کر دیے تھے اور مجھے جو معلومات مل سکی ہیں یہ ایجنت فان لینڈ کی بلیو ایجنٹی سے متعلق تھے۔ یہ ایجنٹی سامنے فارمولوں، سامنے لیبارٹریوں کے سلسلے میں ہی کام کرتی ہے اور اس کے لئے خصوصی تربیت یافتہ ہے اور بلیو ایجنٹی نے اپنے ایجنٹوں کی ہلاکت کا انتقام آشن سے لینے اور فارمولہ فان لینڈ کے لئے حاصل کرنے کا مشن ایک لیدی ایجنت مر جینا کو دیا ہے اور مر جینا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ مارشل آرٹ کی بجائے بیوئی آرٹ پر زیادہ انجھار کرتی ہے اس لئے میں نے سوچا ہے کہ

”کیا مطلب ہوا۔ ذرا وضاحت تو کریں“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک آرٹ ہوتا ہے یونی فل، ایک آرٹ ہوتا ہے کیوٹ، یونی فل کا مطلب ہوا خوبصورت اور کیوٹ کا مطلب ہوا انتہائی پسندیدہ۔ اب ضروری تو نہیں کہ جسے لوگ یونی فل کہیں وہ کیوٹ بھی ہو۔ کیوٹ تو سمجھو خوبصورتی کی سب سے بلند ذمگری ہے۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ مس جولیا کیوٹ ہیں“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صدر پلیز“..... جولیا نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرے لئے تو آپ واقعی کیوٹ ہیں“..... صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اور صادق“..... عمران نے ترکی کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیوٹیٹ کہو“..... عمران نے خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”تم نے کیا فضول باقی شروع کر دی ہیں۔ ہم یہاں مشن کمل کرنے آئے ہیں یا اس طرح کی فضول باقی کرنے آئے ہیں“..... خاموش بیٹھے تیری نے یکخت غصیلے لمحے میں کہ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو سوائے عمران کے باقی سب بے اختیار اچھل

پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں انہیں کوئی فون بھی کر سکتا ہے لیکن عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ پرس مائیکل بول رہا ہوں“..... عمران نے یورپی لمحے میں کہا اور ساتھ ہی لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ ”جیز اللہ بول رہا ہوں پرس“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی وی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”مرجینا اپنے چار ساتھیوں سمیت گارگو پیش ہی ہے۔ وہ میک اپ میں ہے اور گارگو کی نورست کالونی میں کوئی نمبر ون زیر و ون میں رہائش پذیر ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور آشنی کے بارے میں کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ بھی اسی کالونی میں سیکشن ہیڈ کوارٹر بنا چکا ہے۔ اس کے گروپ کے افراد گارگو شہر میں مشکوک افراد کی تلاش میں مصروف ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”با۔ لیبارٹری میں کام کرنے والا ایک سائنس وان ریمنڈ ہانگری کے دارالحکومت میں ایک سائنس کافنس میں شریک ہے۔

۱۰۷

”تم سے تو اتنا معاوضہ وصول کرنا چاہئے۔ تم نے پوری ٹیکم کو لے کار کر کے رکھ دیا ہے“..... تنوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس سائنس دان سے آپ لیبارٹری کے
بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔۔۔۔۔ صدر نے فوراً مداخلت
کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے جواب ایسا دینا
ہے کہ تنویر نے مزید بھڑک اٹھنا ہے۔

”بہا۔ صرف میں اور جولیا وہاں جائیں گے“..... عمران نے کہا اور سامنے رکھا ہوا نقشہ انھا کر اس نے تہبہ کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر انھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی انھ کر کھڑی ہو گئی۔

یہ کانفرنس کل منعقد ہو رہی ہے اور ڈاکٹر رینڈ دار الحکومت کے معروف ہوٹل لیونارڈ کے کرہ نمبر تین سو بارہ میں رہائش پذیر ہے۔ دوسری طرف سے کہا گا۔

”ڈاکٹر رینڈ کا حیلہ تباہ سکتے ہیں آپ“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ نوٹ کیجئے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی حلیمے کی تفصیل بتا دی گئی۔

”اوکے۔ اب آئندہ آپ نے میرے پیش نمبر پر کال کرنی ہے۔ یہ فون نمبر آج ہم چھوڑ رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

"یہ سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون تھا عمران صاحب“..... صدر نے پوچھا۔
”تھارے چیف کا کامنزیا میں خصوصی نمائندہ“..... عمران نے

”یورپ میں بھی خصوصی نمائندے موجود ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے
تمان ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چیف کا بس چلے تو ہر کوٹھی میں بلکہ ہر کوٹھی کے ہر کمرے میں جیسندہ ملجمدہ نمائندے مقرر کر دے۔ ان نمائندوں کو تو بھاری تخلویں اور الاؤنسز دیئے جاتے ہیں جبکہ میں کہوں کہ میرے چیک کو تھوڑا سا بڑا کر دو تو فوراً جھپڑک دیا جاتا ہے کہ قومی خزانہ فضولیات کے لئے نہیں ہے"..... عمران نے برا سامنہ بناتے

ای لمحے اس کی ناک سے نامانوس سی بوٹکرائی اور اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھونٹنے لگا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن بجائے اس کے کنٹرول میں آنے کے تاریکی میں ڈوبتا چلا تھا۔ پھر جس طرح تاریک راستوں میں جگنو چکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن پر بھی روشنی کے نقطے جگہ جگہ نمودار ہونے لگے اور جیسے ہی روشنی اس کے ذہن پر پھیلی اسے اپنے چہرے پر شدید گرمی کا احساس ہوا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کے چہرے کو انہاتی گرم ہوا میں رکھ دیا ہو۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن اس کی آنکھیں نہ کھل سکیں۔ البتہ چہرے کو محسوس ہونے والی گرمی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جاتی تھی اور اسے محسوس ہونے لگ گیا کہ اس کے چہرے سے پہنچنے پانی کی طرح بہہ رہا ہے لیکن پھر اچانک گرمی کی شدت ختم ہو گئی اور پھر گرمی لمحہ بہ لمحہ ہلکی پڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اسے محسوس ہو گیا کہ اس کے چہرے، گردن اور سر سے کوئی چیز ہٹا لی گئی ہے۔ اس نے ایک بار پھر آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اور اس بار اس کی آنکھیں ایک جھلکے سے کھل گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ اس کا جسم کری کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔

”میک اپ تو نہیں ہے لیکن اسے ہوش کیسے آ گیا۔“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو مرجننا کے ذہن میں یہ آوازن کر ایک

بلیو اینجنسی کی مرجننا اپنے چار ساتھیوں سمیت کامنزیا کے اینجنت آئشن سے جیز اور اس کے ساتھیوں کی بلاکت کا انتقام لینے اور ریڈ بیمارنری سے پاکیشیانی فارمولہ کا پر ریز حاصل کرنے کے لئے اس وقت گارگو کی نورست کالوں کی ایک کوٹھی میں موجود تھی۔ کمرے میں اس کے ساتھ دو افراد تھے جبکہ باقی دو افراد کمرے سے باہر تھے۔ ایک کوٹھی کے فرنٹ کی گمراہی کر رہا تھا جبکہ دوسرا کوٹھی طرف کی گمراہی کر رہا تھا کہ اچانک باہر سے نہلک لمحک کی آوازیں یکے بعد دیگرے سنائی دیں تو کمرے میں موجود مرجننا اور اس کے دونوں ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان میں سے ایک اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کے لئے فضا میں گھوما اور پھر نیچے فرش پر جا گرا۔ ”کیا۔ کیا ہوا۔“..... مرجننا نے تیزی سے انتہتے ہوئے کہا لیکن

وھا کہ سا ہوا کیونکہ وہ یہ آواز بہت اچھی طرح پہچانتی تھی۔ یہ کاشریا کے سپر ایجنت آشن نے کی آواز تھی۔ بے شمار موقع پر اس نے اور آشن نے کئی مشترکہ معاملے میں مل کر کام کیا تھا اور ویے بھی آشن کے ساتھ اس کی گھری دوستی رہی تھی جو بعد میں ایک اور لڑکی کے درمیان میں آجائے کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی لیکن اب بھی وہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ اس نے اس طرف دیکھا جس طرف سے آواز آئی تھی تو اس نے کری پر بیٹھے ہوئے آشن کو پہچان لیا۔ البتہ یہ کرہ وہی تھا جہاں وہ اپنے دوساریوں کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی مرجننا نے یلکھت چھتا اور روتا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح جیخ رہی تھی اور رو رہی تھی جیسے اس پر ہشریا کا دورہ پڑ گیا ہو۔

”اس کے منہ پر تھڑر مارو۔“ آشن نے جیخ کر اپنے ساتھی سے کہا اور دوسرے لمحے مرجننا کے چہرے پر زور دار تھڑر لگا۔

”خاموش ہو جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔“ آشن نے غراتے ہوئے لبھے میں کہا۔

”م۔ م۔ مجھے مت مارو۔ مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے کوئی قلطی نہیں کی۔ یہ میرا جسم حرکت نہیں کر رہا۔ یہ کیا ہے۔“ مرجننا نے سکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا۔ وہ اصل میں آشن پر ظاہر کر رہی تھی کہ وہ عام عورت ہے اور ظاہر ہے عام عورت کا یہی رد عمل ہو سکتا تھا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ کہاں سے آئی ہو۔“ آشن نے اسی طرح غراتے ہوئے لبھے میں کہا تو مرجننا کا دل بلیوں اچھل پڑا کیونکہ اس کی اداکاری کامیاب رہی تھی۔ آشن، مرجننا کی آواز نے پہچان کا تھا ورنہ مرجننا کو یہ خطرہ تھا کہ جس طرح وہ آشن کو اس کی آواز سے پہچان گئی ہے اسی طرح وہ بھی اسے آواز اور اس کے رد عمل سے پہچان جائے گا لیکن مرجینا اپنی اداکاری میں کامیاب رہی تھی۔

”م۔ م۔ میں کورگی ہوں۔ کورگی۔ کورگی جیرالڈ۔ ہاں۔ میں جج کہہ رہی ہوں۔ میں کورگی ہوں کورگی۔“ مرجننا نے رک رک کر اور ہے ہوئے لبھے میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے بیگ کی تلاشی آشن پہلے ہی لے چکا ہو گا اور جن کاغذات پر یہاں آئی تھی ان کاغذات میں اس کا نام کورگی جیرالڈ تھا اور اس کا تعلق یورپی ملک سُوویتیا سے تھا۔

”کس ملک سے تمہارا تعلق ہے۔“ آشن نے پوچھا۔

”سوویتیا سے۔ میں سُوویتی ہوں۔ ہاں۔ میں وہاں بیلے ڈانسر ہوں۔ اگر تم کہو تو میں بیلے ڈانس کر کے بھی دکھا سکتی ہوں۔ میں جج کہہ رہی ہوں۔“ مرجننا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارے ساتھ چار مرد ہیں۔ یہ کون ہیں۔“ آشن نے کہا۔

”ہمارا گروپ ہے۔ ہم گروپ ٹورسٹ ہیں۔ ہمارے میں

”تمہارا قد و قامت، جسمانی تناسب بالکل میری دوست مر جینا سے مت ہے لیکن تمہارا میک اپ واٹ نہیں ہوا اور اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم بہر حال وہ نہیں ہو اس لئے اب میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ اگر تم میری دوست ہوتی تو میں تمہیں رہا کر دیتا۔“ آشن نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”م۔ م۔ میرا نام کو روگی ہے۔ مر جینا نہیں۔ پلیز مجھے مت مارو۔ پلیز۔“..... مر جینا نے ایک بار پھر رونا شروع کر دیا۔

”تم خاموش ہوتی یا نہیں؟“..... اس بار آشن نے بری طرح جھلانے ہوئے لبجھ میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے مشین پسل نکال لیا اور مر جینا اس طرح خاموش ہو گئی کہ جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو۔ اب وہ زندگی پھر نہ روئے گی لیکن اس کی زیریں سکیاں اب بھی جاری تھیں۔

”باس۔ وہ چاروں میک اپ میں نہیں ہیں۔“..... اسی لمحے انھوں نے کرے میں داخل ہو کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ ہمارے مطلوبہ لوگ نہیں ہیں۔ آؤ۔ پلیں۔ یہ جب ہوش میں آئیں گے تو اسے کھول دیں گے۔“..... آشن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ انہیں گولیاں نہ مار دی جائیں۔“..... انھوں نے کہا۔

”نہیں۔ یہ یہاں الاقوامی سریف ٹیکنیڈ مورٹر ہیں۔ ان کی لاشیں ملنے پر حکومت میں بھوپال آجائے گا اور معاملات بے حد گھبیر

الاقوامی ٹورسٹ کا روز ہیں۔ ہاں۔ میں کچھ کہہ رہی ہوں۔“..... مر جینا نے اپنا فخرہ دو ہرایا۔

”انھوںی۔“..... آشن نے ساتھ کھڑے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان چاروں کا میک اپ چیک کرو۔“..... آشن نے کہا۔

”لیں باں۔“..... انھوں نے کہا اور میک اپ واشر جو مر جینا کی سائیڈ میں موجود ایک میز پر پڑا تھا اٹھا کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میرا جسم حرکت کیوں نہیں کر رہا۔“..... مر جینا نے ایک بار پھر رو دینے والے لبجھ میں کہا۔ وہ دانتہ رو دینے والا لبجھ بنائے ہوئے تھی تاکہ آشن کو دھوکہ دے سکے۔

”تمہارا جسم رہی کے ساتھ کری سے بندھا ہوا ہے اور تم نے اب تک چونکہ مسلسل جھوٹ بولا ہے اس لئے تمہیں گولی مار دی جائے گی۔“..... آشن نے کہا تو مر جینا نے ایک بار پھر پہلے کی طرح زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”خاموش ہو جاؤ۔ کس مصیبت سے پالا ڈھگیا ہے۔ سٹونیا کی عورتیں واقعی بے حد بزدل ہوتی ہیں۔“..... آشن نے بری طرح جھلانے ہوئے لبجھ میں کہا تو مر جینا نے سکیاں لینا شروع کر دیں۔

تھے۔ یقیناً انہیں بے ہوش ہونے کے بعد یہاں رکھا گیا تھا۔ مرجننا نے قریب جا کر انہیں چیک کیا تو وہ سب بے ہوش تھے۔ مرجننا پہلے ہی سمجھ چکی تھی کہ آشن کو ان کے بارے میں کہنے سے علم ہوا تو اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے ان سب کو بے ہوش کر دیا تھا۔ مرجننا کو اس لئے ہوش آگیا کہ جب اس کا میک اپ انتہائی تیز گرم ہوا سے چیک کیا گیا تو اس کے اعصاب کو تحریک ملی اور وہ ہوش میں آ گئی۔ مرجننا کے ساتھیوں کے میک اپ تو چیک کئے گئے لیکن شاید اتنی زیادہ گرم ہوا سے چینگ نہیں کی گئی تھی کہ وہ ہوش میں آ جاتے۔ مرجننا چند لمحے انہیں دیکھتی رہی اور پھر واپس مڑ کر اور کمرے میں جا کر اس نے الماری کھولی تو وہاں ان کا سامان تو موجود تھا لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اس کی بھرپور انداز میں چینگ کی گئی ہے۔

مرجننا چونکہ پہلے ہی ہر قسم کے حالات کے لئے تیار ہو کر آئی تھی اس لئے اسے یہ فکر نہیں تھی کہ ان کی شاخت سامنے آ جائے گی۔ ایک بیگ میں رکھا ہوا عام سا اسلو اٹھا کر اس نے تہہ میں رکھا ہوا ایک تیز دھار نخبر نکلا اور پھر واپس مڑ کر وہ گیٹ کے قریب گارڈ روم کی سائیڈ میں زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے ایک ساتھی کو پہلو کے مل کیا اور پھر اس کی گردن کے عقب میں مخصوص جگہ پر نخبر سے کٹ لگا دیا۔ کٹ سے خون بہنے لگا اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کے جسم

ہو جائیں گے اور پھر یہ لوگ بے گناہ ہیں۔۔۔ آشن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”م۔ م۔ مجھے کھول دو۔ میں مر جاؤں گی۔۔۔“ مرجننا نے گھبرائے ہوئے لجھے میں کہا لیکن آشن نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور تیزی سے چلتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ انھوں اس کے چھپے باہر چلا گیا اور پھر کچھ دیر بعد مرجننا نے چھانک کھلانے اور بند ہونے کی آوازیں سنیں تو وہ سمجھ گئی کہ آشن ان کی طرف سے مطمئن ہو کر واپس چلا گیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ دیے ہی مبنی رہی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ آشن باہر ہی موجود ہو اور جیسے ہی وہ اپنی رسیاں کھولے تو وہ اندر آ جائے۔ اس طرح اس کا بھرم کھل جائے گا۔ جہاں تک رسیوں کا تعلق ہے تو وہ انہیں چیک کر چکی تھی اور گو انہیں اپنی طرف سے اس انداز میں باندھ دیا گیا تھا کہ مرجننا تربیت یافتہ ہونے کے باوجود اسے نہ کھول سکے اور آشن کی موجودگی میں وہ واقعی اسے نہ کھول سکتی تھی۔ دس منٹ تک انتظار کرنے کے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ آشن واقعی جا چکا ہے تو اس نے رہی کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور تقریباً چھ سات منٹ کی کوشش کے بعد وہ آزاد ہو جانے میں کامیاب ہو گئی۔

کری سے اٹھ کر اس نے اٹمیناں کا ایک طویل سانس لیا اور پھر تیزی سے باہر کی طرف پلکی۔ اس کے چاروں ساتھی گیٹ کے قریب گارڈ روم کی سائیڈ دیوار کے ساتھ زمین پر پڑے ہوئے

یہ نشان ہے جیسے کوئی بچھوگال سے چمٹا ہوا ہو۔ یہ نشان مجھے یاد
ہے گیا تھا۔۔۔ اس کے ساتھی نے کہا۔

”کیا وہ کوئی جس میں وہ رہتے ہیں تم نے دیکھی ہوئی ہے
ولیز۔۔۔“ مرجننا نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں میڈم۔ میں نے اسے کار میں بیٹھے اس کوئی سے باہر نکلتے
ہوئے دیکھا تھا۔ میں مارکیٹ سے سامان لینے گیا تھا۔۔۔“ ولیز
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہارڈی تمہارے پاس کورڈ فائیو موجود ہے۔ ولیز کے ساتھ جاؤ
اور اس کوئی میں موجود افراد کی فلم بنانا لاؤ لیکن خیال رکھنا آشنہ اور
اس کے ساتھی تربیت یافتہ ایجنت ہیں۔۔۔“ مرجننا نے کہا۔

”کورڈ فائیو تو طویل فاصلے سے بھی تصویریں بنایتا ہے میڈم
اس لئے آپ بے فکر رہیں۔۔۔“ ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”لیکن انھوں نے تمہیں دیکھا ہے۔ اب اگر تم وہاں نظر آگئے
تو وہ لوگ چونک پڑیں گے۔ اس لئے تم دونوں ڈبل میک اپ کر
لو۔۔۔“ مرجننا نے کہا۔

”لیں میڈم۔۔۔“ ہارڈی نے کہا اور پھر وہ دونوں سلام کر کے
کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد مرجننا نے میز
پر چڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا تو بے اختیار چونک پڑی۔ اس
نے فون سیٹ اٹھا کر اسے دیکھا تو پیچے ایک بچھوگال سا ہٹن موجود تھا

میں بھی حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ مرجننا نے
ہیکی کارروائی چاروں کے ساتھ کی تو ایک ایک کر کے وہ چاروں
ہوش میں آ گئے اور پھر ایک جھلکے سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور ان کے
ہاتھ ان کی گرفتوں کے عقب میں پہنچ گئے۔

”پہلے اندر جا کر ایک دوسرے کی بینڈنگ کرو پھر بات ہو گی۔
انھوں جاؤ۔۔۔“ مرجننا نے کہا تو وہ چاروں اٹھ کر عمارت کی اندر وہی
طرف بڑھ گئے۔ مرجننا واپس آ کر اپنے کمرے میں پہنچ گئی جہاں
اسے رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے چاروں
ساتھی بھی آ گئے۔

”باہر سے اچانک چار کپسول اندر گر کر پھٹے اور اس کے ساتھ
ہی ہم بے ہوش ہو گئے۔ آپ کو کیسے ہوش آیا میڈم اور کن لوگوں
نے یہ حرکت کی تھی۔۔۔ ان چاروں میں سے ایک آدمی نے مرجننا
سے مخاطب ہو کر کہا تو مرجننا نے ہوش میں آنے سے لے کر
آشنہ اور اس کے ساتھی کے واپس چلے جانے کی تمام تفصیل بتا
دی۔

”اس کے ساتھی کا کیا حلیہ تھا میڈم۔۔۔“ ایک ساتھی نے کہا۔
”وہ اسے انھوں کے نام سے پکار رہا تھا۔۔۔“ مرجننا نے حلیہ
 بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس آدمی کو میں نے دیکھا ہے۔ اس کا لونی کے
آخری حصے میں جہاں مارکٹیں ہیں وہاں رہتا ہے۔ اس کے گال پر

آپ کا آفس بھی دیکھ لیں گے اور کسی ذمہ دار آفیسر سے وضاحت سے بات بھی کر سکیں۔۔۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

”جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ہم ہر وقت خدمت کے لئے حاضر ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو مرجینا نے اسکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس نے یہ سب اس لئے کیا تھا تاکہ کال سننے والا مشکوک نہ ہو جائے۔ اگر مرجینا ڈکٹا فون بننے اتار دیتی تو آشن فوراً سمجھ جاتا کہ مرجینا عام عورت نہیں ہے بلکہ تربیت یافتہ ہے اس لئے مرجینا نے بننے نہ اتار کر ان کے خیال کی نہ صرف تلی کر دی تھی بلکہ اس نے ٹورست کپنی کو فون بھی کر دیا تھا تاکہ آشن مکمل طور پر مطمئن ہو جائے۔ رسیور رکھ کر مرجینا اٹھی اور اس نے الماری میں موجود بیگ میں سے ایک میل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس نے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں۔ الزبتھ بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی وی۔

”مرجینا بول رہی ہوں الزبتھ۔ کچھ معلوم ہوا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

”لیں میڈم۔ ہم نے بہترین کام کیا ہے لیکن یہ بات فون پر نہیں بتائی جاسکتی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ میں اپنے ایک آدمی کو آپ کے پاس بھیج رہی ہوں۔ اس کا نام کارلس ہے۔ یہ میرا خاص آدمی

جس میں باریک سا نکتہ جل بجھ رہا تھا۔ مرجینا نے اسے اٹھا کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسے ایک خیال آ گیا۔ اس نے ہم ہٹائے بغیر فون سیٹ واپس رکھا اور رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کر شروع کر دیئے۔

”روز ٹورست آر گنائزیشن۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوان آواز سنائی وی کیونکہ یہاں آنے سے پہلے سیاہوں کی طرح ہم نے یہاں ٹورشنوں کو سہولیات مہیا کرنے والی کپنیوں کے فون نمبر معلوم کر کے لکھ رکھے تھے اس لئے اسے روز ٹورست کپنی کا نمبر زبانی یاد تھا۔

”میں ٹورست کالونی سے کورگی بول رہی ہوں۔ ہم پانچ ٹورست ہیں اور غاریں دیکھنا چاہجے ہیں۔ کیا آپ اس کا اس انداز میں انتظام کر سکتی ہیں کہ ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو۔۔۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

”لیں میڈم۔ ہمارا تو کام ہی ہی ہے۔ آپ اپنا پتہ بتائیں۔ ہمارا نمائندہ خود آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کو تمام تفصیل سے آگاہ کر دے گا۔ گارگو میں ہماری کپنی سب سے بہترین کپنی ہے ہماری کپنی کو ٹورشنوں کی خدمت کرتے ہوئے پہچیں سال ہو گئے ہیں اور ہمارے خلاف آج تک ایک ٹکالیت بھی نہیں کی گئی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے لڑکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم کل خود آپ کے دفتر آ کر بات کریں گے تاکہ

ہے آپ اسے معلومات مہیا کر دیں۔ آپ کا چیک تو پہلے ہی آپ کو مل چکا ہو گا۔۔۔ مر جینا نے کہا۔

”یہ میدم۔ آپ کارلس کو بھجوادیں۔ میں اس کی منتظر ہوں۔ وہ کاؤنٹر پر اپنا نام بتائے گا تو اسے جوہ تک پہنچا دیا جائے گا۔“ الزبھ نے جواب دیا تو مر جینا نے اوکے کہہ کر فون آف کر دیا اور پھر اسے جیکٹ کی جیب میں ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”کارلس“۔۔۔ اس نے دروازے پر رک کر اوپنی آواز میں کہا۔

”یہ میدم“۔۔۔ دور سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور مر جینا واپس کمرے میں آ کر کری پر بینھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کا ایک ساتھی اندر داخل ہوا۔

”کارلس۔ برناڑ کلب کی الزبھ نے یہ بارٹری کے بارے میں بہترین معلومات حاصل کر لی ہیں لیکن وہ فون پر نہیں بتانا چاہتی۔ تم کلب چلے جاؤ۔ تم کاؤنٹر پر اپنا نام بتاؤ گے تو تمہیں الزبھ تک پہنچا دیا جائے گا اور تم نے اس سے معلومات لے کر واپس آنا ہے لیکن معلومات کو تکمیل طور پر ڈسکس کر لینا تاکہ کوئی تھنگی باقی نہ رہ جائے“۔۔۔ مر جینا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”یہ میدم۔ آپ بے فکر رہیں“۔۔۔ کارلس نے کہا اور واپس مز گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ہارڈی اور ولیز دونوں واپس آ

گئے۔

”کیا معلوم ہوا ہے ہارڈی؟“۔۔۔ مر جینا نے اشتیاق بھرے لمحے میں کہا۔

”اس کوٹھی میں باقاعدہ سیکشن ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔ وہاں باقاعدہ آفس بننا ہوا ہے جس میں آشن م موجود ہے۔ ایک فون سیکرٹری بھی موجود ہے اور ایک آدمی انتھونی بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ دو مسلح افراد مزید بھی وہاں موجود ہیں“۔۔۔ ہارڈی نے کہا۔

”مجھے فلم دکھاؤ“۔۔۔ مر جینا نے کہا تو ولیز نے انھ کر کرے کا دروازہ بند کیا اور ساتھ ہی کمرے میں جلا ہوا بلب بجھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی ہارڈی نے ہاتھ میں موجود آٹے کا ہٹن پر لیں کر دیا تو سامنے والی دیوار پر منظر ابھر آیا۔ مر جینا کی نظریں دیوار پر جھی ہوئی تھیں۔ مناظر بار بار بدلتے تھے۔ کافی دیر بعد سٹک کی آواز کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی تو ولیز نے انھ کر لائٹ جلا دی۔

”تو یہ بات کفرم ہو گئی کہ آشن اور اس کے ساتھی اس کوٹھی میں موجود ہیں لیکن ہمارا اصل ٹارگٹ قارمولا ہے۔ پہلے ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے“۔۔۔ مر جینا نے کہا۔

”میدم۔ ہم نے جیز اور اس کے ساتھیوں کا انتقام بھی آشن سے لیتا ہے اور اس لئے اگر یہ بارٹری میں جانے سے پہلے ان لوگوں کا خاتمه کر دیا جائے تو توزیادہ بہتر ہو گا۔ اس وقت وہ مطمئن

عمران نے کار کا رخ لیونا رڈ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف موزا اور پھر وہ اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ وسیع و عریض پارکنگ میں کاروں کی تعداد خاصی تھی لیکن اس کے باوجود وہاں ابھی پارکنگ کے لئے کافی جگہ موجود تھی۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی جو لیا بھی نیچے اتر آئی تھی۔ عمران یہاں ڈاکٹر رینمنڈ سے ملنے آیا تھا۔ ڈاکٹر رینمنڈ جو ریڈ لیبارٹری میں کام کرتا تھا اور یہاں انگری کے دارالحکومت میں ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس کا سراغ یہاں ایکسو کے خصوصی نمائندے ہے پیراللہ نے لگایا تھا اور اس نے عمران کو فون کر کے بتایا تھا اور اس دن کی وجہ سے عمران، جو لیا سیٹ یہاں آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوں تیسری منزل پر واقع سائنس دان کے کمرے کے دروازے

ہیں اور ہم ان کی طرح پہلے اندر گیس یعنی بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں اور پھر اندر جا کر انہیں گولیوں سے اڑا دیں۔ اس طرح ہمارا انتقام بھی پورا ہو جائے گا اور پھر ہمیں لیبارٹری میں جانے سے بھی کوئی نہ روک سکے گا۔” ہارڈی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کار لس واپس آ جائے پھر فیصلہ کریں گے۔“ مرجننا نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کھلا عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر باقاعدہ سر جھکا کر اور دروازہ پاٹھ سینے پر رکھ کر اپنی محبت کا اظہار کیا تو ڈاکٹر ریمنڈ کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی اور اس نے مصافی کے لئے اس انداز میں ہاتھ بڑھایا جیسے عمران سے ہاتھ ملا کر وہ عمران پر بہت بڑا احسان کر رہا ہو۔ عمران نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھاما اور ساتھ ہی وہ تیزی سے اندر کی طرف چل چڑا۔ ظاہر ہے ڈاکٹر ریمنڈ کو بھی اندر جانا پڑا۔ جولیا سمجھ گئی کہ عمران نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ ڈاکٹر ریمنڈ جولیا کی طرف مصافی کے لئے ہاتھ نہ بڑھا سکے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا نے مصافی نہیں کرنا اور پھر معاملات خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ جولیا نے ان کے پیچھے اندر داخل ہو کر اپنے عقب میں دروازہ بند کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو ڈاکٹر ریمنڈ نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یہ۔ ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں۔“..... ڈاکٹر ریمنڈ نے تھکمانہ لبھے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا۔ چونکہ لاڈر کا بٹن پریمنڈ نہ تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کے علاوہ اور کسی کو سنائی نہ دے رہی تھی۔

”آنے والے میرے مہمان ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔“ ڈاکٹر ریمنڈ نے تیز لبھے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”کیا ہمارے بارے میں کوئی بات کر رہا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

کے سامنے موجود تھے۔ بند دروازے کی سائیڈ پر تعارفی یورڈ موجود تھا جس پر ڈاکٹر ریمنڈ کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کال بیتل کا بڑ پر لیں کر دیا تو چند لمحوں بعد لٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک مردان آواز سنائی دی۔

”کون ہے۔“..... بولنے والے کا لبھ ہی بتا رہا تھا کہ وہ کافی بوڑھا آدمی ہے۔

”میرا نام ڈاکٹر مائیکل ہے اور میرا اتعلیٰ ائرنیشنل یونیورسٹی لائنز سے ہے۔ میں بھی کافرنس میں بطور مبصر شرکت کر رہا ہوں۔ آپ کے بارے میں اطلاع ملی ہے تو میں اپنی ساتھی میں جولیا نا فٹر واٹ کے ساتھ آپ سے ملاقات کے لئے خود چل کر آ گیا ہوں۔ آپ جیسے بڑے اور نامور سائنس دان سے ملاقات میرے لئے اور میر کی ساتھی کے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھا جائے گا۔“..... عمران نے واضح طور پر خوشادانہ لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا تو جولیا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ اسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران کسی موقع پر اس لبھے میں بھی بات کر سکتا ہے۔ عمران اس کی حیرت پر مسکرا دیا۔ اسی لمحے کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور دروازے میں ایک اوچھر عمر آدمی گھر بیلو بس پہنچ کر ڈاٹھا۔ اس کی آنکھوں پر موئے شیشوں والی نظر کی عینک تھی۔ وہ سر سے گنجائی تھا۔ البتہ سر کی دونوں سائیڈوں میں سفید بالوں کی جھالریں ہی لکھی ہوئی تھیں۔ چہرے پر خاصی جھریاں موجود تھیں۔ جیسے ہی دروازے

عمران نے گھما پھر اکراصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

”ہم واقعی اس پر کام کرنا چاہتے تھے لیکن جب فارمولے کو چیک کیا گیا تو وہ ادھورے سے مطلب کہ اس دھات کا پس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی تفصیل نہیں تھی جس سے ریز نکتی ہیں اور یہ فارمولہ ان ریز کو کنٹرول کر کے اوون تک پہنچانے پر مشتمل تھا لیکن جب ریز ہی نہ ہوں تو اسے کنٹرول کرنا محض مذاق بن جاتا ہے اس لئے میں نے فارمولہ وزارت سائنس کو واپس کر دیا ہے کہ وہ اس کا پہلا حصہ پاکیشی سے منگوا کر اکٹھے ہم کو بھجوائیں لیکن آپ اور ڈاکٹر سموئیل کیسے اس پر کام کر رہے ہیں۔ یہ تو پاکیشی فارمولہ ہے اور یہ فارمولہ بھی ہمارے اجنبی وہاں سے اڑالائے ہیں“.....ڈاکٹر رینڈنے کہا۔

”اس فارمولے پر اصل کام پاکیشی سائنس دان ڈاکٹر رحمت نے کیا ہے اور ڈاکٹر رحمت ڈاکٹر سموئیل کے شاگرد ہیں۔ ایک موقع پر جب وہ سائنسی طور پر الجھ گئے اور کام آگئے نہ بڑھ سکا تو انہوں نے ڈاکٹر سموئیل کی منت کی اور پھر ڈاکٹر سموئیل نے اس پر کام شروع کر دیا اور جلد ہی یہ کام تکمل ہو جائے گا“.....عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کاپر ریز کے کنٹرول کا فارمولہ تو قانون یونڈ کی وزارت سائنس کے پاس ہے۔ آپ کس فارمولے پر کام کر رہے ہیں“.....ڈاکٹر رینڈنے پوچھا۔

”ہا۔ یکورٹی کے لوگ تھے۔ دروازے پر کیرہ نصب ہے جس کی مدد سے وہ آنے جانے والوں کو چیک کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی آمد پر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ میں آپ کی آمد سے مطمئن ہوں یا نہیں تو میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ میرے مہمان ہیں“.....ڈاکٹر رینڈنے کہا۔

”مجھے ڈاکٹر سموئیل نے، آپ ڈاکٹر سموئیل کو جانتے ہوں گے جنہیں گزشتہ دو سالوں سے مسلسل ہر سال سائنس کا نوبل پرائز مل رہا ہے وہی ڈاکٹر سموئیل جسے نہ جانے والا سائنس دان ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ تو یقیناً جانتے ہوں گے ڈاکٹر سموئیل کو کیونکہ آپ جیسے ہوئے سائنس دان تو ضرور جانتے ہیں“.....عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کے لمحے میں ایسا یقین تھا جیسے وہ سوق بھی نہ سکتا ہو کہ ڈاکٹر رینڈنڈ، ڈاکٹر سموئیل کو نہ جانے کے باوجود سائنس دان ہے۔

”ہا۔ میں جانتا ہوں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں“.....ڈاکٹر رینڈنے بڑے اعتماد بھرے لمحے میں کہا تو عمران دل ہی دل میں نہ پڑا کیونکہ ڈاکٹر سموئیل ایک فرضی نام تھا۔

”میں ڈاکٹر سموئیل کا شاگرد ہوں اور ڈاکٹر سموئیل کے ساتھ مل کر میں کاپر ریز پر کام کر رہا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر سموئیل نے بتایا ہے کہ آپ بھی ریڈ لیبارٹری میں کاپر ریز پر کام کر رہے ہیں تو میں آپ سے ملنے آ گیا۔ سنائیں کیا جا رہا ہے کاپر ریز پر کام“.....

”لیکن فارمولہ تو ہم نے واپس وزارت سائنس کو بھجوادیا ہے۔ وہ تو اب پیش شور میں پہنچ گیا ہو گا۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے کہا۔
”یہ پیش شور کہاں ہے۔“.....عمران نے پوچھا۔
”مجھے تو نہیں معلوم۔ البتہ یہ بات مجھے تالیٰ گئی تھی کہ وزارت سائنس اہم فارموں لے پیش شور میں جمع کر دیتا ہے۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے کہا۔

”آپ یہاں سے کب واپس جائیں گے۔“.....عمران نے کہا۔
”یہاں چھ روز میں کافرنس کے چھ سیشن ہوں گے۔ میں آج سے ساتویں روز واپس جاؤں گا۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھی چھ روز بعد واپس جاؤں گا اور پھر وہاں سے مشین لے کر آپ کے پاس کا سڑیا پہنچ جاؤں گا۔ اپنا فون نمبر دے دیں۔“.....عمران نے کہا تو ڈاکٹر رینڈ نے جیب سے پرس نکالا اور اس میں سے ایک کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”پیش شور کا انچارج کون ہے۔ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ وہاں سے فارمولہ آپ مٹگوا سکیں گے یا نہیں۔“.....عمران نے کہا۔

”فارمولہ مٹگوانے کی کیا ضرورت ہے۔ سیکرٹری سائنس ڈاکٹر ایفڑ جو انچارج ہیں ان کے آفس میں اس فارموں کی کاپی کر کے فارمولہ واپس کر دیں گے۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے کہا۔

”بالکل ٹھیک ہے۔ اوکے پھر طے ہو گیا۔ آج سے ساتویں روز میں آپ کو فون کروں گا۔ پھر ہماری ملاقات فان لینڈ میں ہو گی۔

”وہی کا پر وحات سے ریز کا فارمولہ ہے آپ پہلا حصہ کہہ رہے ہیں۔ دیے میں چاہوں تو آپ کو یہ پہلا حصہ بھی خاموشی سے پہنچایا جا سکتا ہے۔“.....عمران نے کہا۔

”لیکن جس فلم پر یہ فارمولہ ہے اس کی کاپی نہیں کی جا سکتی۔ پھر۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے کہا۔

”ڈاکٹر سمیل نے اس کا حل بھی نکال لیا ہے۔ بے فکر ہیں۔ اب ڈاکٹر سمیل جسے سائنس دان کو تو نہیں روکا جا سکتا۔“.....عمران نے کہا تو ڈاکٹر رینڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا آپ واقعی کا پر ریز کے فارموں کے پہلے حصے کی کاپی ہمیں دے سکتے ہیں۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے امید بھرے لجھے میں کہا۔
”ہاں۔ کیوں نہیں۔ آپ دوسرے حصے کی کاپی ہمیں دے دیں تاکہ ہمیں پاکیشاں سے نہ مانگنا پڑے اور پہلے حصے کی کاپی ہم سے لے لیں۔“.....عمران نے کہا۔

”لیکن ہمارے والے حصے کی تو کاپی نہیں ہو سکتی۔“.....ڈاکٹر رینڈ نے قدرے مایوسی سے کہا۔

”یہ کام میں کر لوں گا۔ میں ڈاکٹر سمیل کی مشین لے آؤں گا اور آپ کو دے دوں گا۔ آپ اس کی مدد سے چاہے ایک ہزار کا پیاں تھوں میں کر لیں۔ بس ایک کاپی ہمیں دے دیں اور ہم سے پہلے حصے کی کاپی لے لیں لیکن خیال رکھیں کہ آپ کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔“.....عمران نے کہا۔

پڑی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... جولیا نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔ وہ غصہ وغیرہ سب کچھ بھول گئی تھی۔

”اب تمہارے اندر تصور کا مزاج سراہیت کرتا جا رہا ہے۔ بتاؤ اب میں سوائے قسمت کو کونے کے اور کیا کر سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو نانس۔ کیوں کہہ رہے ہو“..... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”تصویر بھی اسی انداز میں سوچتا ہے کہ مارو، قتل کرو، اڑا دو اور تم بھی اب ایسا ہی سوچنے لگی ہو۔ اگر میں نے تھوڑی سی خوشامد کر کے سب کچھ اگلوالیا ہے جو میں چاہتا تھا تو تمہیں برا لگا ہے جبکہ اس صورت میں ہمیں کمرے سے ہی نہ نکلنے دیا جاتا۔ دروازے پر کیمرے لگے ہوئے ہیں تو اندر بھی یقیناً ہوں گے اور ہماری بات چیت بھی ٹیپ ہو رہی ہوگی۔ اس کے علاوہ کافرنس میں شرکت کے لئے آنے والے سائنس دان کی بلاکت پر یہاں بھونچال آ جاتا اور ہمارا ہانگری سے نکلا ہی متسلسل بن جاتا جبکہ اب ہم اطمینان سے واپس جا رہے ہیں اور کام بھی ہو گیا ہے۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر شرمندگی کے نثارات ابھر آئے۔

”آئی ایم سوری عمران۔ تم واقعی بہت دور کی سوچتے ہو۔“ جولیا

اور فارمولوں کا تبادلہ بھی وہیں کریں گے۔ اوکے۔ اب اجازت دیں“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر رینڈ بھی اٹھ کھڑا ہوا جبکہ جولیا پبلے ہی اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مزگئی تاکہ ڈاکٹر رینڈ سے مصافیہ نہ کر سکے۔ ویسے عمران اور ڈاکٹر رینڈ کی تمام ٹکنگوں کے دوران وہ یکسر خاموش رہی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر قدرے ناگواری کے نثارات موجود تھے۔ شاید اسے عمران کا یہ خوشامد اسہ رویہ بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ چند لمحوں بعد عمران، ڈاکٹر رینڈ سے مصافی کر کے بیرونی راہداری کی طرف مزگیا تو جولیا اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ گئی۔

”کیا فائدہ ہوا تمہاری خوشامد کا نانس۔ تم پاکیشی سیکریٹ سروس کو لیڈر کر رہے ہو اور تمہاری حالت یہ ہے کہ تم ایک عام سے سائنس دان کی خوشامدیں کرتے پھر رہے ہو۔“..... جولیا نے کات کھانے والے لبھے میں کہا۔ گواں کی آواز دھیکی تھی لیکن اس میں غصے اور غراہت کا عنصر نمایاں تھا۔

”تو تمہارے خیال میں کیا کرنا درست تھا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کی گردن پر خیز رکھ کر سب کچھ اگلوالیہا تھا۔“..... جولیا نے پارکنگ میں پہنچ کر کار میں بیٹھنے ہوئے کہا۔

”اب میری قسمت ہی خراب ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“..... عمران نے یکخت انتہائی لبھے ہوئے لبھے میں کہا تو جولیا بے اختیار اچھل

مسئلہ حل ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

”ارے ہاں۔ ڈاکٹر سمیٹل کون ہے جس کے بارے میں تم اس طرح بڑھ چڑھ کر بول رہے تھے۔ میں نے تو تمہارے منہ سے یہ نام ہی پہلی بار سنایا ہے۔..... جولیا نے چونک کر ایسے انداز میں کہا جیسے اسے اچاک یہ بات یاد آگئی ہو۔

”اس نام کی وجہ سے تو اس ڈاکٹر رینڈنے سب کچھ بتا دیا ہے جو میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا۔ میں نے یہ نام اس انداز میں لیا کہ اسے قبول کرنا پڑا کہ وہ اسے جانتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہم پر شک نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کے دل میں چور بیٹھے چکا تھا کہ وہ اتنے بڑے سائنس دان کو نہیں جانتا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار بھی پڑی۔

”ویسے جس یقین کے ساتھ تم نے یہ نام لیا ہے میں خود بھی سوچ رہی تھی کہ اتنے بڑے سائنس دان کا نام میں نے پہلے تو بھی نہیں سن۔ میرے دل میں بھی اس سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔..... جولیا نے پہنچتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہی وہ خبر تھا جو میں نے اس کی گردن پر رکھا اور اس نے سب کچھ قبول کر لیا اور اس کے باوجود وہ بھی صحیح سلامت رہا اور ہم بھی صحیح سلامت والپس جا رہے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلکا دیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

نے معدتر کرتے ہوئے کہا۔

”بس یہی دور کی سوچ نے تو کام خراب کر رکھا ہے۔ اگر نزدیک کی سوچتا تو اب تک صدر خطبہ نکاح یاد کر چکا ہوتا اور ہمارے ساتھ کار میں دو چار چیاؤں چیاؤں بھی موجود ہوتے۔“ عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔

”تم نائمس اب بے شرم بھی ہوتے جا رہے ہو۔..... جولیا نے مسکراہٹ روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور عمران اس کی حالت دیکھ کر بے اختیار بھی پڑا۔

”مگر باؤ نہیں۔ ابھی مسئلہ میری سوچ کی طرح دور کا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ فارمولہ تو بقول ڈاکٹر رینڈنے کے لیبارٹری میں موجود نہیں ہے۔..... جولیا نے بات بدلتے کی غرض سے کہا۔

”ہمیں اس کی تصدیق کرنا پڑے گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی فارمولہ محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ ہو کہ جو ملے اس سے یہی کہا جائے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیسے تصدیق کر دے گے۔..... جولیا نے چونک کر کہا۔“ ”تمہارے چیف کے نمائندے نے اس ڈاکٹر رینڈنے کے بارے میں اطلاع دی ہے تو کسی دوسرے ڈاکٹر کے بارے میں معلوم کر لے گا۔ پھر اس کی بھی تھوڑی سی خوشامد کریں گے اور

مرجینا اور اس کے ساتھیوں کی ہے۔ ہم نے ان کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا۔ ان سب کا پیش میک اپ واشر سے میک اپ چیک کیا لیکن وہ میک اپ میں نہیں تھے۔ پھر میں نے اس عورت کو ہوش دلایا اور اس سے بات چیت کی۔ وہ مرجینا نہیں تھی کیونکہ مرجینا کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ چنانچہ میں نے انہیں بلاک نہیں کیا کیونکہ وہ بطور سیاح یہاں رجسٹر تھے اور ان کی ہلاکت بہت بڑا مسئلہ بن جاتی۔ آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سکرٹ سروس کا کچھ پتہ چلا ہے یا نہیں؟“ چیف نے پوچھا۔

”نہیں چیف۔ وہ یہاں نہیں آئے ورنہ اب تک ہماری نظروں میں آچکے ہوتے۔ گارگو چھوٹا سا شہر ہے یہاں وہ چھپ نہیں سکتے۔“ آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ اب پاکیشیائی فارمولہ ریڈ یہاں تری میں موجود نہیں ہے۔“ چیف نے کہا تو آشن بے اختیار اچھل پڑا۔

”موجود نہیں ہے۔ کیا مطلب ہوا چیف اس بات کا۔ کیا اسے ازاں لایا گیا ہے؟“ آشن نے انتہائی جیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے سیکرٹری سائنس نے فون کر کے بتایا ہے کہ فارمولے کو چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ اس کا پہلا حصہ اس فارمولے کے ساتھ نہیں ہے اور اس کے بغیر اس دوسرے حصے سے کوئی فائدہ نہیں

آشن اپنے آفس میں موجود ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی محنتی نام تھی تو آشن نے ہاتھ بڑھ کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ آشن بول رہا ہوں۔“ آشن نے کہا۔

”چیف سے بات کریں باس۔“ دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری شیلہ کی آواز سنائی دی تو آشن بے اختیار چوک پڑا۔ ”بیلو چیف۔ میں آشن بول رہا ہوں۔“ آشن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا ہو رہا ہے گارگو میں۔ تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔“ دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ میرے سیکشن کے آدمی گارگو میں مشکوک افراد کو جلاش کر رہے ہیں۔ ایک پارٹی پر ٹک پڑا کہ وہ پارٹی بلیو ایجنٹسی کی

نے کہا۔

”چیف۔ وہ لیبارٹری پر حملہ کریں گے تو انہیں معلوم ہو گا ورنہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے اور اگر ایسا ہے بھی سہی تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً پیش سنور پر حملہ کریں گے۔“ آشن نے کہا۔

”پیش سنور کے بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہے۔“ چیف نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے صرف اس کا نام سننا ہوا ہے۔“ آشن نے جواب دیا۔

”تو اس سے ہی سمجھ جاؤ کہ اس کی خلافت کیسے کی جاتی ہو گی۔ بے فکر ہو۔ پورے پاکیشیا کی فوج بھی چڑھ آئے تب بھی وہ پیش سنور میں داخل نہیں ہو سکتی۔“ چیف نے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ ہم یہاں سے واپس چلے جاتے ہیں۔“ آشن نے کہا۔

”تکمیل بہتر رہے گا اور بہت سے کام پینڈنگ پڑے ہیں۔“ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آشن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چھرے پر باریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”اتی بھاگ دوز بھی کی اور کوئی فائدہ بھی نہیں ہوا۔ کاش مر جینا یا عمران یا وہ دونوں ہی لکھا جاتے تو ان کا تو خاتمه ہو جاتا۔ کوئی کام تو ہوتا۔“ آشن نے انگڑائی لیتے ہوئے بڑیدا کر کہا لیکن

انھایا جا سکتا اور پہلے حصے والے بھی دوسرے حصے کے بغیر اس سے کوئی فائدہ نہیں انھا سختے اس لئے لازماً پاکیشیا والے اس حصے کو واپس حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ چونکہ فوری طور پر اب کسی کام کا نہیں ہے اس لئے اسے پیش سنور میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اب وہ لیبارٹری میں نہیں ہے۔“ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا پہلا حصہ کہاں ہو گا۔ کیا اسی لیبارٹری میں ہو گا جہاں سے یہ فارمولہ حاصل کیا گیا ہے۔“ آشن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ فارمولہ بھی ہماری طرح کسی پیش سنور میں رکھا گیا ہو گا۔ میں نے پاکیشیا میں اپنے افراد سے کہہ دیا ہے کہ وہ اسے ٹریس کریں۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی میں تمہیں بتا دوں گا تاکہ تم پاکیشیا جا کر فارمولے کے اس حصے کو بھی لے آؤ۔“ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ لیکن اب یہاں کا کیا کیا جائے۔ کیا ہم یہاں رہیں یا یہ جگہ چھوڑ دیں۔“ آشن نے قدرے الجھے ہوئے لجھ میں کہا۔

”اب تمہارا یہاں رہنا فضول ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو بھی یقیناً یہ اطلاع مل جائے گی کہ اب لیبارٹری میں فارمولہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی لیبارٹری ناقابل تغیر ہے اس لئے تم یہاں سوانعے اپنا وقت ضائع کرنے کے اور کیا کر سکتے ہو۔“ چیف

ہے جبکہ پہلے اس کی آواز بھی بدی ہوئی تھی۔

”تم۔ تم مر جینا ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ میں تمہیں اس وقت کیوں نہیں پہچان سکا۔“..... آشن نے رُک کر کہا۔

”اس لئے کہ میں نے اپنے آپ کو تمہارے سامنے عام عورت ثابت کرنے لئے رونا شروع کر دیا تھا اور تم ڈاچ کھا گئے۔ جہاں تک میک اپ کا تعلق ہے تو میک اپ کافیں اب اس قدر جدید ہو چکا ہے کہ یہ تمہارے عام سے میک اپ واشر چیک کر ہی نہیں سکتے۔ تمہیں دیے بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے میک اپ کے فن میں خصوصی کورس کئے ہوئے ہیں۔“..... مر جینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں واقعی تمہاری اداکاری سے ڈاچ کھا گیا تھا لیکن اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔“..... آشن نے کہا۔ البتہ اس دوران اس کی پشت پر موجود ہاتھوں کی انگلیاں رسی کی گانجھ تلاش کرنے میں مصروف تھیں کیونکہ اسے مر جینا کی نظرت کا علم تھا۔ وہ کسی بھی وقت بغیر اشتغال میں آئے اس پر گولی چلا سکتی تھی۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم بھی ریڈ لیبارٹی میں داخل نہیں ہو سکتے اس لئے لیبارٹی کے بارے میں تم سے کچھ پوچھنا یا تمہیں اس کے لئے استعمال کرنا غضول ہے لیکن تم نے فان لینڈ کے تین پر ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ جیز اور اس کے ساتھیوں کو اور وہ بھی بے ہوشی کے دوران۔ ان کا انتقام تو بہر حال تم سے ہم نے لینا ہی

ای لمحے اس کی ناک سے ناماؤں سی بوکرائی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ حملہ ہو گیا۔ بے ہوش کر دینے والی گیس فائر ہو رہی ہے۔“..... اس نے بڑبراتے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹوکی طرح گھومنے لگ گیا۔ اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول میں لانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن تیزی سے گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح سیاہ بادلوں میں بکلی چکتی ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن پر روشنی کی لمبیں وقفے وقفے سے غمودار ہونا شروع ہو گئیں اور پھر آہستہ آہستہ تاریک ذہن روشن ہوتا چلا گیا۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی آشن نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگ گئے۔ اس کا جسم صرف کسرا کر رہا گیا تھا۔ وہ کری سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے سامنے دیکھا تو اسے ایک اور طاقتور الیکٹریک شاک لگا کیونکہ سامنے کری پر وہی عورت بیٹھی ہوئی تھی جس پر اس کے استنڈ انھوں نے مر جینا ہونے کا شک کیا تھا اور جسے چیک کرنے کے بعد اس نے زندہ چھوڑ دیا تھا۔

”تمہیں ہوش آ گیا آشن،“..... سامنے بیٹھی ہوئی عورت نے کہا تو آشن ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ اب وہ آواز سے ہو پہچان گیا تھا کہ سامنے بیٹھی ہوئی عورت فان لینڈ کی ایجنت مر جین

”اس لئے کہ اب فارمولہ بیماری میں نہیں رہا۔ اب اس کی حفاظت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل زیادہ سے زیادہ وقت لینے چاہتا تھا تاکہ رسیوں سے نجات حاصل کر سکے۔ گواہی تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ آخر کار وہ کامیاب ہو جائے گا اور ایک بار اسے رسیوں سے آزادی مل جائے تو وہ آسانی سے مر جینا اور اس کے ساتھیوں سے نہ سکتا تھا۔

”اب تم مجھے ڈاچ دینا چاہتے ہو۔ کیا تم مجھے حق سمجھ رہے ہو۔ بولاو۔“..... مر جینا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہیں ڈاچ دوں۔“..... آشن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود میں نے تمہیں ڈاچ دے دیا تھا۔ کیوں۔“..... مر جینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اعتراف ہے کہ تمہاری اداکاری اس قدر زبردست تھی کہ میں ڈاچ کھا گیا تھا لیکن میں تمہیں ڈاچ نہیں دے رہا بلکہ تمہیں حق بتا رہا ہوں۔“..... آشن نے کہا۔

”سوری آشن۔ میں پچھی نہیں ہوں کہ تمہاری باتوں سے بہل جاؤں گی۔“..... مر جینا نے کہا۔

”اگر میں تمہیں اس کا ثبوت دے دوں تو۔“..... آشن نے کہا۔

”.....“..... مر جینا نے اس بار قدرے خنک لہجے میں کہا۔

”میں نے انہیں ہلاک نہیں کیا بلکہ میں نے تو ان کی موت کا انتقام لیتے ہوئے وہاں موجود گارڈ کو ہلاک کر دیا جس نے جیز اور اس کے ساتھیوں پر اچاک فائر کھول کر انہیں ہلاک کر دیا تھا۔“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم حلف دیتے ہو کہ تم نے انہیں ہلاک نہیں کیا۔“..... مر جینا نے کہا۔

”ہاں۔ میں حلف دیتا ہوں اس لئے نہیں کہ میں موت کے خوف سے ایسا کر رہا ہوں بلکہ ہمارے پیشے میں موت ہر وقت ساتھ رہتی ہے اس لئے حلف دے رہا ہوں کہ میں حق بول رہا ہوں۔“..... آشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتبار ہے لیکن اب تم بتاؤ کہ تم ہمارے راستے سے کیسے ہٹ سکتے ہو۔“..... مر جینا نے کہا تو آشن نے اختیار نہیں پڑا۔

”تم نہیں رہے ہو۔ میرا مذاق اڑا رہے ہو۔“..... مر جینا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں اس لئے نہیں رہا ہوں کہ اگر تم ایک گھنٹہ بعد آتی تو ہم سب نہ صرف یہ کوٹھی بلکہ گارگو بھی چھوڑ چکے ہوتے۔“..... آشن نے جواب دیا تو مر جینا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیوں وجہ۔“..... مر جینا نے کہا۔

صرف اس کا اوپری جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے مر جینا کے چہرے کے تاثرات بدلتے دیکھے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ناگ کی ضرب مر جینا کے ہاتھ پر لگی اور اس کے ساتھ ہی مشین پسل نکل کر دور جا گرا جبکہ اچانک زور دار انداز میں اچھلنے کی وجہ سے آشن کری سمیت سائیڈ پر جا گرا۔ مر جینا نے مشین پسل ہاتھ سے نکتے ہی اچھل کر آشن پر حملہ کر دیا لیکن آشن کے اچانک کری سمیت فرش پر گرنے کی وجہ سے وہ خود و سنجال نہ سکی اور منہ کے بل فرش پر گرتی چلی گئی۔ وہ اس خلا میں گری تھی جو آشن کے کری سمیت یونچے گرنے سے بن گیا تھا اور پھر مر جینا نے الٹی قلا بازی کھائی اور تیزی سے اٹھی جبکہ اسی لمحے آشن بھی اپنے آپ کو رسیوں سے آزاد کر بجلی کی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ مشین پسل اچھل کر دور کمرے کے کونے میں جا گرا تھا اس لئے وہ ان دونوں کی پہنچ سے باہر تھا۔

”اب تمہاری موت یقینی ہو گئی ہے مر جینا۔ بچا سکتی ہو تو اپنے آپ کو بچا لو“..... آشن نے دانتہ چھینتے ہوئے کہا تاکہ مر جینا لا شوری طور پر موت سے خوفزدہ ہو کر اس پر حملہ کر دے اور وہ آسانی سے اس کی گردن توڑ کر اس کا خاتمہ کر دے اور پھر ویسا ہی ہوا۔ جیسے ہی آشن کا فقرہ مکمل ہوا سامنے موجود مر جینا نے اچھل کر اس پر چھلانگ لگا دی لیکن وہ آشن کے تصور سے بھی زیادہ

”ثبوت۔ وہ کیسے“..... مر جینا نے چونک کر کہا۔

”میز پر جو فون موجود ہے اس میں گفتگوں نیپ ہوتی رہتی ہے۔ تم اسے بیک کر کے ساری گفتگوں سکتی ہو جو تمہارے آنے سے پہلے میرے اور چیف کے درمیان ہوتی رہی ہے۔ تمہیں بہوت مل جائے گا“..... آشن نے کہا تو مر جینا نے ہاتھ بڑھا کر فون سیٹ کو اپنے قریب کیا اور پھر اسے بغور چیک کر کے اس نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد آشن اور اس کے چیف کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور مر جینا خاموش بیٹھی تھی رہی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جب گفتگو فتح ہو گئی تو اس نے فون آف کر دیا۔

”اب بہوت مل گیا تمہیں“..... آشن نے کہا۔

”ہا۔ اب مجھے تمہاری بات پر یقین آ گیا ہے اور تمہارا چیف بہر حال تمہارے ساتھ غلط بیانی نہیں کر سکتا لیکن اب تمہارا خاتمہ ضروری ہے ورنہ تم خواہ مخواہ ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے رہو گے“..... مر جینا نے کری سے اشختے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر پسل پکڑا ہوا تھا۔

”مجھے مار کر تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔ خواہ مخواہ کی قتل و غارت سے ایجنت کو بچتا چاہئے۔ اس لئے تو میں تمہیں زندہ چھوڑ آیا تھا۔“..... آشن نے آخری گانٹھ کو کھولتے ہوئے کہا۔ اب صرف رسیاں تمہیں جو اس نے علیحدہ کرنا تھیں۔ اس کی ناگزیں تو پہلے ہی آزاد تھیں۔

ہوشیار اور چالاک تھی۔ اس نے آشن کے بازو کے دائرے کے قریب سے یکخت اپنی سمت بدلتی اور اس کی گردان پکڑنے کے لئے جیسے ہی آشن کا بازو آگے بڑھا مرجینا کے گھوٹتے ہوئے جسم کی وجہ سے اس کی دونوں جڑی ہوئی لاتیں پوری قوت سے آشن کے پیٹ پر پڑیں اور آشن چینتا ہوا تین چار قدم پیچے ہٹا چلا گیا لیکن جیسے ہی آشن کے قدم رکے اس نے یکخت اس طرح بھپ لیا جیسے بند پر گنگ اچانک کھلتا ہے اور گھوم کر نیچے گرتی ہوئی مرجینا کی پشت پر اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے پڑے اور مرجینا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ آشن، مرجینا کو ضرب لگا کر ابھی پوری طرح سنبھلا بھی نہ تھا کہ مرجینا نے بالکل کی سی تیزی سے اٹھی قلا بازی کھائی اور اس کے دونوں پیر ایک بار پھر پوری قوت سے آشن کے چہرے پر پڑے اور اس سے آشن کے قدم اکھڑ گئے اور وہ چینتا ہوا عقبی دیوار سے جا نکرایا اور پھر پہلو کے بل نیچے جا گرا جبکہ مرجینا اچھل کر سیدھی کھڑی ہوئی اور پھر اس سے پہلے کہ آشن سنبھلتا کسی وحشی کی طرح چھینتی ہوئی مرجینا نے اچھل کر منہ کے بل گر کر اوپر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے آشن کی پشت پر بالکل اسی طرح اچھل کر دونوں پیر جوڑ کر ضرب لگائی جیسے اس سے پہلے آشن نے ضرب لگائی تھی لیکن دونوں ضربات کا نتیجہ مختلف نکلا۔ مرجینا نے ضرب کھانے کے باوجود اٹھی قلا بازی کھا کر آشن پر بھر پور حملہ کر دیا تھا لیکن مرجینا کی ضرب

کے نتیجے میں اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آشن واپس گرا اور اس کی کمر کی ہڈی چینخے کی آواز واضح طور پر سنائی دی۔ آشن کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم سے ساری توانائی اس چینخے کی آواز کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہو۔ اس کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ وہ اب ہٹ ہو چکا ہے۔ اس نے پوری طاقت لگا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف اپنا سراخہ سکا۔ اس کا جسم بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

”دیکھا تم نے آشن کے مارشل آرٹ میں تم مجھے تک نہیں پہنچ سکتے۔ تم نے اپنی طرف سے میری کمر توڑنے کے لئے بڑی بھرپور ضرب لگائی تھی لیکن تم نے یہ خیال نہیں رکھا کہ میرا جسم ابھی زمین سے کافی اونچا تھا اس لئے تمہاری ضرب کا زور سہہ گئی اور میں اس دھچکے کی وجہ سے صرف زمین سے جا نکل رکھا۔“ اس کے لئے ویسی ہی ضرب لگائی تو تمہارا جسم زمین سے جزا ہوا تھا اس لئے تمہاری کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور تم بے حس و حرکت ہو گئے۔“ مرجینا نے جھک کر اسے پلٹ کر سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارا داؤ چل گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مجھ سے برتر ہو۔ تم زیادہ سے زیادہ کیا کرو گی۔ مجھے گولی مار دو گی۔ مار دو۔ لیکن میں مر کر بھی تمہارا چیچھا نہیں چھوڑوں گا۔“ آشن نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں واقعی دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ مرجینا نے لازماً اسے گولی مار دینی تھی

وقتی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم اس کا نہ ہو۔ اس لمحے اسے باہر سے گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ آنے والا اس کرے کی طرف ہی دوڑا آ رہا تھا۔ آشن کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اس نے سر کو موڑ رکھا تھا اور پھر ایک نوجوان جس کے ہاتھ میں مشین پھل تھا اندر داخل ہوا۔

”سوری آشن“..... میدم تمہیں معاف کر سکتی ہے لیکن میں تمہیں کیونکہ جیمز کے ساتھیوں میں میرا ایک بھائی بھی تھا جسے تم نے ہلاک کر دیا تھا۔ میں نے تمہاری فون سیکرٹری اور تمہاری گرل فرینڈ شیلا اور بے ہوش پڑے تمہارے سب ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے اور اب تمہاری باری ہے“..... اس نوجوان نے چیخنے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آشن کچھ کہتا فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی آشن کے جسم کو جھکنے لگے اور اس کے ساتھ ہی اس کا سانس کسی پھر کی طرح اس کے حلقوں میں جم گیا اور اس کا ذہن تیزی سے گہری تاریکی میں دھستا چلا گیا۔ ظاہر ہے وہ ہٹ ہو چکا تھا۔

لیکن وہ اس کے عورت ہونے کی وجہ سے اسے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا لیکن جواب میں مر جینا بے اختیار قبضہ لگا کر بنس پڑی۔

”تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو۔ مجھے، مر جینا کو جس سے پوری دنیا کے پر اجنبیت خوف کھاتے ہیں لیکن میں تمہیں ماروں گی نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اب تم باقی عمر سک سک کر گزارو گے اس لئے تمہیں گولی مار دینا تو تم پر رحم کھانے کے مترادف ہے اور میں یہ رحم نہیں کھاؤں گی۔ گذ بائی“..... مر جینا نے کہا اور تیزی سے اس کو نے کی طرف بڑھی جہاں اس کا مشین پھل پڑا ہوا تھا۔

”میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے“..... آشن نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

”وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو تمہیں چیک کر لیں گے“..... مر جینا نے کہا اور تیزی سے چلتی ہوئی کرے سے باہر نکل گئی۔ آشن نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔ اسے معلوم تھا کہ کیس سے بے ہوش افراد کو کئی گھننوں کے بعد ہوش آنا ہے۔ البتہ انہیں دوسری صورت میں بھی ہوش میں لا جایا جاسکتا ہے لیکن اس کا جسم بے حس و حرکت ہو رہا تھا اور وہ معمولی سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اپنے ساتھیوں تک کیسے پہنچ سکتا تھا۔

”مجھے کوشش کرنی چاہئے“..... آشن نے دل ہی دل میں کہا اور پھر اس نے پوری قوت سے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن وہ

کے لئے کمپیوٹر کنٹرول خود کار نظام تھا۔ کسی انسان کو سور شور کے اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ صرف چھ ماہ بعد سور شور کو کھوں کر اندر جراشیم کش ادویات کا پرے کیا جاتا تھا تاکہ دستاویزات کو کیڑے نہ کھا جائیں اور یہ پرے تقریباً چار روز جاری رہتا تھا اور ان چار دنوں میں نہ صرف کسی کا عمارت میں آنا بند تھا بلکہ اندر سے باہر بھی کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ کسی ایر جنسی کی صورت میں بھی بے پناہ تفصیلی چینگ کے بعد کسی کو باہر بھیجا جاتا تھا۔ مختلف وزارتوں کے عہدے دار اپنے کاغذات لینے یا رکھوانے کے لئے یہاں آتے رہتے تھے لیکن ان کی بھی جسمانی چینگ کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر چینگ کی جاتی تھی اور ان کو بھی ایک خاص حد تک جانے کی اجازت تھی۔ اس سے آگے وہ بھی نہ جاسکتے تھے۔

دوسرے لفظوں میں اس پیش شور کو ہر لحاظ سے ناقابل تغیر بنا دیا گیا تھا اور اسے وجود میں آئے میں سال گزر چکے تھے اور ان بیس سالوں میں کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا جس سے اس کی شہرت پر کوئی حرف آتا۔ پیش شور کی یکورٹی کا انچارج کرنل مائیک تھا جو فوج کی طرف سے یہاں بھجوایا گیا تھا۔ اس کا آفس ایک سائیڈ پر بنا ہوا تھا۔ اس کے آفس کے ساتھ باقاعدہ اس کا عملہ موجود تھا وہ یہ روٹی کا انچارج تھا۔ گیٹ سے باہر موجود چیک پوسٹ بھی اس کے تحت تھی۔ کرنل مائیک گزشتہ چار سالوں سے یہاں کام کر رہا تھا اور ان چار سالوں میں شاید ایک دن بھی

کا سڑیا کے دار الحکومت دانا میں مرکزی سیکریٹیٹ سے ہٹ کر ایک طرف وزارت سائنس کے دفاتر تھے۔ ان دفاتر کے قریب ہی ایک علیحدہ قلعہ نما عمارت تھی جس پر اوپری فصیل نما چار دیواری تھی اور اس چار دیواری پر خاردار نار موجود تھی جس میں انتہائی تیز الیکٹریک رنٹ چوپیں گھنٹے دوڑتا رہتا تھا۔ عمارت کا فولادی گیٹ بند رہتا تھا۔ باہر ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ اس عمارت میں وزارت سائنس کا پیش شور تھا جس میں صرف سائنسی فارمولے ہی نہیں بلکہ وزارت سائنس کی تمام انتہائی اہم اور خفیہ دستاویزات رکھی جاتی تھیں۔ اس پیش شور کا تعلق البتہ وزارت سائنس سے تھا اور اس کے لئے علیحدہ یکورٹی اور عملہ تھا۔ اندر تمام نظام کمپیوٹر اسے تھا۔ پیش شور زیر زمین بنایا گیا تھا اور یہ بے حد وسیع و عریض تھا۔ اندر کاغذات بھیجنے اور اندر سے مخصوص کاغذات یا فائلیں باہر لانے

مودباد لجھے میں کہا۔

”اوکے۔ خیال رکھنا یہ فارمولہ ہمارے لئے بے حد اہم ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرٹل مائیک نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر میز کے کنارے موجود ایک بین پر لیں کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

”تیس بس۔“..... آنے والے نے سلام کرنے کے بعد انتہائی مودباد لجھے میں کہا۔

”بیٹھو راجر۔“..... کرٹل مائیک نے کہا تو وہ نوجوان میز کی سائینڈ پر موجود کری پر بیٹھ گیا۔ راجر اس کا نائب تھا۔ اس کا آفس کرٹل مائیک کے آفس سے ملحق تھا اس لئے فون کر کے اسے کال کرنے کی بجائے کرٹل مائیک گھنٹی کا بین پر لیں کر دیتا تھا اور راجر آفس میں پہنچ جاتا تھا۔

”سیکرٹری سائنس کا ابھی فون آیا ہے کہ فان لینڈ اور پاکیشیا کے پر ایجنٹس کسی بھی وقت چیل شور پر حملہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہاں وزارت سائنس نے ایک فارمولہ رکھا ہوا ہے جسے وہ ایجنت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لئے تم پورے چیل شور میں ریڈ الرٹ کر دو۔ ہر آدمی کو ہر لحاظ سے الرٹ رہنا ہو گا اور کسی اجنبی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو بغیر میری اجازت کے نہ آنے دیا جائے اور نہ ہی باہر جانے دیا جائے۔ خاص طور پر گیٹ پر موجود چیک پوسٹ

ایسا نہیں گزرا تھا جب اس نے سیکورٹی کی باقاعدہ چیکنگ نہ کی ہو۔ اس وقت بھی وہ چیکنگ راؤنڈ لگا کر اب اپنے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ سائینڈ پر موجود فون کی گھنٹی نج اُھی تو کرٹل مائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“..... کرٹل مائیک نے اپنی بھاری آواز میں کہا۔

”سیکرٹری سائنس سے بات کیجھے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں سر۔ میں سیکورٹی انچارج کرٹل مائیک بول رہا ہوں۔“..... کرٹل مائیک نے کہا۔

”کرٹل مائیک۔ وزارت سائنس نے ایک فارمولہ چیل شور میں رکھا ہوا ہے۔ اس کا کپیوٹر نمبر ایک سو ایک ہے اور فوٹر ہے پی ایف۔ اس فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور فان لینڈ کی ایجنت مر جینا اپنے ساتھیوں سمیت کام کر رہی ہے اور ہمیں جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق مر جینا کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ یہ فارمولہ وزارت سائنس کے چیل شور میں ہے اس لئے وہ کسی بھی وقت اس فارمولے کے حصول کے لئے یہاں حملہ کر سکتی ہے۔ تم نے بے حد ہوشیار رہنا ہے۔“..... سیکرٹری سائنس نے بارعہ لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ ہم دیسے ہی ہوشیار رہتے ہیں۔ اب آپ کے حکم کے بعد مزید ہوشیار رہیں گے۔“..... کرٹل مائیک نے قدرے

”یہ سرکاری ایجنسی ہے۔ اس کے چیف کا ایک ماہ پہلے فون آیا تھا۔ وہ سیکورٹی کے ایک آدمی کو چیک کرنا چاہئے تھے کیونکہ انہیں اس آدمی کے بارے میں رپورٹ مل تھی کہ اس کا تعلق غیر ملکیوں سے ہے اور پھر ہم نے چینگ کی تو واقعی وہ آدمی درست نہیں تھا۔ اس نے اسے قانون کے حوالے کر دیا گیا۔ تم نے ان کا فون نمبر محفوظ نہیں کیا تھا۔“..... کرنل مائیک نے نیز لمحے میں کہا۔

”میں چیک کرتی ہوں۔ لازماً کمپیوٹر میں ان کا نمبر موجود ہو گا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بیلو سر۔ نمبر مل گیا ہے سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”ٹھیک ہے۔ بات کرو۔“..... کرنل مائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرنل مائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”چیف آف لوزات سے بات کریں جتاب۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بیلو۔ کرنل مائیک بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر پیش شور۔“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”لیں۔ کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سیکورٹی سائنس صاحب نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ

”پر میرا یہ پیغام پہنچا دو۔“..... کرنل مائیک نے کہا۔ ”لیں سر۔“..... راجرنے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھے اجازت ہے۔“..... راجرنے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ اور جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرو۔“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”لیں سر۔“..... راجرنے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ ایجنت یہاں سے فارمولہ کیے حاصل کریں گے۔ وہ تو اندر ہی داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر سیکورٹی سائنس صاحب کیوں اس قدر پریشان ہیں کہ مجھے فون کر دیا گیا۔ ایسے ایجنٹوں سے نہیں کے لئے کاشروا میں بھی تو ایجنسیاں ہیں۔ انہیں بھی اطلاع ہونی چاہئے۔“..... کرنل مائیک نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر ایک فیصلہ کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دونمبر پریس کر دیے۔

”لیں باں۔“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکورٹی کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”لوزات ایجنسی کے چیف سے میری بات کرو۔“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”لوزات ایجنسی۔ وہ کون ہی ایجنسی ہے سر۔“..... دوسری طرف سے جیرت بھرے لمحے میں کہا گیا۔

کرنل مائیک نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”ہونہہ۔ میں الاقوامی معروف ایجنت۔ یہاں آئیں تو سکی۔ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا ان کی“..... کرنل مائیک نے بڑھاتے ہوئے کہا اور سائیڈ پر پڑی ہوئی فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لی۔ اسی لمحے یکخت تیز ساریں بجتے کی آواز سنائی دی اور کرنل مائیک یہ آوازن کر اس طرح اچھا کر کری سمیت فرش پر گرنے سے مشکل سے نج سکا۔ وہ بے تحاشا ہیروئنی دروازے کی طرف دوڑا لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹوکی طرح گھونٹنے لگ گیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے“..... اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سراس انداز میں پکڑا جیسے اس کے اندر گھومتے ہوئے دماغ کو روکنا چاہتا ہو لیکن چند لمحوں بعد ہی اس کا شعور گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور وہ خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح زمین پر گر گیا۔

پاکیشا سیکرٹ سروس اور دوسرے ایجنت چیلشن شور پر کسی بھی وقت حملہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے یہاں تو ریڈ الرٹ کر دیا ہے۔ آپ کو فون میں نے اس لئے کیا ہے کہ آپ کی ایجننسی کے ایجنت ان دشمن ایجنٹوں کو نہیں روک سکتے“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”ہماری ایجننسی اسی سلسلے میں کام کر رہی ہے اور ہم انہیں چیلشن شور تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیں گے لیکن آپ کو پھر بھی مقاطع اور الرٹ رہنا ہو گا کیونکہ یہ انتہائی خطرناک ایجنت ہیں۔ یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیلشن شور تو تاپ سیکرٹ ہے۔ پھر اتنے سارے ایجنٹوں کو کیسے اس کا علم ہو گیا“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”ہمارے ایک ایجنت کی گفتگو کی ثیپ ان کے ہاتھ لگ گئی جس سے انہیں معلوم ہوا ہے کہ فارمولہ چیلشن شور میں ہے اس لئے آپ کو ریڈ الرٹ کیا گیا ہے“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جتاب۔ ہماری سیکورٹی اس قدر بھرپور ہے کہ ایک چیز یا بھی اجازت کے بغیر شور کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ اگر آئے تو لازماً مارے جائیں گے“..... کرنل مائیک نے کہا۔

”اگر وہ آپ تک پہنچ گئے تو پھر دیکھیں گے کہ ان میں الاقوامی معروف ایجنٹوں کو آپ کیسے روکتے ہیں“..... دوسری طرف سے قدرے طنزیہ لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو

کہا جیسے اسے عمران پر غصہ آ رہا ہو۔

” یہ آج سے کر رہا ہے۔ شروع سے ہی اس کی یہی عادت ہے کہ ہمیں نظر انداز کر کے خود اپنی کارکردگی شو کرنے کے لئے سب کچھ کرتا رہتا ہے۔ ”..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” جہاں تک میرا خیال ہے مس جولیا۔ عمران صاحب پیش شور کی چیلگ کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہوں گے۔ ”..... صدر نے کہا۔

” تم ہمیشہ اس کی حمایت کرتے رہتے ہو۔ ”..... تنویر نے غصیلے لمحے میں کہا۔

” صدر تو اپنا خیال بتا رہا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران تفریح کرتا پھر رہا ہو گا۔ وہ لازماً مشن کی کامیابی کے لئے بھاگ دوڑ کرتا پھر رہا ہو گا لیکن اسے ہمیں بھی اپنے ساتھ رکھنا چاہئے۔ ”..... جولیا نے تنویر کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

” پیش شور کے بارے میں ایسا کیا معلوم کرنا ہے۔ شور تو شور ہی ہوتا ہے جیسے ہمارے ملک میں شور بنائے جاتے ہیں ایسے ہی یہاں بھی بنائے گئے ہوں گے۔ پھر کیا ہے۔ دو بم مارو اور شور میں داخل ہو جاؤ۔ ”..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” کاشریا والوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ پاکیشی سینکڑ سروں فارمولے کے پیچھے کام کر رہی ہے اس لئے لازماً اس پیش شور کی خصوصی حفاظت کی جارہی ہوگی۔ ”..... صالح نے کہا۔

پاکیشیا سینکڑ سروں کے اراکین اس وقت کا سڑیا کے دار الحکومت وانا کی ایک رہائش کالونی کی کوئی کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ وہ سب کل شام ہانگری سے فلاٹ کے ذریعے وانا پہنچتے۔ عمران نے ہانگری سے ہی فون پر ایک ریل اسٹیٹ ڈبل کے ذریعے کوئی بک کرائی تھی۔ کوئی میں دو کاریں بھی موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی سوائے جولیا کے سب یورپی میک اپ میں تھے۔ عمران صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد ایک کار لے کر بغیر کسی کو کچھ بتائے چلا گیا تھا اور اب لمحہ کا وقت ہو گیا تھا لیکن عمران کی نہ واپسی ہوئی تھی اور نہ ہی اس نے فون کیا تھا۔ جولیا نے اس سے میل فون پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن عمران کا میل فون پاور آف تھا۔

” یہ آخر کیا کرتا پھر رہا ہے۔ ”..... جولیا نے یک لفٹ اس انداز میں

”آج میں تنویر کے فلسفے کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔“ عمران نے کہا تو تنویر نے پونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

”وہ کیسے عمران صاحب؟..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پیش سنور کی حفاظت کا جو انتظام کیا گیا ہے اس کے بعد سوائے اس کے کہ ہم بھی مارتے ہوئے اندر داخل ہوں اور جو نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔“..... عمران نے صالحے چائے کی پیالی لیتے ہوئے کہا۔

”میں تو تمہیں ہر بار ایسا کرنے کا کہتا ہوں لیکن تمہاری سراغ رسانی کی عادت تمہیں خراب کرتی ہے۔“..... تنویر نے بڑے فاخر ان لمحے میں کہا۔

”اور یہی بوجھ اخھائے اخھائے میں یہاں تک آیا ہوں۔ خدا کی پناہ۔ اس قدر بوجھ۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے پوری دنیا کو میں نے سر پر اٹھا رکھا ہو۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار بنس پڑے۔ ”اس میں بوجھ کی کیا بات ہے۔“..... تنویر نے غصیلے لمحے میں کہا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ عمران دراصل اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

”تمارے بھم مار کر گیت تو زنے کے بعد جب ہم اندر جائیں گے تو ہم پر بھی فائزگ کی جائے گی۔ ہمارا استقبال بھی بھوں سے ہو گا اور سب سوائے میرے کیونکہ میں ذرا ذہینت مٹی کا بنا ہوا ہوں۔ شہید ہو جائیں گے اور شہید تو زندہ ہوتے ہیں لیکن ان سب شہیدوں و مجھے ہی اخھا کر پا کیشیا پہنچانا ہو گا۔ اب تم خود سوچو

”اس کے ساتھ ساتھ آئشن اور اس کے ساتھی بھی یہاں ہمارے خلاف کام کر رہے ہوں گے۔ یہ وہی اجنبت ہیں جو پا کیشیا سے فارمولہ لے آئے ہیں اس لئے یہ خاصے تیز اجنبت ہوں گے۔“..... کیپشن تھیل نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے کار ہارن کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔ یہ آواز کوئی کے بیرونی چھانک سے سنائی دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران واپس آ گیا ہے۔ کوئی کا چوکیدار گیٹ کے پاس بنے ہوئے کمرے میں موجود تھا اس لئے ان میں سے کوئی اٹھ کر باہر نہ گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ عاجز و درماندہ عمران آپ سب کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے۔ اگر ایک بڑی پیالی چائے کی مل جائے تو یعنی بلکہ یعنی نوازش ہو گی۔“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے فدویانہ لمحے میں کہا۔

”صالح۔ فلاںک میں چائے موجود ہے۔ اسے ایک پیالی دے دو۔ نجاتے کہاں سے تھکا ماندہ آیا ہو گا۔“..... جو لیا نے بڑے بھروسان لمحے میں کہا تو سوائے تنویر کے باقی سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”پیل نہیں گیا تھا کہ تھک جاتا۔ کار میں تھکاوت کا کیا سوال؟“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کے تین ایجنت جیز، آئزک اور رابرٹ پاکیشیا گئے تھے جن کی لاشیں پہاڑ پور کی کلوز لیبارٹری سے ملی تھیں اور وہاں موجود خفیہ کیروں نے جو فلمیں بنائی تھیں ان کے مطابق انہیں بلاک کرنے والا کامنزیا کا ایجنت آئشن تھا اور آئشن ہی پاکیشیا سے فارمولہ لانے میں کامیاب ہوا تھا۔ جیز اور اس کے ساتھیوں کی موت کے بعد اس فارمولے کے حصول کا مشن مرجننا کے ذمے لگایا گیا۔ آئشن نے گارگو کی ایک رہائشی کالونی میں اپنا سیکشن ہیڈکوارٹر بنایا ہوا تھا۔ مرجننا نے اپنے ساتھیوں سمیت وہاں ریڈ کیا اور آئشن اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه کر کے وہ یہ معلوم کر کے نکل گئی کہ فارمولہ ریڈ لیبارٹری کی بجائے اب وزارت ساننس کے پیشہ شور میں ہے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کو یہ ساری تفصیل کہاں سے ملی ہے؟“..... صدر نے قدرے چیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں نے یہاں کے لئے ایک مپ حاصل کی تھی تاکہ پیشہ شور اور وزارت ساننس کے لئے کوئی ریفرنس مل سکے۔ اس مپ پر کام کرتے ہوئے مجھے بلیو ایجنٹی کے ایک آدمی سے ملوایا گیا۔ اس نے ایک لاکھ ڈالر لے کر مجھے نہ صرف یہ تفصیل بتائی بلکہ وزارت ساننس کے ایک پیشہ آفیسر سے بھی میری ملاقات کرائی۔ اسے بھی ایک لاکھ ڈالر دیئے گئے تو اس نے پیشہ شور کے تمام خفاظتی انتظامات کے بارے میں اور شور کے محل بقوع کے بارے میں

کہ کتنا بوجھ ہو گا مجھ پر۔ ذرا سوچو اور خیال تو کرو“..... عمران نے چائے کی پیکی لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ پلیز چائے پی کر ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ آپ صحیح سے اب تک کیا کرتے رہے ہیں۔ پیشہ شور کے انتظامات اگر واقعی ایسے ہیں جیسے آپ بتا رہے ہیں تو پھر اس کے لئے آپ نے کیا پلانگ کی ہے؟“..... صدر نے بڑے سمجھیدہ لجھے میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تسویر نے اب غصہ کھا جانا ہے اور عمران نے باز نہیں آنا اس لئے ہمیشہ کی طرح اس نے مداخلت کر دی تھی۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ آئشن اور اس کے ساتھی مرجننا اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ وہی آئشن جس نے پاکیشیا سے فارمولہ اڑایا تھا اور ہمارے چار بڑے سانس دافنوں کو بلاک کیا تھا اور جس سے انتقام لینے کی باتیں کی جاتی رہی ہیں۔“..... عمران نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”مرجننا۔ وہ کون ہے؟“..... جو بیانے اس طرح چونکہ کر پوچھا جیسے عمران کے منہ سے یہ نام سن کر اس کے دل میں خدشات جاگ اٹھے ہوں۔

”مرجننا فان لینڈ کی سرکاری ایجنٹی ہے بلیو ایجنٹی کہا جاتا ہے، کی پر ایجنت ہے۔ فارمولے کے حصول کے لئے کامنزیا کے ساتھ ساتھ فان لینڈ کے ایجنت بھی کام کر رہے تھے۔ فان لینڈ

ہمیں پہلے سور کے اندر انتہائی زوداٹ اور انتہائی تیزی سے غائب ہو جانے والی بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنا پڑے گی۔ اس کے بعد ہم بم مار کر گیت کو ازا دیں گے۔ اندر موجود سب افراد چونکہ بے ہوش ہو چکے ہوں گے اس لئے ہم سور میں داخل ہو کر اندر کام کرنے والوں کو بھوں اور گولیوں سے ازا کر اندر سے فارمولہ حاصل کریں گے اور پھر واپس۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اتنے بڑے سور سے فارمولہ کیسے حاصل کریں گے۔..... کیپشن تکلیف نے کہا۔

”اس کا نمبر معلوم کر لیا گیا ہے۔ کپیوٹر سیکشن کے ذریعے یہ فارمولہ بڑی آسانی سے نکالا جا سکتا ہے۔ اب اس کا فیصلہ موقع پر ہو سکے گا کہ ہم سور توڑ کر اندر داخل ہو کر فارمولہ حاصل کر سکیں گے یا کپیوٹر کو آپریٹ کر کے فارمولہ واپس حاصل کرتے ہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ پیش سور پر اس طرح حملہ کے بعد تو پورے ملک میں ریڈ ارٹ ہو جائے گا۔ اسی صورت میں فارمولے کو ملک سے نکالنا اور خود بھی نکلنے کے لئے کیا پالیسی ہو گی۔“..... صالح نے کہا۔

”فارمولہ نکالنے کے لئے یہاں سونیا کے سفارت خانہ کو استعمال کیا جائے گا۔ مرسلاطان کے ذریعے یہ بات طے ہو چکی ہے اور ہمارے پاس تبادل کاغذات موجود ہیں۔ ہم سب میک اپ

تفصیل بتا دی۔ پھر میں نے اس سیکشن آفیسر کے ساتھ جا کر اس پیش سور کو باہر سے چیک کیا اور اس سور کے محل وقوع اور انتظامات دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تنویر کا فلسفہ ہی یہاں کام دے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تھیک ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے تو ایسے ہی کہی۔..... جو لیا نے سب سے پہلے تائید کرتے ہوئے کہا۔

”میں بھی بھی چاہتا تھا۔ اب لطف آئے گا۔“..... تنویر نے چٹکارہ لیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اب صورت حال کی وضاحت کر دوں۔“..... عمران نے یکجنت سمجھیدہ ہوتے ہوئے کہا تو سب ساتھیوں کے چہروں پر بھی سمجھیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران نے پیش سور کی چینگنگ اس کی بلندگ کامل وقوع، اس کے حفاظتی انتظامات اور اندر سور میں جس انداز میں کام ہو رہا ہے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا اور یہ تفصیل سن کر سب کے چہروں پر سمجھیدگی کی تہہ پہلے سے زیادہ گہری ہو گئی۔

”اوہ۔ واقعی یہ تو فول پروف انتظامات ہیں۔“..... صدر نے کہا۔

”ہوتے رہیں۔ بھوں اور گولیوں کے سامنے یہ انتظامات بھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔“..... تنویر نے کہا۔

”میں نے بھی بھی سوچا ہے اور اس کا انتظام بھی کر لیا ہے۔

پر جولیا بیٹھی تھی جبکہ عقی سیٹ پر صدر موجود تھا اور دوسری کار کی ڈرائیورگ سیٹ پر تنویر، سائینڈ سیٹ پر صالح اور عقی سیٹ پر کیپشن ٹکلیں موجود تھا۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کی گنیں صدر اور کیپشن ٹکلیں کے ہاتھوں میں تھیں جبکہ میزائل گنیں عمران اور تنویر کی تحويل میں تھیں اور جولیا اور صالح دونوں کے پاس مشین گنیں موجود تھیں۔

پلانگ اس انداز میں کی گئی تھی کہ پہلے صدر اور کیپشن ٹکلیں عمارت کے اندر گیس فائر کریں گے اور اسی وقت عمران اور تنویر چانک کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔ اس کے بعد سب اندر جائیں گے۔ اس وقت تک زود اثر گیس سے پوری عمارت میں موجود سب افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے اور جولیا اور صالح اگر کوئی بے ہوش نہ ہوا ہو تو اس پر فائر کر دیں گی اور آنے والوں کو روکیں گی جبکہ عمران اور صدر سور سے فارمولا واپس حاصل کریں گے۔ اس کے بعد وہاں سے واپس جاتا ہے۔ اس سارے معاملات میں اگر کوئی رکاوٹ سامنے آئے تو اس رکاوٹ کو ہر صورت میں دور کرنا ہے۔

سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ میزائلوں کے دھماکوں کے بعد تمام کارروائی اختیالی تیز رفتاری سے کی جائے کیونکہ دھماکوں کی آوازیں پورے سکر مریٹ میں سنائی جیں گی اور وہاں موجود مسلح سیکورٹی کے افراد عمارت تک پہنچ کر ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں اور ان کی کارروائی ان کے لئے اختیالی نقصان وہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ سب باقی سب کے ذہن میں گونج رہی تھیں اس

تبديل کر کے نئے کاغذات کی بنا پر یہاں سے اطمینان سے باہر چلے جائیں گے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اوکے۔ چلو انھو۔ جو ہوتا ہے اور جتنی جلد ہو سکتا ہے کر لیا جائے۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

”میری کار میں دو بڑے بیگ موجود ہیں۔ ان میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے والی مخصوص گنیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ میزائل گنیں ہیں۔ ہم نے یہ کارروائی اختیالی تیز رفتاری سے کرنی ہے بغیر کوئی وقت ضائع کے ورنہ انہیں اگر سختلنے کا موقع مل گیا تو ہمیں شدید اور ناقابل طلاقی نقصان بھی ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”جانے سے پہلے سب ماںک میک اپ کر لیں تاکہ بعد میں ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو۔“..... عمران نے ایک اور بات کرتے ہوئے کہا۔

”جب بعد میں ہم نے میک اپ مستقل طور پر تبدیل کرنے ہیں تو پھر ماںک میک اپ کرنے کا کیا فائدہ۔“..... صدر نے کہا۔

”ہمیں ہر ممکنات پر کام کرنا ہے اس لئے جیسا میں کہہ رہا ہوں دیے ہی کرو۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ماںک میک اپ کے کاروں میں بیٹھ گئے۔ پہلی کار کی ڈرائیورگ سیٹ پر عمران تھا۔ سائینڈ سیٹ

باتی ہے اس لئے وہ بے فکر ہو کر اندر داخل ہوئی تھیں۔ اندر لوگ جگہ جگہ نیز ہے میز ہے انداز میں پڑے تھے۔

"تم اس عمارت کو چیک کرو۔ میں سور سے فارسولا حاصل کرتا ہوں۔" عمران نے عقب میں انہیں مخاطب ہو کر کہا کیونکہ عمران بھی ان کے پیچھے ہی اندر داخل ہو گیا تھا اور صدر، کیپشن ٹکلیں اور تنور یہ بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے۔ کیپشن ٹکلیں اور صدر، عمران کے پیچھے اندر کی طرف بڑھ گئے جبکہ تنور، صالح اور جولیا تیزی سے سائینڈ عمارت کی طرف بڑھے۔ وہ پہلے کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ اچانک ان تینوں کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑنے لگ گئے ہوں۔ نامانوس ہی بو ان کی ناک سے نکل آئی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے اور وہ تینوں دیہیں کمرے کے فرش پر نیز ہے میز ہے انداز میں گرے اور بے حس و حرکت ہو گئے جبکہ السhabab بھی ان کے ہاتھوں میں موجود تھا۔

لئے سب پوکنا نظر آ رہے تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ پیشہ سور کی بلڈنگ کے سامنے پہنچ گئے۔

بلڈنگ کا جہازی سائز کا فولادی گیٹ بند تھا۔ اوپری دیواروں پر خاردار تار اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مسلسل جلنے والا بلب ظاہر کر رہے تھے کہ خاردار تاروں میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ گیٹ سے تھوڑا آگے باقاعدہ ایک چیک پوسٹ تھی جس کے دو کمرے تھے۔ باہر دس کے قریب مسلح افراد کھڑے تھے۔ عمران نے کار چیک پوسٹ کے قریب لے جا رہی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر وہ اچھل کر باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔ دوسرے لمحے ترزاہت کی تیز آواز کے ساتھ ہی انسانی چیزوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں جبکہ صدر اور کیپشن ٹکلیں کاروں سے اتر کر دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بے ہوش کر دینے والی گیس کی گئیں بھی موجود تھیں جن کی مدد سے ان دونوں نے کافی اندر تک بے ہوش کر دینے والی گیس کے کپسول فائر کئے۔ ابھی عمران چیک پوسٹ پر جملے میں مصروف تھا کہ تنور نے گیٹ پر میرائل فائزنگ شروع کر دی اور خوفناک دھماکوں سے پورا گیٹ نکزوں میں تبدیل ہو کر گرنے لگ گیا جبکہ جولیا اور صالح تیزی سے آگے بڑھیں اور پھر دوڑتی ہوئی عمارت میں داخل ہو گئیں کیونکہ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ جو گیس وہ لے آیا ہے وہ لمحوں میں اپنی کارکردگی تکمیل کر کے فضا میں تحلیل ہو

سیکش انچارج تھی جبکہ اس کے ساتھی براہ راست اس کے ماتحت تھے اور یہ اور بات ہے کہ مر جینا اپنے ساتھیوں کو اپنا ماتحت سمجھنے کی وجاء نہیں اپنا ساتھی سمجھتی تھی لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھی اس کا باس کی طرح احترام کرتے تھے۔

”میڈم۔ ہم آپ کے لئے پریشان تھے۔ آپ کچھ بتائے بغیر چلی گئیں اور آپ کا سیل فون بھی آف رہا۔“..... ایک ساتھی نے کہا۔

”روڈی تمہارا شکر یہ کہ تم لوگ میرے بارے میں فکر مند رہتے ہو۔ میں پیش سنور کے سلسلے میں کام کر رہی تھی اور اب میں نے اس بارے میں نہ صرف تمام معلومات حاصل کر لی ہیں بلکہ اس کے لئے جو خصوصی اطلاع چاہئے وہ بھی میں نے حاصل کر لیا ہے جو میری کار میں موجود ہے۔ البتہ اب فارمولہ حاصل کرنے کے لئے ہمیں پوری پلانگ کرنا ہو گی۔ اور ہاں۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشی سیکرٹ سروس بھی فارمولے کے حصول کے لئے یہاں پہنچ چکی ہے۔“ مر جینا نے کہا۔

”لیکن میڈم اس قدر اہم اطلاعات آپ نے کیسے حاصل کر لیں؟“..... ایک اور ساتھی نے کہا۔

”تمہاری یہ بچوں والی عادت نہ گئی جیز۔“..... مر جینا نے سکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
”میں نے کون سی بچوں والی بات کی ہے میڈم؟“..... جیز نے

مر جینا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی اس کے سیکش کے چھ افراد اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سب اس وقت کا سڑیا کے دار الحکومت وانا میں موجود ایک رہائشی کوٹھی میں تھے۔ مر جینا کے ایک ساتھی نے آشن اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا تھا جبکہ مر جینا نے فون پر آشن اور اس کے چیف کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی اور اس کے مطابق پاکیشی ای فارمولہ اب ریڈ لیبارٹری میں نہیں تھا بلکہ وزارت سائنس کے پیش سنور میں بھجوادیا گیا تھا اور مر جینا جو کل اپنے ساتھیوں سمیت وانا پہنچ تھی آج صحیح سے غائب تھی جبکہ اس کے ساتھی اس کی واپسی کا شدت سے انتظار کر رہے تھے اور یہی وجہ تھی کہ مر جینا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو سب نے اس کی طرف چونکہ کردیکھا اور پھر اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ مر جینا

”پھر تو میدم ہمیں ان کا انتظار کرنا چاہئے تاکہ ان کا بھی آشن کی طرح خاتمه کر دیا جائے۔۔۔ ایک اور ساتھی نے کہا۔

”نہیں رینڈ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ہمیں ان سے پہلے یہاں سے فارمولہ حاصل کر کے واپس اپنے ملک پہنچنا ہے۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

”لیکن میدم۔ یہ لوگ ہمارے پیچھے وہاں فان لینڈ پہنچ جائیں گے۔ پھر۔۔۔ روڈی نے کہا۔

”میں بھی بھی چاہتی ہوں۔ وہ ہمارا اپنا ملک ہے جبکہ یہاں کی حکومت اور ایجنسیاں ہمارے خلاف کام کر رہی ہیں جبکہ وہاں ہمیں ہر قسم کی سہولت حاصل ہو گئی اور ہم بڑے اطمینان سے ان کا خاتمه کر سکتے ہیں اس طرح فارمولہ بیش کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔۔۔ مرجینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میدم۔ اگر یہ گروپ یہاں ختم ہو جائے تو اس فارمولے کا پہلا حصہ حاصل کرنے کے لئے ہم اطمینان سے پاکیشا میں مشن تمل کر لیں گے۔۔۔ ایک ساتھی نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تو پھر چلو اٹھو۔ ہم نے کافی فاصلہ طے کرنا ہے۔۔۔ مرجینا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو اس کے سارے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ پارکنگ میں آئے جہاں ایک اششن وینکن بھی موجود تھی۔

مصنوعی طور پر روشنیتے ہوئے انداز میں کہا تو مرجینا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

”یہ بچوں جیسی ہی بات ہے کہ تم نے یہ بچوں جیسا سوال پوچھا ہے حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ معلومات کیسے حاصل کی جاتی ہیں۔ کہیں حسن کے جلوے کام کرتے ہیں اور کہیں بھاری مالیت کے کرنی تو۔۔۔ پھر کھل جاسم کی طرح ہر راز اوپن ہو جاتا ہے۔ وزارت سائنس کے ایک آفیسر نے بھاری رقم لے کر نہ صرف ساری تفصیل بتا دی بلکہ پوشل سور کا یہروٹی اور اندروٹی نقشہ بھی مہیا کر دیا ہے۔۔۔ مرجینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور پاکیشا سکرٹ سروس کے بارے میں وزارت سائنس کے آفیسر نے تیکیں بتایا ہوا گا۔ پھر آپ کو اطلاع کہاں سے ملی؟۔۔۔ جیز نے مدد بنتے ہوئے کہا تو مرجینا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”یہاں ایک کلب ہے جس کے ذریعے میں وزارت سائنس کے اس آفیسر تک پہنچی جس نے معلومات مہیا کیں۔ اس کلب کے جزل منجر نے مجھے پاکیشا سکرٹ سروس کے بارے میں بتایا ہے۔ اس کے ایک دوست نے ہاگری سے اسے فون کر کے کہا کہ پاکیشا سکرٹ سروس کے لوگ ہاگری سے یہاں دانا میں پہنچ رہے ہیں۔ اس گروپ میں دو عورتیں اور چار مرد ہیں اور انہوں نے یہاں آ کر اس جزل منجر سے ملنا تھا لیکن پاکیشا ایجنت کا فون آیا ہے کہ وہ یہاں پہنچ چکے ہیں اور جلد ملنے آئیں گے۔۔۔ مرجینا نے کہا۔

"اسکے کار سے نکال لو اور ویگن میں رکھ لو۔ ہم نے ویگن میں وباں جانا ہے تاکہ اسکے رہ سکیں"..... مرجننا نے کہا اور اس کے حکم کی فوری تعییل کر دی گئی۔

"یہ بے ہوش کر دینے والی گیس کی گنیں ہیں اور یہ میزائل گنیں اور یہ انتہائی جدید مشین گنیں، ہم نے وہاں فل آپریشن کرنا ہے۔ وہاں سیکورٹی بھی ہے اور حفاظتی انتظامات بھی لیکن ہم نے آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھنا ہے۔ پہلے اندر گیس فائر کرنی ہے پھر اندر جا کر سب کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اس دوران میں سور توڑ کر وہاں سے فارمولہ نکال لوں گی اور پھر ہماری واپسی کا سفر ہو گا"۔

مرجننا نے کسی کمائڈر کے انداز میں جنگ کا نقشہ تیار کر کے بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ میڈم۔ جیسے آپ کہیں دیے ہی ہو گا"..... ایک ساتھی نے کہا اور پھر ڈرائیور نگ سیٹ پر مرجننا خود بینچ گئی جبکہ اس کے تمام ساتھی عقبی سیٹوں پر برجمان ہو گئے۔ پھر تقریباً پینتالیس منٹ بعد وہ اس علاقے میں پہنچ گئے جہاں پیش شور تھا لیکن ابھی وہ تھوڑا سا آگے بڑھے ہوں گے کہ انہیں دور سے میزائلوں کے پھنسنے کی خوفناک آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی الارم زور زور سے بھا شروع ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہم سے پہلے کسی اور نے حملہ کر دیا ہے"..... مرجننا نے بے چین ہو کر کہا۔

"یہ اچھا ہوا ہے میڈم۔ ہم آخر میں جا کر ان کو بے ہوش کر کے ہلاک کر دیں گے اور فارمولہ لے اڑیں گے"..... ایک ساتھی نے کہا اور مرجننا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اشیش ویگن کی رفتار تیز کر دی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی جب ویگن سیدھی ہوئی تو مرجننا سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ چیک پوسٹ پر پڑی لاشیں صاف دکھائی دے رہی تھیں اور فولادی گیٹ کے پر چنے اڑ چکے تھے۔ سارے بجا بند ہو گیا تھا۔

"گیس فائر کرو جلدی"..... مرجننا نے گیٹ کے قریب اشیش ویگن کو بریک لگاتے ہوئے کہا تو اس کے دو ساتھی ہاتھوں میں بے ہوش کر دینے والی گیس کی گنیں اٹھائے نیچے اترے اور پھر انہوں نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کپسول فائر کرنے شروع کر دیئے۔

"بس کرو۔ کافی ہے"..... مرجننا نے چیخ کر کہا اور اس کے دونوں ساتھی تیزی سے مڑے اور انہوں نے گیس گنیں واپس اشیش ویگن میں پھینکیں اور مشین گنیں اٹھا لیں۔ مرجننا اندر سیٹ پر موجود تھی جبکہ اس کے سب ساتھی نیچے اتر کر سامنے اور عقبی طرف پھرہ دے رہے تھے۔ مرجننا بار بار گھری دیکھ رہی تھی۔

"چلو اندر۔ چلو جلدی آؤ"..... مرجننا نے پانچ منٹ بعد چیخ کر کہا اور تیزی سے ویگن کو شارت کر کے اندر لے گئی۔ دروازے کے قریب ہی ویگن روک کر وہ نیچے اتری اور اس نے چیخ چیخ کر

ادکانات دینے شروع کر دیئے۔

”دو ساتھی میزائلوں سمیت میرے ساتھ جائیں گے۔ ایک ساتھی گیٹ پر رہے گا۔ ایک عقبی طرف اور باقی دو اس عمارت میں موجود تمام بے ہوش افراد کو فائرنگ کر کے ختم کر دیں گے۔ چلو ہری آپ۔ ہری آپ۔“ مر جينا نے چیختے ہوئے کہا اور خود وہ دوڑتی ہوئی سورکی طرف چلی گئی۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات ختم ہو چکے تھے اس لئے وہ سب اطمینان سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”گیری۔ تم میرے ساتھ او۔ ہم نے یہاں قتل عام کرنا ہے۔“ ایک آدمی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا اور سائیڈ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں جدید مشین گنیں تھیں لیکن پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ وہاں فرش پر ایک یورپی مرد اور دو یورپی عورتیں نیڑھے میڑھے انداز میں پڑی تھیں جبکہ ان تینوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں اب بھی موجود تھیں۔

”اوو۔ اوہ۔ یہی ہیں جنہوں نے گیٹ توڑا ہے۔ اڑا دو انہیں۔“ گیری نے تیز لمحے میں کہا اور اس کے دوسرے ساتھی نے بھی گن کارخ ان تینوں کی طرف کیا اور پھر ان دونوں نے نرگر دبا، یہ لیکن کنک کنک کی آوازوں کے علاوہ اور کچھ نہ ہوا تو وہ دونوں حیرت سے اچھل پڑے۔

”یہ کیا ہوا۔“..... دونوں نے ایک بار پھر نرگر دبائے لیکن اس بار بھی نتیجہ پہلے والا ہی نکلا۔

”اوہ۔ یہ تو جام ہو گئی ہیں۔ ان کا اسلحہ لے کر ان کا خاتمه کر دو۔“..... گیری نے چیخ کر کہا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن میز پر پڑھ کر وہ آگے بڑھا اور فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے مرد کے ہاتھ سے گن کھینچ کر وہ دو قدم پیچھے ہٹا اور اس نے گن کارخ فرش پر پڑے افراد کی طرف کر کے نرگر دبا دیا لیکن اس گن سے بھی بجائے فائرنگ کے وہی کنک کنک کی آوازیں ہی نکلیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہمیں میڈم کو بتانا چاہئے۔ آؤ۔“..... گیری نے گن کو نیچے چھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس طرح دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر آئے جیسے کمرے میں جنات کا بیسرا ہو اور وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ رہے ہوں۔ ان کا ذہن واقعی بری طرح گھوم رہا تھا۔ انہیں کسی طرح بھی سمجھنے آ رہی تھی کہ اس قدر نی اور جدید گنیں کیوں کام نہیں کر رہی تھیں حتیٰ کہ بے ہوش آدمی کے ہاتھ سے نکالی ہوئی گن بھی نہیں چلی تھی۔ کیوں نہیں چل رہی تھیں یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

”جلدی کرو۔ واپس چلو۔ میں نے فارمولائے لیا ہے۔ جلدی کرو۔ اسلحہ یہاں کام نہیں کر رہا۔ جلدی آؤ۔“..... مر جينا کی چیخت ہوئی آواز سنائی دی تو گیری اور اس کا ساتھی دونوں اس طرف کو

ہوئے اور کسی ریز کا شکار ہو گئے۔ مجھے اس کا خیال بھی نہ تھا ورنہ شاید میں آگے نہ بڑھتی لیکن میں چونکہ بھاگتی ہوئی اس الماری کے پاس پہنچ گئی تھی جہاں یہ فارمولہ موجود تھا۔ مجھے اس بارے میں تفصیلات پہلے سے معلوم ہو چکی تھیں اس لئے مجھے فارمولہ الماری سے نکالنے میں جو وقت لگا سو لگا۔ میں نے واپسی میں ان لوگوں پر فائزگ کا سوچا لیکن اسلو نے کام نہیں کیا اور میں صحیح سلامت واپس باہر آگئی۔..... مر جتنا نے کہا۔

”اب ہمیں فوری کا شریا سے باہر نکلنا ہو گا میڈم۔ زور دار دھماکوں اور ساریں بجتے کی آوازوں کے باوجود ابھی تک کوئی شور کی طرح نہیں آیا لیکن کسی بھی وقت پہنچ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے بارے میں بھی انہیں اطلاع مل جائے“..... ایک ساتھی نے کہا۔

”ہمارے پاس مقابل کاغذات ہیں۔ ہم میک اپ تبدیل کر کے ان کاغذات کی بنا پر اٹینان سے باہر جا سکتیں گے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ جو لوگ ہم سے پہلے وہاں داخل ہوئے ہیں وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہی حکومت کے ہاتھ آئیں گے۔ اب معلوم نہیں کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں یا کوئی اور ہیں۔ ہم صاف نیچے نہیں گئے۔ مر جینا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان سب کے چہروں پر قبح اور اٹینان کی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

دؤڑ پڑے جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس انسپیشن ویگن کے قریب پہنچ گئے۔ مرجینا اچھل کر ڈرائیورگ سیٹ پر پہنچی جبکہ اس کے ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ مرجینا نے ویگن شارٹ کی لیکن وہ شارٹ نہ ہوئی۔ مرجینا نے تیزی سے اکنہش میں چاپی گھانا شروع کر دی لیکن انہیں کسی طرح شارٹ ہی نہ ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہیں جام ہو گیا ہو۔

اے دھکا اگاہ، جلدی۔ ابھی فوج یہاں پہنچ جائے گی۔ مرجینا
نے پیغام کر کہا تو اس کے چھ کے چھ ساتھی پیغام اترے اور انہوں
نے مل کر ویگن کو دھکا لگایا اور چند لمحوں بعد وہ دھکا لگا کر ویگن کو
گیت سے باہر نکال کر کچھ فاصلے پر لے آئے تو یکنہت ویگن
شارٹ ہو گئی اور تمام لوگ اچھل کر ویگن میں سوار ہو گئے اور مرجینا
نے ویگن کو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

”اس پیش سشور کے اندر کوئی ایسی ریز موجود ہیں کہ نہ گاڑی کا
انجمن شارٹ ہوتا ہے اور تھے ہی اسلوکام کرتا ہے۔“..... مر جینا نے کہا
تو سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے چھے وہ سب اس کی
بات کی ولی طور پر تائید کر رہے ہوں۔

”آپ کو فارمولہ اتنی جلدی کیسے مل گیا میڈم“..... روڈی نے
کہا۔

"اے ہم سب کی خوش قسمتی سمجھو کہ سور کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔
اندر تین آدمی بے ہوش پڑے تھے۔ شاید وہ گیٹ کے اندر داخل

کرسیوں پر ڈھنکے ہوئے انداز میں بیٹھے دیکھا۔ ان کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ بدستور بے ہوش ہیں۔ سامنے ایک کری پر ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور کانڈھوں پر کرفل کے شارز موجود تھے۔ وہ رسیور کان سے لگائے عمران اور اس کے ساتھیوں کی بجائے فون کی طرف متوجہ تھا۔

”ایک پارٹی نے چیک پوسٹ پر حملہ کیا اور گیٹ کو بھوں سے اڑا کر اندر داخل ہوئے۔ یہ پارٹی دو کاروں پر آئی تھی۔ کاریں چیک پوسٹ کی سائینڈ پر کھڑی پائی گئی ہیں جبکہ فوراً بعد ہی دوسری پارٹی آئی۔ یہ ایک اشیشن ویگن میں اندر آئی۔ یہ ایک محورت اور چھ مردوں پر مشتمل تھی۔ یہ عورت اپنے ساتھیوں سمیت پیش شور میں داخل ہوئی اور الماری سے فارمولہ لے کر یہ سب واپس اشیشن ویگن میں سوار ہو کر نکل گئے جبکہ پہلی پارٹی دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے تین مرد پیش شور کے اندر بے ہوش پڑے پائے گئے جبکہ دو عورتیں اور ایک مرد سناف روم کے فرش پر بے ہوش پڑے پائے گئے۔ دو عورتیں اور چار مرد اس وقت ہماری تحویل میں ہیں۔ یہ بھی یورپی نژاد ہیں۔ یہ ماںک میک اپ میں تھے۔ ان کے ماںک اٹار دیئے گئے تو قب بھی یہ یورپی نژاد ہی نکلے۔ ان کے میک اپ بھی واش کئے گئے لیکن یہ میک اپ میں نہیں ہیں اس لئے میک اپ واش نہ ہو سکے۔ کرفل نے مودبانہ لمحے میں تفصیل یاں کرتے ہوئے کہا۔

عمران کے تاریک ذہن پر روشنی کے نقطے نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر یہی روشنی اس کے ذہن میں پوری طرح پھیلی اس کے کافلوں میں کسی مرد کے بولنے کی آواز پڑی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف کسما کر رہا گیا۔

” یہ دو پارٹیاں تھی سر۔ وہی مردانہ آواز دوبارہ اس کے کافلوں سے گکرائی۔ آنکھیں کھلنے کی وجہ سے وہ اب منظر کو پوری طرح نہ صرف دیکھ سکتا تھا بلکہ اس کے ذہن میں بھی بات آنے لگ گئی تھی۔ وہ ایک بڑے بال نما کمرے میں کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے اور چیزوں کو بھی کری کے پاپوں سے باندھا گیا تھا۔ اس نے گردن موڑی تو اس نے اپنے دائیں بائیں دلوں اطراف میں اپنے ساتھیوں کو

ہے بلکہ کیوں پچھاہٹ ہے۔ کیا تم جعلی کرٹل ہو؟..... عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کرٹل مائیک ہے اور میں پیش شور کا سیکورٹی چیف ہوں۔ اب بولو“..... کرٹل مائیک نے ایسے جھکٹے دار لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا تعارف کرا کر عمران پر احسان عظیم کر رہا ہو اور یہ تعارف سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اب تک گانجھ کیوں خلاش نہیں کر سکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یورپی ملٹری سیکورٹی میں کس انداز کی گانجھیں لگائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس کی انکیاں دوسری سمت تیزی سے حرکت کرنے لگ گئیں۔

”تجھیں کرٹل مائیک۔ اب میں اپنا تعارف کراؤ۔ میرا نام مائیک ہے اور میرا تعلق سُونیا سے ہے اور یہ جو میری دنوں سائیڈوں میں موجود ہیں یہ میرے ساتھی ہیں۔ تم شاید اپنے افسر کو ہمارے بارے میں اور کسی دوسری پارٹی کے بارے میں روپورٹ دے رہے تھے۔ تم نے دوسری پارٹی کو کیسے چیک کیا ہے۔ تمہاری روپورٹ سے مجھے تمہاری بے پناہ ذہانت کا اندازہ ہوا ہے۔ تم نے نہیک اندازہ لگایا ہے کہ دوسری پارٹی ہمارے بعد آتی تھی۔ انہوں نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جس سے ہم بے ہوش ہو گئے جبکہ ہماری گیس فائر گک سے پیش شور کے سیکورٹی افراد اور دیگر افراد پہلے سے بے ہوش پڑے تھے۔ کیا معلوم ہوا ہے کہ دوسری پارٹی کون تھی؟..... عمران نے کہا۔

”سر۔ اب تک کہا جا سکتا ہے کہ پہلی پارٹی نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور اندر آ گئے۔ پھر دوسری پارٹی نے بھی گیس فائر کی اور پھر پہلی پارٹی بھی بے ہوش ہو گئی جبکہ دوسری پارٹی فارمولہ لے کر نکل گئی۔ اس اشیش ویگن کو خلاش کیا جا رہا ہے۔..... کرٹل نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے سر“..... پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا جبکہ عمران اس دوران اس کی باقی سننے کے ساتھ ساتھ اپنے عقب میں بندھے ہوئے اپنے ہاتھ آزاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کی انکیاں مسلسل گردش کر رہی تھیں لیکن ابھی تک وہ گانجھ خلاش نہ کر سکا تھا۔

”تمہیں ہوش آ گیا۔ اچھا ہوا۔ اب تم خود بتاؤ گے کہ تم لوگ کون ہو؟..... کرٹل نے عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ پھر میں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں کس آزنیل کرٹل سے مخاطب ہوں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بہت چالاک بن رہے ہو۔ میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔..... کرٹل نے یکلخت تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس میں غصے کی کیا بات ہے۔ میں بندھا ہوا اور بے بس ہوں۔ تم کرٹل تو بہر حال ہو۔ تعارف کرانے میں تمہیں کیا پچھاہٹ

ایک جھلک سے اسے کھول دیا۔ کرٹل مائیک فون پر ایک بار پھر وہی رپورٹ دے رہا تھا جو وہ پہلے کسی اور کو فون پر دے چکا تھا۔ عمران نے دوسرا بازو آگے کیا اور چند لمحوں بعد وہ دوسری ناگنگ کی رسی بھی کھول چکا تھا۔ اب وہ آزاد تھا۔ اس کے ساتھی ابھی تک بے ہوش تھے۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ ذہنی ورزشوں کی وجہ سے پہلے ہی ہوش میں آ گیا ہے۔ عمران رسی کھول لینے کے باوجود خاموش بیننا رہا۔ وہ کرٹل مائیک کے فون پر گفتگو کے دوران کوئی حرکت نہ کرنا چاہتا تھا تاکہ فون کی دوسری طرف موجود آدمی کو گزبہ کا احساس نہ ہو سکے۔ تھوڑی دیر بعد مزید گفتگو کرنے کے بعد کرٹل مائیک نے رسیور رکھا اور ایک بار پھر وہ عمران کی طرف مزاہی تھا کہ عمران اس طرح کری سے اٹھا جیسے کوئی مہمان کری سے احتتا ہے۔

”میں دیتا ہوں رپورٹ“۔ عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ کرٹل مائیک صورت حال کو سمجھتا عمران نے دو قدم آگے بڑھ کر یہ کھنکت پوری قوت سے لات اور اٹھائی اور کرٹل مائیک نھوٹی پر ضرب کھا کر چیختا ہوا کری سمیت پیچھے جا گرا۔ عمران نے میز پر پڑا ہوا مشین پسل جھپٹا اور پھر اٹی قلا بازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کرٹل مائیک پر جب کیا اور کرٹل مائیک جو اٹی قلا بازی کھاتے ہوئے اپنی ناگنوں کو سر کے اوپر کر کے مزتا چاہتا تھا عمران کے جمپ کی وجہ سے فرش پر دھا کے سے گرا اور اس کی ریڑھ کی بندی کے کئی مہرے باقاعدہ چیخ گئے۔ کرٹل مائیک کے منہ سے

”میری ذہانت کے بارے میں مجھے کاشکری یہ یہ سب کچھ یہاں لگے ہوئے کیمروں سے سامنے آیا ہے لیکن تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے ہمیں بے حد نقصان پہنچایا ہے اس لئے تم سب کے لئے موت کے احکامات دینے گئے ہیں اس لئے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ“..... کرٹل مائیک کا لہجہ بدلتا گیا اور اس نے جیب سے مشین پسل نکال کر ہاتھ پکڑ لیا۔

”ہمیں مار کر تم کیا حاصل کرو گے۔ ہم ویسے بندھے ہوئے ہیں اور بے بس ہیں۔ تم اس پارٹی کا کھوج لگاؤ جو فارمولہ لے گئی ہے۔ اصل نقصان تو تمہیں اس پارٹی نے پہنچایا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس دوران وہ گانٹھ کھول چکا تھا اس لئے اس کے ہاتھ عقب میں ہونے کے باوجود کھلے تھے۔ البتہ اس کے دونوں پید کری کے پالیوں سے بندھے ہوئے تھے لیکن عمران چیک کر چکا تھا کہ رسی کو صرف ایک بل دیا گیا ہے اس لئے اگر وہ ایک زور دار جھٹکا دے گا تو یقیناً رسی ٹوٹ جائے گی لیکن خطرہ بہر حال موجود تھا اور وہ ہر قسم کے خطرے سے منٹھنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو چکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرٹل مائیک نے مشین پسل میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ ایک بار پھر فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران آہستگی سے ایک بازو سائیڈ سے نکال کر قدرے جھٹکا اور اس نے اپنی ناگنگ پر بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کا سرا جلاش کر کے

ٹریکر کو آف کر دیا گیا تھا۔

اس ٹریکر کے بارے میں ریکارڈ رجسٹریشن آفس میں موجود تھا۔ میں اس ریکارڈ کی مدد سے ٹریکر کمپنی کے آفس گیا اور وہاں سے معلوم ہوا کہ ٹریکر کافی عرصہ سے آف ہے کیونکہ اس کی ماہانہ نفیس ادا نہ کی گئی تھی۔ میں نے ٹریکر کو آن کرایا تو معلوم ہو گیا کہ ہماری مطلوبہ اشیش ویگن اس وقت برائیت کالوں کی کوئی نمبر ایٹ زیرِ نو میں موجود ہے۔ میں وہاں سے برائیت کالوں گیا اور اس وقت اس کوئی کے سامنے موجود ہوں اور آفس میل فون پر کال کر رہا ہوں۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔ کیپشن رچڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم کس سواری پر ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میں آفس کار میں ہوں سر۔ آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا۔“
کیپشن رچڈ نے کہا۔

”تم فوراً کار لے کر یہاں میرے پاس آ جاؤ۔ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا۔“..... عمران نے بڑے تھکانہ لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ میں حاضر ہو رہا ہوں۔“..... کیپشن رچڈ نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ ایک بار پھر وہ دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ دونوں گارڈ اب بھی ویس موجود تھے۔ عمران دروازے سے نکل کر ستون کی اوٹ میں ہو گیا اور پھر اسی طرح وقفہ وقفہ سے ستونوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اب اس جگہ آگیا تھا جہاں سے یہ

خرخراہست کی آوازیں نکلنے لگیں اور وہ پہلو کے بل فرش پر گرا۔ وہ بے بوش ہو چکا تھا۔ عمران ہاتھ میں مشین پتل پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سامنے ایک برا آمدہ تھا۔ عمران نے دروازے میں رک کر سر باہر نکال کر دیکھا تو برا آمدہ اور اس کے سامنے موجود صحن خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ بند چھانک کے ساتھ ایک گارڈز روم بنا ہوا تھا جس کے باہر یونیفارم پہنے دو مسلح گارڈ موجود تھے لیکن وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے اس لئے یقیناً انہوں نے کرٹل مائیک کے چھینے کی آواز نہیں سنی تھی۔ عمران باہر نکل کر دوسرے کمرے کو چیک کرنے کا سوچ دی رہا تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی نجٹھی تھی تو عمران تیزی سے مڑا اور اس نے دروازے کی طرف رخ کر کے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔“..... عمران نے کرٹل مائیک کی آواز میں کہا۔

”کیپشن رچڈ بول رہا ہوں سر۔“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“..... عمران نے کہا۔

”سر۔ میں نے اس اشیش ویگن کا سراغ لگا لیا ہے سر۔“
دوسری طرف سے مرت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

”گذ نیوز۔ کہاں ہے اور کیسے ٹریں کیا ہے اے۔“..... عمران نے کرٹل مائیک کی آواز اور لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”سر۔ اس پر جعلی نمبر پلیٹ لگائی گئی تھی اور ویگن میں نصب

عمران نے ایک ہاتھ ایک گارڈ کی گردن پر اور دوسرا ہاتھ دوسرے گارڈ کی گردن پر ڈالا تھا اور دونوں بازوؤں کے زور اور شخصی انداز کے جھٹکے سے دونوں گارڈ اٹھی قلابازی کھا کر اڑتے ہوئے زمین پر دھماکے سے جا گرے تھے۔ ان کے جسم ایک لمحے کے لئے ترپے اور پھر ساکت ہو گئے۔ عمران نے ان کی گردنوں میں آ جانے والے بل دانتے نہیں نکالے تھے جس کے نتیجے میں چند لمحوں بعد ہی ان دونوں کے جسموں نے یکجنت زور اور جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گئے۔ وہ دونوں ختم ہو چکے تھے۔ عمران نے انہیں گھیٹ کر گارڈز روم کی عقبی طرف ڈالا اور پھر چھوٹا پھانک کھوں کر باہر نکل آیا تاکہ معلوم کر سکے کہ وہ کہاں موجود ہے۔ یہ عمارت کھلے میدان کے کنارے پر موجود تھی۔ ہر طرف ہاس کے بڑے بڑے جنگل نظر آ رہے تھے۔ البتہ ایک سڑک اس پھانک پر آ کر ختم ہو رہی تھی جو کچھ آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ عمران مطمئن ہو گیا کہ وہ کسی گنجان جگہ پر نہیں ہیں بلکہ کسی دیران ملاتے میں ہیں۔ وہ چھوٹے پھانک سے اندر گیا اور اس نے چھوٹا پھانک بند کر دیا اور اس بار اس نے پوری عمارت کو اچھی طرح چیک کیا۔ پوری عمارت کا چکر لگانے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ یہ عمارت ملٹری ائریل جس کے تحت ہے اور یہاں تقریباً ہر کمرے کو نارچیک روم کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ملک دشمن ایجنٹوں سے سب کچھ اگلوانے کے لئے یہ عمارت علیحدہ اور

دونوں گارڈ اسے اس وقت تک نہ دیکھ سکتے تھے جب تک وہ باقاعدہ مڑ کرنا دیکھتے۔ اس برآمدے میں باقی تمام دروازے لاکٹے تھے۔ کوئی دروازہ بھی کھلا ہوا نہیں تھا اور نہی کوئی آواز سنائی دے رہی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس عمارت میں صرف وہی کمرہ کھلا ہوا ہے جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ باقی عمارت بند پڑی ہے۔ عمران ستون کی آڑ سے نکلا اور چبوں کے بل چلتا ہوا گارڈز روم کی عقبی طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ وہ چاہتا تو مشین پسل کی مدد سے برآمدے سے ہی دونوں گارڈز کو نشانہ بنا سکتا تھا لیکن اس طرح فائرنگ کی آوازیں دور دور تک سنائی دیتیں اور عمران ماحول سے اچھی طرح واقف نہیں تھا جبکہ اس کے سارے ساتھی بہستور ہے بوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران چبوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر بے حد احتیاط کے باوجود جب وہ قریب پہنچا تو ان میں سے ایک گارڈ نے گردن موز کر اس کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ہلکی سی چیز نکلی ہی تھی کہ عمران نے یکجنت ان دونوں پر کسی بھوکے چیز کی طرح چھلانگ لگا دی۔ وہ چاہتا تو مشین پسل بھی استعمال کر سکتا تھا لیکن وہ فائرنگ کے بغیر کام چلانا چاہتا تھا تاکہ باہر سے کوئی اس طرف متوجہ نہ ہو۔ دونوں گارڈوں پر چونکہ اچانک حملہ ہوا تھا اور پھر ان کے مقابلے میں عمران خود تھا اس لئے وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ہوا میں قلابازی کھا کر دھماکے سے زمین پر جا گرے۔

ٹانگیں کری کے پاپوں سے کھولتے ہوئے کہا۔

”جباں سے ہم کو بھی ہماری کچھ خبر نہ ہوتی“..... عمران نے کیپشن ٹکلیں کے ہاتھ کھولتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ فی الحال ہم محفوظ ہیں“..... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بال۔ فی الحال کا لفظ تم نے درست بولا ہے“..... عمران نے کہا اور پھر جو لیا اور صالح کے ہاتھ بھی اس نے کھول دیئے۔

”کیپشن ٹکلیں۔ جو لیا اور صالح کو ہوش میں لئے آؤ۔ میں بیدرنی پھانک پر جا رہا ہوں۔ کسی بھی لمحے کیپشن رچڈ آ سکتا ہے لیکن تم نے اس وقت تک باہر نہیں نکلا جب تک میں نہ کہوں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے ایک بار پھر بیدرنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے سے باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھانک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ تقریباً درمیان میں ہی تھا کہ اسے باہر سے کار کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ کیپشن رچڈ پہنچ گیا ہے۔ اس نے اپنے قدم مزید تیز کر دیئے۔ وہ اس لئے نہ دوز رہا تھا کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر کیپشن رچڈ کہیں الرٹ نہ ہو جائے۔ پھر جیسے ہی وہ پھانک کے قریب پہنچا ہارن کی آواز سنائی دی تو عمران نے چھوٹا پھانک کھولا اور بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا۔ پھانک کے بالکل ہی قریب سیاہ رنگ کی کار موجود تھی جس کی ڈرائیورنگ سیٹ پر ایک بھاری موچپھوں والا نوجوان ملٹری کی

ویران جگہ پر قائم کی گئی تھی تاکہ کوئی انسانی چیزیں یا فائر گر کی آوازیں سن کر ادھر نہ آ سکے اور انہیں بھی یقیناً اسی لئے یہاں لا گیا تھا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ کرٹل مائیک کو یہ علم ہی نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح عام سے لوگ سمجھتے ہوئے رہی سے باندھ کر یہ سمجھنا کہ یہ لوگ رسیاں نہ کھول سکیں گے اور بھی کرٹل مائیک کے حلق میں نقصان دہ ثابت ہوا تھا۔ عمران پوری عمارت چیک کر کے اس کمرے میں آیا جبکہ اس کے ساتھی موجود تھے۔ ان میں سے چند ہوش میں آنے والی کیفیت سے گزر رہے تھے۔ عمران نے دونوں ہاتھ سب سے پہلے صدر کے منہ اور ناک پر رکھے اور اس کا سانس بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی صدر کے جسم کو جھکانا سالگا اور عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔

”صدر ہوش میں آؤ۔ ہم خطرے میں ہیں“..... عمران نے صدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تونیر کا ٹاک اور منہ دونوں ہاتھ سے بند کرتے ہوئے کہا تو صدر نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی روش کی روش کی لیکن بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہی رہ گیا۔ اسی لمحے تونیر کے جسم نے بھی جھکنا کھایا تو عمران نے ہاتھ ہٹا کر کرسیوں کے عقب میں جا کر صدر کے ہاتھ کھول دیئے۔ پھر اس نے تونیر کے بھی ہاتھ کھول دیئے۔

”عمران صاحب۔ ہم کہاں ہیں“..... صدر نے جھک کر اپنی

یو بیفارم پہنچ بیخا تھا۔ عمران کو دیکھ کر اس کی نظرؤں میں حیرت کے تاثرات ابھرے ہی تھے کہ عمران نے بھلی کی سی تیزی سے کام لیتے ہوئے کار کی ڈرائیورگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور دوسرا ٹھیک ڈرائیور اڑتا ہوا پہنچ زمین پر جا گرا۔ پہنچ گرتے ہی اس نے لاشموری طور پر اٹھنے کی کوشش کی تو عمران نے ایک بار پھر بھلی کی سی تیزی سے اسے گردن سے پکڑا اور ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھکا دیا تو خرخراہٹ کی آوازیں نکالتا ہوا ڈرائیور جو کیپشن رچڑھتا ہوا میں قلبابازی کھا کر مکھے ہوئے چھوٹے چھوٹے پھانک سے اندر جا گرا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے زمین پر پڑے ہوئے رچڑھ پر بھک کر اپنا ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو اس انداز میں جھکا دیا کہ کیپشن رچڑھ کی گردن میں آ جانے والا بل نکل گیا اور انہجائی تیزی سے مسخ ہوتا ہوا کیپشن رچڑھ کا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ اگر عمران ایسا نہ کرتا تو کیپشن رچڑھ کا حشر بھی ان دونوں گارڈز جیسا ہوتا۔ عمران نے چونکہ اس سے پوچھ چکھ کرنی تھی اس لئے عمران نے اس کی گردن کا بل نکال دیا۔ اس طرح وہ موت سے فتح گیا۔ البتہ اب وہ بے ہوش پڑا تھا۔ عمران نے اسے گھمیت کر ایک طرف کیا اور پھر چھوٹے چھانک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھوٹا چھانک بند کیا اور ہذا چھانک کھولا اور پھر باہر کھڑی کار کی ڈرائیورگ سیٹ پر بینخ کر اس نے کار کو ایک جھلکے سے آگے بڑھا دیا۔ کار اندر لا کر

اسے گارڈز روم کی سائیڈ میں روک کر اس نے انجن بند کیا اور کار سے پہنچے اتر کر ایک بار پھر چھانک کی طرف بڑھ گیا۔ چھانک بند کر کے وہ مڑا اور اس نے اوپھی آواز میں صفر اور دوسرے ساتھیوں کو باہر آنے کا کہا تو وہ سب کمرے سے نکل کر دوڑتے ہوئے چھانک کی طرف بڑھنے لگے۔

”ہم سیاح ہیں۔ ہمارے پاس میں الاقوامی ساتھی کا رہ ہیں۔
ہم نے اپنا میک اپ بھی نئے کاغذات کے مطابق نیا کر لیا ہے۔
کوئی جس مرغی کے ذریعے حاصل کی گئی ہے اس مرغی کو بتایا گیا
ہے کہ ہم اب نئے کاغذات پر کام کر رہے ہیں اس لئے اس نے
اپنے ریٹریٹ میں نئے کاغذات کا اندرانج کر لیا ہے۔ اب ہم کس
طرح چیک ہو سکتے ہیں۔ ہم اطمینان سے یہاں رہیں گے اور
جب یہ لوگ تھک جائیں گے تو ہم اطمینان سے یہاں سے نکل
جائیں گے۔“.....مرجننا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میڈم۔ فارمولہ تو محفوظ کر لیں تاکہ اگر کسی بھی طرح ہماری یا
اس کوئی کی چیلنج یا تلاشی لی جائے تو فارمولہ تو ان کے ہاتھ نہ
آئے۔“.....ایک اور ساتھی نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ میں نے فارمولہ ایسی جگہ چھپایا ہے کہ
قیامت تک کسی کے ذہن میں وہ جگد آہی نہیں سکتی۔ البتہ ایسا ہو
سکتا ہے کہ صرف روڈی اور جیکر میرے ساتھ رہ جائیں۔ باقی لوگ
یا یادہ یا تینہ اپنے کاغذات کی بناء پر واپس چلے جائیں۔ ہم ایک
ہفتہ بعد واپس جائیں گے۔“.....مرجننا نے کہا۔

”یہ تھیک رہے گا میڈم۔ ہماری تلاشی بھی لی جائے گی تو
ہمارے پاس سے کچھ نہیں ملے گا۔“.....ایک ساتھی نے کہا تو مرجننا
سمیت سب نے اثبات میں سر بلادیئے۔
”میڈم۔ اس ائیشن ویکن کو یہاں نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی

مرجننا اپنے ساتھیوں سمیت کوئی کے ایک بڑے کمرے میں
موجود تھی۔ ان سب کے چہرے کھلے ہوئے تھے کیونکہ آخر کار
کامیابی ان کے حصے میں آئی تھی۔

”میڈم۔ آپ فارمولے کو فوراً فان لینڈ بھجو دیں۔ کسی بھی
کوریزِ سروں کے ذریعے۔“.....اس کے ایک ساتھی روڈی نے کہا۔
”اس وقت پورے کا سریا کی کوریزِ سروں کی چیلنج کی جا رہی ہو
ہوگی۔ ایک پورٹ اور دیگر تمام راستوں کی چیلنج کی جا رہی ہو
گی۔ تمہارا کیا خیال ہے روڈی کہ اتنے بڑے واقعہ کے بعد سب
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوں گے۔“.....مرجننا نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا ہم یہاں خاموش بیٹھے رہیں گے۔“.....روڈی
نے جھرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے ایک وہم سا پڑ گیا ہے میڈم“..... روڈی نے کہی پر
بیخنے ہوئے کہا۔

”کیسا وہم“..... مر جینا نے چونک کر کہا۔

”ساتھیوں کے باہر جانے کے لئے میں نے چھوٹا پھانک کھولا
اور میں بھی ساتھیوں کے ساتھ باہر چلا گیا تاکہ ان سے مل لوں۔
ملنے کے بعد وہ دائیں طرف مڑ کر نیکی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گئے
اور میں واپس آنے کے لئے مڑھی رہا تھا کہ میں نے ایک کار
وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھی۔ اس میں فوجی یونیفارم پہنے ہوئے
ایک کیپشن ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کوئی اور مجھے
اس انداز میں دیکھا جیسے وہ کوئی کو اور مجھے دونوں کو منکروک سمجھ رہا
ہو۔ مجھے وہم سا پڑ گیا ہے کہ ہماری ملٹری والے باقاعدہ نگرانی کر
رہے ہیں۔“..... روڈی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے تمہارا وہم درست ہو۔ کار آ جائے تو ہم یہ کوئی
چھوڑ کر دوسرا کوئی میں شفت ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس لئے
تبادل کوئی بھی حاصل کر رکھی ہے۔“..... مر جینا نے کہا۔

”آپ ادھر شفت ہو جائیں جبکہ میں اس کوئی کی نگرانی کروں
گا تاکہ اصل حالات تو سامنے آئیں۔ ہو سکتا ہے یہ میرا محض وہم
ہو یعنی وہم کو دور ہونا چاہئے۔“..... روڈی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن پھر تم نے دو کام کرنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم
اپنے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسل رکھو گے۔ دوسرا

وجہ سے بھی چیکنگ ہو سکتی ہے۔“..... ایک اور ساتھی نے کہا۔
”اس کی رجسٹریشن پلیٹ جعلی تھی۔ اب اصل لگا دی گئی ہے۔
اس کا کلر بھی تبدیل ہو سکتا تھا جو کر دیا گیا ہے۔ اب یہ وہ اسٹیشن
ویکن نہیں رہی البتہ اب جبکہ ہم تمین افراد بیہاں رہ جائیں گے تو
ہمیں اس کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ ہمیں اب کار کی ضرورت ہو
گی۔ ٹھیک ہے میں مرفنی کو کہہ دیتی ہوں کہ وہ ایک کار بیہاں پہنچا
کر اسٹیشن ویکن واپس لے جائے۔“..... مر جینا نے کہا اور سامنے
پڑے ہوئے فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔

”ہم چلے جائیں میڈم“..... روڈی اور جگر کے علاوہ باقی چار
ساتھیوں نے کہا۔

”ہاں تم جاؤ۔“..... مر جینا نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس
نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے مرفنی
کو کار بیخنے اور اسٹیشن ویکن واپس لے جانے کا کہہ کر رسیور رکھ
دیا۔ اس کے چار ساتھی انھوں کر چلے گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں
نے پھانک بند کرنے کا کہا تو روڈی انھوں کر باہر چلا گیا تاکہ چاروں
ساتھیوں کے جانے کے بعد پھانک بند کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد
روڈی واپس آیا تو اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے ہاثرات
نمایاں تھے۔

”کیا ہوا روڈی۔ تم پریشان کیوں دکھائی دے رہے ہو۔“..... مر جینا
نے روڈی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

تمہارا سیل فون آن ہوتا چاہے۔ میں بھی یہاں سے جاتے ہوئے اپنا سیل فون آن کر دوں گی تاکہ ضرورت پڑنے پر تم مجھ سے فوری رابطہ کر سکو۔ تم اس کوٹھی میں داخل ہونے والوں کو بے ہوش کر دینا پھر ہم انہیں اٹھا کر دوسرا کوٹھی میں لے جائیں گے اور وہاں ان سے تفصیلی پوچھ چکھ کریں گے۔” مر جینا نے کہا۔

”لیں میدم۔ آپ کی بات درست ہے۔“ روڈی نے کہا اور پھر تقریباً آدمی سکھنے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو روڈی اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اس کے پیچے اس کا دوسرا ساتھی بھی باہر چلا گیا جبکہ مر جینا وہیں اٹھیں گے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مر فنی کا آدمی کار لے کر آیا ہو گا۔ وہ کار دے جائے گا اور اشیش ویگن لے جائے گا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے دونوں ساتھی واپس آگئے اور انہوں نے وہی کچھ بتایا جو مر جینا سوچ رہی تھی۔

”ادکے۔ تم تیار ہو کر اس کوٹھی سے باہر جا کر اس کی گمراہی کرو۔ میں جیگر کے ساتھ کار سمیت دوسرا کوٹھی میں شفت ہو رہی ہوں۔“ مر جینا نے اٹھتے ہوئے کہا تو روڈی اور جیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

کار تیزی سے برائٹ کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ وہی کار تھی جو کیپشن رچڑ نے کر آیا تھا اور جسے عمران نے اپنکے باہر گھیٹ کر بے ہوش کر دیا تھا۔ عمران نے کیپشن رچڑ سے تفصیلی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ کیپشن رچڑ، کرٹل مائیک کا نائب تھا۔ وہ اشیش ویگن ٹرینیس کرتا ہوا برائٹ کالونی کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا تھا۔

کیپشن رچڑ نے یہی بتایا تھا کہ فارمولہ عورت اور اس کے ساتھی لے جانے میں کامیاب ہو گے تھے۔ انہیں اس بات کا علم ذنیہ کیسروں سے ملنے والی فلموں سے ہوا تھا۔ اس عورت اور اس کے ساتھیوں نے واپسی کے لئے بھی اشیش ویگن استعمال کی تھی اس لئے لامحالہ جس کوٹھی میں یہ اشیش ویگن موجود تھی وہیں یہ عورت اور اس کے ساتھی موجود ہوں گے۔ کیپشن رچڑ نے بھی یہی

ہوئے کہا۔

”اور دوستوں کے لئے“..... عمران نے فوراً کہا۔

”ریشم کی طرح نرم“..... صدر نے لفڑ دیتے ہوئے کہا۔

”ریشم نہیں بلکہ ریشم کے کیڑے کی طرح کہو جو ساری عمر بے چارہ ریشم کا تارہتا ہے لیکن ریشم اس کے کسی کام نہیں آتا۔“ عمران نے سائینڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف کن انگھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو کار قباقیوں سے گونج اٹھی۔ جولیا اور صالحہ دونوں جو سائینڈ سیٹ پر اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں وہ بھی بے اختیار ہنس پڑی تھیں۔ عمران کا اشارہ وہ سب بخوبی سمجھ گئے تھے۔

”عمران صاحب۔ یہ مر جينا اور اس کے ساتھی ابھی تک یہاں کیوں موجود ہیں۔ انہیں اگر فارمولہ مل گیا ہے تو انہیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے تھا۔“..... صدر نے اپنی عادت کے مطابق مداخت کر کے بات کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کہا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ نہ تنویر نے پچھے بننا ہے اور نہ ہی عمران نے۔

”الحال سخت چیلنج ہو رہی ہو گی۔ پھر اس راستے پر جہاں سے ملک سے باہر جایا جا سکے اور پھر کوئی سردوں کی بھی چیلنج ہو رہی ہو گی۔ پھر مر جينا اور اس کے ساتھیوں کو خفیہ کیسروں کا علم ہی نہ ہو سکا ہو گا اس لئے وہ مطمئن ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ انہوں نے میک اپ تبدیل کر لئے ہوں گے۔ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گی کہ اشیش ویگن میں ٹریکر بھی نصب ہے جس

ہتایا تھا کہ جب وہ کرنل مائیک کے حکم پر واپس آ رہا تھا تو اس نے اس کوٹھی سے چار مردوں کو نکل کر ٹیکسی اشینڈ کی طرف جاتے دیکھا تھا اور جب وہ اس کوٹھی کے سامنے سے گزر رہا تو ایک آدمی باہر کھڑا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس عورت کا ساتھی تھا۔ کیپشن رچڈ سے معلومات حاصل کر کے عمران نے تنویر کو کرنل مائیک اور کیپشن رچڈ دونوں کو بلاک کرنے کا حکم دے دیا تاکہ یہ ان کے پیچھے نہ آ سکیں۔ دیے بھی کرنل مائیک کی ریڑھ کی ہڈی جس انداز میں چھپتی تھی اس کی وجہ سے وہ مکمل طور پر مفلون ہو چکا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی وہ حرکت نہ کر سکتا تھا اور اسی زندگی اس کے لئے بھی موت سے زیادہ عبر تاک ہو سکتی تھی اس لئے عمران نے اسے بلاک کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس کے بعد کار میں سوار عمران اور اس کے ساتھی اس عمارت سے باہر آ گئے تھے۔ یہ عمارت دارالحکومت وانا کے نواحی وزیران علاقے میں تھی اس لئے انہیں وہاں سے دارالحکومت تک پہنچے میں کافی وقت لگ گیا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ بلاکت کے لئے تنویر کو ہی کیوں کہتے ہیں۔“..... اچانک عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”یہ سیکرٹ سروں کا جلاad ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”وشنوں کے لئے میں واقعی جلاad ہوں۔“..... تنویر نے منہ بناتے

خاطب ہو کر کہا۔

”ہو سکتا ہے لیکن انہیں اطلاع کیسے مل سکتی ہے۔ کوئی لٹک تو بنتا نہیں“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال تمیں بے ہوش سے بچنے والی گولیاں ہمیشہ ساتھ رکھنی چاہئیں“..... صالح نے کہا تو جولیا ہنس پڑی۔

”ان گولیوں کے زیادہ استعمال سے آدمی شدید یا بھی ہو سکتا ہے اس لئے سوائے اشد ضرورت کے ان کا استعمال نہیں کرنا چاہئے“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو اچھا ہوا کہ میں نے ایک گولی کھائی تھی۔ میں نے سوچا کہ دوسرا گولی وہاں ضرورت پڑنے پر کھالوں گی کیونکہ اس نیارت میں عمران صاحب اگر ہوش میں نہ آتے تو ہم سب مارے جاتے“..... صالح نے کہا۔

”عمران گولیاں نہیں کھاتا بلکہ انتہائی خفت ڈھنی ورزشیں مسلسل کرتا رہتا ہے اس لئے اسے از خود پہلے ہی ہوش آ جاتا ہے“۔ جولیا نے کہا تو صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب وہ کوئی کے چھانک کے سامنے موجود تھے۔ چھوٹے چھانک کو باہر سے کندی گلی ہوئی تھی۔

”یہ ڈاچ بھی ہو سکتا ہے عمران صاحب“..... صدر نے کہا۔

”ہا۔ اس لئے سب محتاط رہیں گے“..... عمران نے کندی ہٹا کر چھوٹا چھانک کھولتے ہوئے کہا اور پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس

کی مدد سے اٹیشن ویگن کو چیک کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار برائی کا بولنی میں داخل ہو گئی۔

”ارے۔ یہ کوئی تو خالی ہے“..... عمران نے مطلوبہ کوئی کے سامنے سے گزرتے ہوئے کہا۔

”کیسے معلوم ہوا عمران صاحب“..... صدر نے چونکہ کار پوچھا۔ ”چھوٹے چھانک کی کندی باہر سے لگی ہوئی ہے“..... عمران نے جواب دیا اور پھر کار کو موڑ کر دوسری سڑک پر لے آیا۔

”اب انہیں کہاں ڈھونڈا جائے“..... صدر نے قدرے پر بیٹان ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کوئی میں سے کوئی کھویں سکتا ہے“..... عمران نے کار ایک پلک پارکنگ میں روکتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ سب کے کار سے اترنے کے بعد عمران نے کار کو لاک کیا اور پھر وہ سب پیدل چلتے ہوئے کوئی کی طرف پڑھتے چلے گئے۔ چونکہ عمران نے اسے خالی کہہ دیا تھا اس لئے سب اطمینان سے چلتے ہوئے آگے ہڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران سب سے آگے تھا۔ اس کے بعد جولیا اور صالح اور آخر میں صدر، کیپشن تکلیل اور شویر چل رہے تھے۔

”جولیا۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو اطلاع مل گئی ہو اور وہ باہر مہ کر ہماری نگرانی کر رہے ہوں“..... صالح نے آہستہ سے جولیا سے

مرجینا کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ وہ جیگر کے ساتھ دوسری کوئی تھی میں شفت ہو چکی تھی جبکہ روڈی پہلی کوئی تھی نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی تو اس نے سیل فون آن کیا تو سکرین پر روڈی کا نام ڈپلے ہو رہا تھا۔ اس نے کال انڈ کی تو روڈی نے بتایا کہ دعورتیں اور چار مرد جو سب کے سب یورپی ہیں کوئی میں داخل ہوئے ہیں اور اس نے مرجینا کی ہدایت کے مطابق کوئی کے اندر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کر دی ہے تو اس نے جیگر کو کار دے کر واپس بھیجا کہ ان افراد کو بے ہوشی کے عالم میں کار میں ڈال کر اس کوئی میں لے آئے اور جیگر کار لے کر واپس گیا ہوا تھا اور مرجینا ان کے انتظار میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔

”دعورتیں اور چار مرد۔ یہ تو پاکیشی سیکرٹ سروس والوں کی

کے پیچے اس کے سارے ساتھی اندر آ گئے۔ ”کوئی واقعی خالی لگتی ہے“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اس کی مکمل تلاشی لینا ہو گی۔ لازماً کوئی نہ کوئی کلیو وہ چھوڑ گئے ہوں گے“..... عمران نے کہا تو جولیا نے مڑ کر چھوٹا چھانک اندر سے بند کر دیا اور پھر وہ کوئی کی اندر ورنی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت واقعی خالی پڑی ہوئی تھی لیکن وہاں ایسے آنار بہرحال موجود تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی کچھ دیر پہلے ہی خالی کی گئی ہے اور پھر وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے جہاں ایک الماری کھلی ہوئی نظر آ رہی تھی کہ عمران کو باہر دور سے ہٹکی ہٹکی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی کم آواز پڑائے چلتے ہیں۔ وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کا ذہن گھومنے لگا۔ اس کی ناک سے کوئی ناماؤس ہی بوکھرائی تھی۔

”سنس روک لو“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا اور خود بھی سنس روک لیا لیکن چند لمحوں بعد ہی اس کا تیزی سے گھومتا ہوا ذہن گھری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

”عمران صاحب۔ عمران صاحب“..... ساتھ کھڑی صالح نے عمران کو ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح زمین پر گرتے دیکھ کر بے اختیار جیخ کر کہا اور آگے بڑھ کر اسے سنجالنے ہی گئی تھی کہ اس کا اپنا ذہن بھی یکخت گھری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

پاکیشا سیکرت سروس سے ہے تو ان کی موت اس کے ہاتھوں ہونا اس کے لئے بہت بڑا کریڈٹ بن جائے گی۔ پھر کافی دیر بعد جیگر ایک بار پھر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے موڈبائی انداز میں اسے سلام کیا۔

”کیا ہوا“..... مرجننا نے چوک کر پوچھا۔

”حکم کی تقلیل ہو چکی ہے میدم۔ وہ سب سوائے عورتوں کے باندھ دیئے گئے ہیں“..... جیگر نے کہا تو مرجننا بے اختیار چوک پڑی۔

”عورتوں کو کیوں نہیں باندھا“..... مرجننا نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا مطلب تھا کہ باقاعدہ انہیں نہیں باندھا گیا۔ صرف دو بیل ری کے ان کے جسموں کے گرد دیئے گئے ہیں جبکہ مردوں کے ہاتھ اور بیہر بھی کری کے بازوؤں اور پایوں سے اچھی طرح باندھ دیئے گئے ہیں“..... جیگر نے گھبراۓ ہوئے لجھے میں کہا تو مرجننا نے اطمینان پھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

”اوے۔ آؤ“..... مرجننا نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ بڑے کمرے میں روڈی بھی موجود تھا جبکہ دو عورتیں اور چار مرد بے ہوشی کے عالم میں کریبوں سے بندھے ایک قطار کی صورت میں موجود تھے۔ سامنے ایک خالی کری بھی موجود تھی۔

”ماری سے خبر نکال لاؤ۔ یہ آسانی سے سیدھے نہیں ہوں

تعداد ہے۔ تو کیا یہ لوگ پیش شور میں بلاک نہیں کے گئے تھے اور پھر ایک فوجی یونیفارم کے کیپشن کی چینگ اور اس کے بعد ان لوگوں کی کوئی میں آمد۔ یہ سب اس کے طبق سے نہیں اتر رہا تھا۔ اسے کیپشن اور پاکیشا سیکرت سروس کے درمیان کوئی لک نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ یہی سب کچھ سوچتے ہوئے ٹہل رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور جیگر اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا“..... مرجننا نے چوک کر پوچھا۔

”ہم انہیں لے آئے ہیں۔ بڑی مشکل سے ان سب کو کار کی عقبی سیٹ اور دونوں سیٹوں کے درمیان خالی جگہ پر نہونس کر لانا پڑا ہے“..... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی کار میں پڑے ہیں یہ لوگ“..... مرجننا نے کہا۔

”لیں میدم۔ اب آپ جیسے حکم دیں“..... جیگر نے کہا۔

”انہیں بڑے کمرے میں کریبوں پر بٹھا کر ریبوں سے باندھ دو۔ ان سے معلومات حاصل کرنا پڑیں گی“..... مرجننا نے کہا۔

”لیں میدم۔ حکم کی تقلیل ہو گی“..... جیگر نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا تو مرجننا ایک کری پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور فتح مندی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ یہ جو بھی تھے اب بہر حال اس کے ہاتھوں انہوں نے مارا جانا تھا اور اگر یہ دلتی پاکیشا سیکرت سروس کے لوگ ہیں تو پھر فتح کا سہرا بھی مرجننا کے سر ہی بندھنا تھا اس لئے اگر ان لوگوں کا تعلق دلتی

گے۔۔۔ مرجینا نے سامنے رکھی ہوئی کری پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جیگر مز کر کرے سے باہر چلا گیا جبکہ روڈی وہیں کرے میں موجود رہا۔

”یہ لڑکی شاید ہوش میں آ رہی ہے لیکن کیوں؟۔۔۔ اچانک مرجینا نے کری پھر بیٹھی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے جسم میں ہلکی یہ تھرہراہٹ صاف دکھائی دے رہی تھی اور یہ تھرہراہٹ آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔

”شاید اس کی جسمانی کیمیٹری ہی ایسی ہو کہ یہ زیادہ دیرے ہوشی کو برداشت نہ کر سکتی ہو۔۔۔ کری کے ساتھ کھڑے روڈی نے کہا۔

”یہ بات تم نے کس لحاظ سے کی ہے۔۔۔ میں نے تو آج تک اس بارے میں کچھ نہیں سنا۔۔۔ مرجینا نے چونک کر کہا۔

”میں نے ایک تحقیقاتی رپورٹ پڑھی تھی جس میں بے ہوشی سے ہوش میں آنے کے عمل پر تحقیق کی گئی تھی۔۔۔ روڈی نے جواب دیا۔

”ہونہ۔۔۔ ایسا واقعی ہو سکتا ہے۔۔۔ جس طرح ایک انسانی جسم کو کسی چیز سے المرجی ہوتی ہے جبکہ دوسرا دھیز عام استعمال کرتے ہیں اور انہیں کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔ واقعی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔ مرجینا نے روڈی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو روڈی کے چہرے پر سرت کے تاثرات ابھر آئے۔

ای لمحے جیگر اندر آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں ایک خیبر کپڑا ہوا تھا جو اس نے مرجینا کو دے دیا۔

”رسیوں کی گاٹھیں چیک کرو اور خصوصاً اس لڑکی کی جو ہوش میں آ رہی ہے۔۔۔ مرجینا نے جیگر کے ہاتھ سے خیبر لیتے ہوئے کہا تو جیگر کری کسیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کریوں کے عقب میں جا کر اس نے باری باری سب کی رسیوں کی گاٹھوں کو چیک کیا اور خصوصی طور پر اس لڑکی کی رسیوں کو چیک کیا جو آہستہ آہستہ ہوش میں آ رہی تھی۔

”سب ٹھیک ہے میڈم۔۔۔ جیگر نے کہا۔

”اوکے۔۔۔ تم دونوں اب باہر جاؤ اور فرشت اور عقبی دونوں اطراف میں الٹ رہو۔۔۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ میں ان سے خود ہی پوچھ چکھ کر لوں گی۔۔۔“ مرجینا نے کہا۔

”لیں میڈم۔۔۔“ دونوں نے کہا اور مز کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ مرجینا کی نظریں اس ہوش میں آتی ہوئی لڑکی پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ پہلے اس کے چہرے کے اعضاء پھر پھرائے پھر اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن وہ اس طرح مسلسل آنکھیں جھپک رہی تھی جیسے آنکھیں جھپکانے کی پریکش کر رہی ہو۔۔۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور لاشعوری طور پر اس نے اشخے کی کوشش کی لیکن رہی کے دو بلوں کی وجہ سے اس کا جسم ہلکا سا جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میرا جسم بندھا ہوا ہے۔ کیا مطلب۔" لڑکی کے منہ سے بے اختیار ایشیائی زبان کے الفاظ لٹکے تو کرسی پر پیٹھی ہوئی مر جینا بے اختیار کری سے اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم پاکیشیائی ہو۔ تم وہی زبان بول رہی ہو۔ ویری گذ۔ اب تمہیں ہلاک کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ وہاں پیش شور میں اسلخ جام ہو گیا تھا۔ وہاں یقیناً جا مر گئے ہوئے ہوں گے لیکن یہاں کوئی ایسی مشینری موجود نہیں ہے۔" مر جینا نے جلد جلد بولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جیکٹ کی ایک جیب سے اس نے مشین پسل نکال لیا۔

"تم کون ہو اور ہمیں کیوں باندھا گیا ہے۔" اچانک اس لڑکی نے خالصتاً یورپی زبان اور لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا تو مر جینا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم پسلے پاکیشیائی زبان میں بات کر چکی ہو۔ اب یورپی زبان بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔" مر جینا نے دوبارہ کرسی پر بینختے ہوئے طریقہ انداز میں ہستے ہوئے کہا۔

"اپنی زبان کے علاوہ میں تارکی زبان بھی بول سکتی ہوں۔ یہ تم پاکیشیا کا نام کیوں لے رہی ہو۔ میرا ایشیا سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔" لڑکی نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

"تم جو مرضی آئے کہو۔ تم نے لاشوری طور پر پاکیشیائی زبان بولی ہے اس لئے تم پاکیشیائی ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھیوں

میں عمران کون ہے۔" مر جینا نے سخت لجھے میں کہا۔

"عمران۔ یہ کیسا نام ہے۔ ہم میں تو کوئی عمران نہیں ہے۔ یہ تو مشرقی ناپ کا نام ہے۔" لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے زیادہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک لمحے میں دونوں آنکھیں نکال کر ہٹھی پر رکھ دوں گی۔ سمجھیں۔ میرا نام مر جینا ہے مر جینا۔" اس بار مر جینا نے چیختے ہوئے لجھے میں کہا۔

"اچھا نام ہے۔ میرا نام مار گریٹ ہے اور ہمارا تعلق سوتویا سے ہے۔ ہم سب یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں۔ ہمیں ریکل اشیٹ ڈیلر نے برائی کا لوٹی کی ایک کوٹھی دی۔ جب ہم وہاں پہنچنے تو وہاں تالے کی بجائے چھوٹے چھاٹک کو باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ ہم اندر گئے تو اچانک نامانوسی بو ہماری ناکوں سے نکرائی اور ہم بے ہوش ہو گئے۔ اب مجھے ہوش آیا تو ہم اس حالت میں یہاں موجود ہیں اور تم ہم پر مشرقی ہونے کا شک کر رہی ہو۔ کبھی مشرقی نام لیتی ہو، کبھی مشرقی زبان بولنے کا کہتی ہو۔ اگر میں نے لاشوری طور پر کچھ بولا بھی ہو گا تو وہ تارکی زبان ہو گی کیونکہ میں اپنے بچپن میں تارکی اپنے ماں باپ کے پاس چل گئی تھی اور وہاں گریجویشن کرنے کے بعد سوتویا واپس آئی اس لئے تارکی زبان بھی مجھے بخوبی آتی ہے۔" صالح نے باقاعدہ بیان دینے کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

342

"بہونہہ۔ تارکی والی بات درست ہو سکتی ہے کیونکہ آدمی تارکی یورپ میں ہے اور آدمی ایشیا میں اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم نیک کہہ رہی ہو لیکن اب تم زندہ واپس نہیں جا سکتیں۔ یہ میرے ہاتھ میں مشین پٹل دیکھ رہی ہو۔ میں صرف ٹریگر دباوں کی اور تم جوانی میں ہی اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گی اس لئے جوچ ہے وہ بتا دو۔ میرا وعدہ کہ میں کم از کم تمہیں تو زندہ رہنے کا موقع بخش دوں گی"..... مرجننا نے کہا۔

"سوری۔ جوچ تھا وہ میں نے بتا دیا۔ اب تمہاری مرضی۔ جو چاہو کرو۔ میں بندھی ہوئی ہوں اور پھر لڑنے بھڑنے سے ہمارا کیا تعلق۔ ہم تو سشو نیا کی یونیورسٹی سے متعلق ہیں۔ پڑھنا پڑھانا ہمارا کام ہے"..... صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے مرجننا کو حق بھجتی ہو۔ پچھے بھجتی ہو۔ چلو تم چھٹی کرو۔ میں تمہارے ساتھیوں کے طبق میں انگلی ڈال کر سب کچھ انگوالوں گی"..... مرجننا نے یکخت اس طرح طبق کے بل چینتے ہوئے کہا جیسے اسے ہسڑیا کا دورہ پڑ گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پٹل والا ہاتھ اوپر انھا کر سیدھا کیا اور ٹریگر پر اس کی انگلی نے تیزی سے حرکت کی تو صالح کو ایک لمحے کے لئے تو پہی خیال آیا کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے لیکن دوسرے لمحے اس نے بے بس کی موت سے جدو ججد کر کے مرنے کو ترجیح دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پلک جھکنے سے بھی کم عرصے میں وہ کری سمیت اچھل کر

343

مرجننا کے اوپر آ پڑی اور مرجننا چھینت ہوئی کری سمیت پشت کے بل یچھے گری جبکہ صالح کری سمیت اس کے اوپر جا گری تھی لیکن دوسرے لمحے مرجننا نے دونوں ہاتھوں سے اسے زور سے دھکا دیا اور صالح چھینت ہوئی اچھل کر کری سمیت یچھے جا گری اور اس کے ساتھ ہتھ کڑا کے کی آواز کے ساتھ ہی کری ثوٹ گئی۔ کری نوٹنے کی وجہ سے رہی کے بل خاصے ڈھیلے پڑ گئے اور اس کے ساتھ ہی صالح بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور نتیجہ یہ کہ وہ کری کی بندش سے آزاد ہو گئی۔ ادھر مرجننا ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والے مشین پٹل کی طرف لپکی اور جب تک صالح کری کی بندش سے آزاد ہو کر سنبھلتی مرجننا نے مشین پٹل سیدھا کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا اور ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی صالح ایک جھنکا کھا کر واپس گری اور اس طرح ترپنے لگی جیسے ذرع ہوتے ہوئے بکری ترپتی ہے اور صالح کی یہ حالت دیکھ کر مرجننا کے منہ سے نکلنے والے قلقبے سے کمرہ گونخ انھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ تم نے مر جینا پر حملہ کیا۔ اس مر جینا پر مجھے آج تک بڑے سے بڑا مارٹل آرٹ کا ماہر بھی انگلی نہیں لگا سکا۔ تمہاری حالت یہی ہونی تھی اور دیکھو میں اب تمہیں کیسے چھلنی کرتی ہوں؟..... اس عورت جس نے اپنا نام مر جینا لیا تھا نہیں یانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن اسی نئے ترقیتی ہوئی صالح اس طرح اچھلی جیسے پوری قوت سے چھکنگی ہوئی گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس آتی ہے۔ اس طرح صالح کسی اڑن سانپ کی طرح تقریباً اڑتی ہوئی پوری قوت سے مر جینا سے ٹکرائی۔ یہ ٹکرا اس قدر شدت کا تھا کہ صالح مر جینا کو ساتھ لئے عقبی دیوار کے ساتھ ایک زوردار دھماکے سے نکرائی اور پھر وہ دونوں ہی ایک دھماکے سے نیچے گریں اور نیچے گرنے کے بعد صالح تو بے حس و حرکت پڑی رہ گئی جبکہ مر جینا اس طرح اٹھنے لگی جیسے اٹھنے میں اسے بے حد کوشش کرنی پڑ رہی ہو۔ وہ دیوار پر دونوں ہاتھ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کا سر بار بار اس طرح دائیں باائیں حرکت کر رہا تھا جیسے اس کے سر کو جھکلے لگ رہے ہوں لیکن وہ مسلسل اٹھنی بھی جا رہی تھی۔ عمران اپنے ہاتھ آزاد کرنے میں لگا ہوا تھا لیکن گائھیں اس انداز میں باندھی ٹھیک ہیں کہ وہ کسی صورت اس کی انگلیوں کی گرفت میں نہ آ رہی تھیں۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

”میڈم کیا ہوا۔ آپ کو کیا ہوا میڈم؟..... اس آدمی نے اندر

عمران کے جسم نے جھٹکا سا کھلایا اور اس کے تاریک ذہن پر کسی قبیلے نے ایسے اثر ڈالا جیسے کسی نے بم مار دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا تاریک ذہن یکخت اس طرح روشن ہو گیا جیسے انہیرے کرے میں لائٹ جلنے سے روشنی پھیل جاتی ہے۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس کے جسم نے ایک بار پھر جھٹکا کھلایا کیونکہ سامنے فرش پر صالح اس طرح ترپ رہی تھی جیسے بکری ذبح ہوتے ہوئے ترپتی ہے اور سامنے ایک عورت ہاتھ میں مشین پھل پکڑے اس طرح قبیلہ لگا رہی تھی جیسے اس نے پوری دنیا کو فتح کر لیا ہو۔ اس کے قبیلے میں نہیں یانی پن تھا اور شاید قبیلے کے اس نہیں یانی پن نے عمران کے ذہن پر دھماکے کر کے اسے تاریکی سے روشنی میں تبدیل کر دیا تھا لیکن صالح کی حالت دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک بار پھر دھماکے شروع ہو گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیا ہوا ہے۔

وہ دیکھ رہا تھا وہ ان سب کے لئے انتہائی خطرناک تھا۔ صالحہ گو بار بار بہت کر رہی تھی لیکن اس کی جو حالت نظر آ رہی تھی وہ انتہائی تشویش ناک تھی اور اب مرجنہا کا مشین پسل اٹھا لینا سب سے خطرناک بات تھی کیونکہ وہ انتہائی آسانی سے صالحہ اور عمران اور اس کے پے ہوش پڑے ساتھیوں پر فائر کھول سکتی تھی اور پھر عمران کا خدشہ درست ثابت ہوا۔

مرجنہا نے مشین پسل کا رخ عمران کے ساتھ کرسی پر موجود صدر کی طرف کیا اور پھر عمران کی شدید خواہش کہ کسی طرح مرجنہا فائر گل نہ کر سکے غلط ثابت ہوئی اور عمران کا دل اس زور سے ڈھرنا چیز سے سینہ پھاڑ کر باہر آ گرے گا اور یعنی اسی لمحے اس کی انگلیاں گانٹھ سے ٹکرائیں یعنی شاید اب اس کے پاس بالکل ہی نہ تھا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ مرجنہا نے جیگر دبا دیا تھا لیکن پسل کی ہال سے گولیاں لکھنے کی بجائے کنک کنک کی آوازیں برآمد ہوئیں۔ مشین پسل کا یا تو میگزین فتح ہو گیا تھا یا پھر اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی اور عمران نے یہ دیکھتے ہی گانٹھ کھولنے کی کوششیں شروع کر دیں جبکہ مرجنہا نے مشین پسل پھینک کر ریختے ہوئے اس طرف کو بڑھنا شروع کر دیا جدھر اس کا اپنا مشین پسل پڑا ہوا تھا لیکن فاصلہ کافی تھا جبکہ مرجنہا گھٹ گھٹ کر آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ بظاہر زخمی نظر نہ آ رہی تھی بلکہ صالحہ کے جسم سے خون لکھنا عمران کو نظر آ رہا تھا۔ عمران اس

داخل ہوتے ہی مرجنہا سے مخاطب ہو کر کہا اور دوڑتا ہوا مرجنہا کی طرف بڑھا۔

”جیگر۔ جیگر۔ مشین پسل سے ان سب کا خاتمہ کر دو۔“ مرجنہا نے، جواب انھوں کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو چکی تھی لڑکھڑائے ہوئے لجھے میں آنے والے سے کہا تو جیگر تیزی سے مڑا اور اس نے جیپ سے مشین پسل نکال کر اس کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جیگر دبا تا فرش پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی صالحہ نے یکفتوں اس طرح حرکت کی جیسے سائب اپنا جسم سہیتا ہے۔ اس کی ناگزینی لیکھت اس کے پیسے کی طرف مشین تو ان کی زد میں نہ صرف جیگر بلکہ لڑکھڑاتی ہوئی مرجنہا بھی آگئی اور وہ دونوں چیخنے ہوئے پنج گرے تو جیگر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسل اس کے ہاتھ سے نکل کر پیچے جا گرا۔ مشین پسل کے فرش پر گرنے کی آواز سے جیسے صالحہ کو قوت مل گئی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسل جھینٹا اور دوسرے لمحے تڑپاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی گولیاں جیگر کے جسم پر بارش کی طرح پڑنے لگیں لیکن چند لمحوں بعد نہ صرف گولیاں چلتا بند ہو گئیں بلکہ مشین پسل بھی صالحہ کے ہاتھ سے پنج گر کیا اور اس کا جسم ایک بار پھر بے حس و حرکت ہو گیا لیکن اسی لمحے مرجنہا ریختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر صالحہ کے ہاتھ سے گرا ہوا مشین پسل اٹھا لیا۔ عمران کا ذہن تیزی سے گھوما کیونکہ جو کچھ

وہ بے حد سادہ تھیں۔ شاید پیر جگنے والوں کا خیال تھا کہ چونکہ اپری جسم بندھا ہوا ہے اور ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں اس لئے وہ یہ سادہ گانٹھیں بھی نہیں کھول سکے لیکن یہی سادہ گانٹھیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے بچاؤ کا ذریعہ بھی ثابت ہو رہی تھیں کیونکہ ایک ایک لمحہ موت یا زندگی کا لمحہ بن چکا تھا۔ جس لمحے عمران نے گانٹھیں کھول کر اپنے آپ کو مکمل طور پر آزاد کر لیا۔ اسی لمحے روڈی نے مر جینا کی بات سنتے ہی تیزی سے جیب سے مشین پسل نکالا اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ عمران اور روڈی کے درمیان کافی فاصلہ تھا اور ظاہر ہے کہ عمران اب اڑ کر روڈی تک نہ پہنچ سکتا تھا لیکن اس نے موقع ضائع کرنے کی بجائے اس طرح کری پڑیں گے جب لیا جیسے کوئی بھوکا چیزاں اپاٹک اپنے شکار پر حملہ کر دیتا ہے لیکن روڈی بھی تربیت یافتہ آدمی تھا۔ اس نے عمران کے پہنچے سے پہلے ہی مشین پسل کا زرگر دیا اور تر تراہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں عمران کی طرف پیکیں لیکن عمران فضا میں ہی یکنہ غوطہ کھا گیا۔ اس کا اوپری جسم بھل کی ہی تیزی سے پہنچ جھکا اور گولیاں اس کے جسم کے اوپر سے پہنچنیں میز کے فاصلے سے نکل کر عقبی دیوار سے گمراہ گئیں لیکن پھر اس سے پہلے کہ روڈی اپنا پسل والا ہاتھ پہنچے کرتا عمران کی دونوں ٹانگیں بھل کی ہی تیزی سے گھومیں اور روڈی کے ہاتھ پر ہاری قوت سے لگیں اور مشین پسل روڈی کے ہاتھ سے نکل کر

دوران گانٹھ کھول لینے میں کامیاب ہو گیا تو وہ تیزی سے اپنے ہمدرد کھولنے کے لئے نیچے کی طرف جھکا ہی تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سن کر عمران ایک جھلکے سے سیدھا ہوا تو ایک آدمی اندر کھڑا حیرت بھری نظروں سے کمرے کا منظر دیکھ رہا تھا۔

”میڈم۔ میڈم۔ آپ کو کیا ہوا“..... اس آدمی نے اچانک چینختے ہوئے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا مر جینا کی طرف بڑھا۔

”روڈی۔ روڈی۔ انہیں گولیاں مار دو“..... یکنہ مر جینا نے ہڈیاں انداز میں چینختے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ سے اب مشین پسل ڈیڑھفت دور رہ گیا تھا لیکن عمران اس آدمی روڈی کے اندر آنے کے بعد آئندہ کی پوزیشن سمجھ گیا تھا۔ اس آدمی کے ہاتھوں اس سمیت سب ختم ہو سکتے تھے۔ صالحہ یا تو ختم ہو چکی تھی یا بے ہوش پڑی تھی اس لئے اس کی طرف سے اب مزید کسی تحفظ کا اقدام سامنے نہ آ سکتا تھا۔ ویسے اس نے اپنی بہت سے بڑھ کر کار کر دگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ عمران چونکہ خود اس کی جدوجہد کو دیکھتا رہا تھا اس لئے اس کے دل میں صالحہ کے لئے ستائش کے تاثرات موجود تھے لیکن اب موجودہ حالات میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تحفظ اس کے ذمے آ گیا تھا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے پیروں پر بندھی ہوئی گانٹھیں دونوں ہاتھوں سے بیک وقت کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور پھر یہ اس کی خوش تھمتی تھی کہ پیروں پر جو گانٹھیں لگائی گئی تھیں

ایک جھکے سے انھ کر دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ شاید جان کے خوف کی وجہ سے باقی ہر بات بھول چکی تھی اور اس میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ وہ اس طرح انھ کر بھاگ سکے لیکن صالح کی آواز سن کر اوپر کو اٹھتے ہوئے عمران کا بازو گھوما اور دوڑنے کی کوشش کرتی ہوئی مرجینا اپنی پسلیوں پر عمران کی ہتھیلی کی ضرب کھا کر چھینتی ہوئی پہلو کے بل فرش پر جا گئی اور عمران نے لات چلائی اور گر کر اٹھنے کی ایک بار پھر کوشش کرتی ہوئی مرجینا کپٹی پر ضرب کھا کر ایک بار پھر نیچے گری اور ساکت ہو گئی۔ عمران تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ اس نے صدر کے عقب میں جا کر اس کے ہاتھ کھولے اور پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ اس کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا کیونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ باہر جیگر اور روڈی کی طرح اور کتنے مسلخ اور تربیت یافت افراد موجود ہیں اور صالح گو ہوش میں تو تھی لیکن اس کی اصل حالت کیا ہے۔ چند لمحوں بعد صدر کے جسم میں حرکت کے آثار غمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور ساتھ پیٹھے ہوئے کیپین ٹکلیل کی طرف مڑ گیا۔ عمران نے اس کے ہاتھ کھولے اور پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ اس دوران صدر کی آنکھیں کھل گئیں۔

"صدر۔ صدر۔ ہوش میں آؤ۔ ہم شدید خطرے میں ہیں۔"

عمران نے تیز لمحے میں کہا تو صدر کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ

ایک دھماکے سے دور کونے میں جا گرا۔

پھر اس سے پہلے کہ روڈی سنبھلتا عمران نے ایک بار پھر غوطہ کھایا اور اس کا اڑتا ہوا جسم اس جگہ کے قریب جا پڑا جہاں مرجینا اپنے مشین پسل کو اٹھانے کے لئے گھست رہی تھی لیکن اس وقت وہ رکی ہوئی تھی۔ جب روڈی نے عمران پر فائر کھولا تھا اس لئے ابھی وہ اس مشین پسل سے چند فٹ کے فاصلے پر تھی۔ روڈی کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پسل کافی دور جا گرا تھا اس لئے عمران نے مرجینا والے مشین پسل پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس لئے وہ غوطہ لگا کر اس مشین پسل کے قریب جا گرا تھا اور پلک جھکنے میں وہ اچھل کر جب سیدھا ہوا تو مشین پسل اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ سب کچھ پلک جھکنے میں مکمل ہو گیا تھا۔ پلک جھکنے سے پہلے روڈی نے عمران پر فائر کھولا تھا لیکن پلک جھکنے کے عرصے میں روڈی نہ صرف مشین پسل سے محروم ہو چکا تھا بلکہ مشین پسل عمران کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید ایک لمحہ گزرا کرے میں تر تراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی روڈی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہ گیا۔ عمران نے فائر گن روکی اور تیزی سے صالح کی طرف رکا۔

"م۔ م۔ میں نہیک ہوں" صالح کی مددم ہی آواز سنائی دی۔ صالح ہوش میں تھی لیکن شاید خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے وہ حرکت کرنے سے قادر ہو گئی تھی۔ اسی لمحے عمران نے مرجینا کو

ہوش میں آتے ہی لا شعوری طور پر ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا لیکن پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ آگے کی طرف جھکا ہی تھا کہ اسے پیر بندھے ہونے کا شعور ہو گیا اور وہ دوبارہ کری پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے جھٹک کر چند لمحوں میں ہیر آزاد کرالئے۔ اس دوران کیپن شکلی ہوش میں آپ کا تھا۔

”انہیں سنبھالو۔ میں باہر چیک کرتا ہوں۔ صالح شدید رخی ہے۔ جولیا کو ہوش میں لے آؤ۔ وہ صالح کو سنبھالے گی۔“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مشین پسل وہ پہلے ہی جیب میں ڈال چکا تھا۔ پھر اس نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مشین پسل جیب سے نکال لیا لیکن باہر آ کر اس نے پوری کوئی کوئی کیا مگر وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ایک کمرے میں اسے الماری میں رکھا ہوا میڈیکل باکس نظر آ گیا تو وہ میڈیکل باکس اٹھائے واپس مڑا اور جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو جولیا، صالح پر بھی ہوئی تھی جبکہ کیپن شکلی، تونیر کو ہوش دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

”صفدر۔ تم اس عورت مر جینا کو اٹھا کر کسی کری پر مضبوطی سے باندھ دو۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنت ہے اس لئے خیال رکھنا۔ میں جولیا کے ساتھ مل کر صالح کی بیڈنگ کرتا ہوں۔“..... عمران نے میڈیکل باکس صالح کے قریب فرش پر رکھتے ہوئے ساتھ کھڑے صدر سے کہا تو صدر سر ہلاتا ہوا مر جینا کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران

نے میڈیکل باکس کھولا اور پھر جولیا کی مدد سے اس نے صالح کے جسم میں موجود گولیاں پہلے باہر نکالیں۔ اسے دو گولیاں لگی تھیں۔ ایک دا کمیں پسلیوں پر اور دوسری با کمیں کاندھے پر۔ پسلیوں پر لگنے والی گولی ترچھی ہو کر سائیڈ میں چلی گئی تھی اس لئے زخم زیادہ کاری نہ تھا اور کاندھے پر لگنے والی گولی بھی کاندھے کی پشت پر موجود تھی اس لئے صالح نہ صرف ہوش میں تھی بلکہ اس کے جسم سے زیادہ خون بھی نہ نکلا تھا۔ البتہ وہ انھ کر کھڑی ہونے کے قابل نہ تھی۔ بیڈنگ کے بعد عمران نے اسے چند ضروری انجکشن لگائے اور جب صالح کی حالت خاصی سدھ رگئی تو عمران نے میڈیکل باکس بند کیا اور صالح کو کری پر بٹھانے کا کہہ کر وہ اس کری کی طرف بڑھا جس پر مر جینا کو بٹھا کر ری سے باندھا گیا تھا۔

”سوائے جولیا کے باقی سب باہر کا خیال رکھیں۔ کسی بھی لمحے ان کے دوسرا سے ساتھی آ سکتے ہیں جبکہ صدر۔ تم اس پوری کوئی کی تفصیل سے علاشی لو۔ مر جینا فارمولہ لے اڑی تھی۔ ہم نے وہ فارمولہ حاصل کرنا ہے۔ کیپن شکلی تمہارا ساتھ دے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”اس مر جینا سے ہی پوچھو۔ یہ خود بتائے گی کہ فارمولہ کہاں ہے۔“..... جولیا نے تیز لمحے میں کہا۔

”صالح نے جس بہت اور بہادری سے کام لیا ہے اس کی وجہ سے میں عورتوں کے خلاف کوئی بات نہیں کرنا چاہتا ورنہ دنیا میں

”میں اس کی دونوں آنکھیں نکال دوں گی۔ اس کی ناک کاٹ دوں گی۔ اس کے جسم پر اتنے زخم لگاؤں گی کہ کمپیوٹر بھی ان کی گنتی مکمل نہ کر سکے گا۔ اس نے صالح اور ہمیں مارنے کی اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے۔ یہ تو صالح کی ہمت اور تمہاری پھرتی نے کام دکھا دیا ورنہ ہم سب اس وقت عالم برزخ میں پہنچ چکے ہوتے۔ یہ کسی رعایت کی مستحق نہیں ہے۔۔۔۔۔ جو لیا نے پھنکارتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”میں نے کہا ہے کہ یہ تربیت یافتہ پر ایجنت ہے اس لئے اس نے لازماً وہ کورس کیا ہوا ہو گا جس کے بعد اس نے اپنے ذہن کو اس انداز میں بلینک کر لیا ہے کہ اسے کسی درد یا چوت کا احساس نہ کرے گا اور یہ بہر حال ایک عورت ہے اور عورت کے ناک کے تنقیح کا نا غیر مہذب بات ہے اور اگر یہ مر گئی تو ہم ہمیشہ کے لئے اس اہم ترین فارمولے سے ہاتھ دھون پہنچیں گے“..... عمران نے جواب دتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے کیسے الگواو گے۔ کیا ذہن سے خیالات چیک کر کر ابھی آئندہ انسفہ کر سکتے ہیں جو لانے کے لئے۔"

”سپر ایجنت کو ایسے حربوں سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال دیکھو۔ اس کا رو عمل دیکھ کر کوئی فیصلہ کرنا پڑے گا۔“..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ تم کیا کرتے ہو"..... جولیا

تین ضدیں مشہور ہیں۔ ایک بادشاہ کی ضد، دوسری عورت کی ضد، اور تیسرا بچے کی ضد اور مرجیانہ صرف عورت ہے بلکہ تربیت یا انت پر ابجٹ بھی ہے اس لئے اس کی ضد عام عورتوں کی ضد سے کئی گنازیادہ ہو سکتی ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ ہمارے ہوش میں آنے سے پہلے یہاں کیا ہوا تھا۔ آپ نے کوئی تفصیل نہیں بتائی۔ اب آپ صالح کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ ہمیں بتائیں تو کہی کہ کیا ہوا ہے۔“
کیپشن شکیل نے کہا تو عمران نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر آخری لمحے تک پوری تفصیل بتا دی تو جولیا اور توری سمیت سب کے پھرول پر صالحہ کے لئے تحسین کے شدید تاثرات ابھر آئے کیونکہ انہیں اب اندازہ ہوا تھا کہ صالحہ نے زخمی ہونے کے باوجود اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بچانے کے لئے جو جان لیوا جدو جہد کی تھی اس کا شاید کوئی بدلتا ہی نہ تھا اور پھر صدر، کیپشن شکیل اور توری تینوں صالح کی طرف تحسین آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے یہ ورنی دروازے کی طرف پڑھ گئے۔

”تمہارے پاس کچھ ہو گا۔ وہ مجھے دو۔ میں اس مر جینا سے معلوم کرتی ہوں کہ فارمولہ کہاں ہے“..... جولیا نے کہا۔

”تم کیا کرو گی۔ خیبر سے اس کی ناک کے نتھنے کاٹ کر اس سے معلوم کرو گی یا کچھ اور کرو گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جو لیا نے یہ فقرہ اس لئے کہا ہے کہ اسے یقین ہے کہ عمران مر جینا کے لئے زم گذرا رکتا ہے۔

”اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ۔“
عمران نے کہا تو جو لیا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ وہ عمران سے اپنے جذبائی لگاؤ کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض بھی جلدی ہو جاتی تھی اور عمران کے عام سے فقرے پر خوش بھی ہو جاتی تھی اور عمران چونکہ ان معاملات کو ذہنی طور پر سمجھتا تھا اس لئے وہ دانتہ ایسے فقرے بولتا رہتا تھا۔ اب بھی جو لیا کو گو پبلے سے معلوم تھا کہ عمران سوائے اشد ترین ضرورت کے کسی عورت کا خود ناک اور منہ بند کر کے اس کو ہوش میں لانے سے گریز کرتا ہے لیکن عمران نے چونکہ جو لیا سے کہا تھا کہ وہ مر جینا کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لانے اور خود اس نے ایسا نہ کیا تھا اس لئے جو لیا اس کی ذہنی پاکیزگی پر خود ہی سوچ کر خوش ہو گئی تھی۔ عمران بھی اس کا چہرہ کھل اٹھتے دیکھ کر مکرا دیا۔
جو لیا آگے بڑھی اور اس نے کری کے عقب میں جا کر بے ہوش مر جینا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب مر جینا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور صاط کے ساتھ پڑی خالی کری پر بیٹھ گئی جبکہ عمران سامنے والی کری پر بیٹھ چکا تھا جو پبلے فرش پر گری

ہوئی تھی جسے اٹھا کر عمران نے سیدھا کر لیا تھا۔ عمران کی نظریں مر جینا پر بھی ہوئی تھیں جبکہ جو لیا بھی گروں موڑ کر مر جینا کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ ہوش میں آتے ہی مر جینا نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسما کر رہ گئی۔ پھر اس نے نظریں گھما کر ہاں کا جائزہ لیا اور اس کے بعد اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں موجود خلاء کو محبوس کر لیا اور اب وہ سمجھ گیا تھا کہ مر جینا کے ساتھ کیا ہوا تھا اور وہ کیوں بے بس ہو گئی تھی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ جب صاط نے اس پر حملہ کیا تھا تو وہ اسے دھکیل کر عقیقی دیوار تک پوری قوت سے لے گئی تھی اور مر جینا کا سر اس دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس کے بعد ہی مر جینا میں وہ قوت نہ رہی تھی جس کا عام حالات میں وہ اظہار کرتی تھی۔ پہلے تو وہ سمجھنے سکا تھا کہ مر جینا کو کیا ہوا ہے لیکن اب اس کی آنکھوں میں موجود ہلکا سا خلاء دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے ذہن کو چوت لگی ہے جس سے پوری طرح اب بھی نہیں سنبھل پا رہی۔

”تمہارا نام مر جینا ہے اور تم فان لینڈ کی بلیو اینجنی کی سپر ایجنت ہو۔ تم نے ہی چیل سٹور پر حملہ کر کے وہاں سے پاکیشیائی فارمولا ازا لیا اور تم نے ہی کاٹریا کے سپر ایجنت آئشن کو اس کے ساتھیوں سمیت ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا۔“..... عمران نے ہر سپاٹ سے لبجھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

دیوار سے ضرور نکرانی لیکن ایسا تو اکثر ہوتا رہتا ہے۔ مجھے جیسی پر ایجنت کو ایسے نکراوے سے کیا فرق پڑتا ہے لیکن اس بار میرا ذہن اس طرح ناکارہ ہو گیا جیسے ہزاروں نکلوں میں بٹ گیا ہو۔ میں نے اپنی قوت ارادی کے بل بھرپور کوشش کی لیکن پھر تم پر اسرار طور پر آزاد ہو کر میدان میں کوڈ پڑے۔ یہ سب تمہاری موجودگی میں کیوں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ مرجننا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پیش سنور میں تم نے بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس فائر کی تھی جس کی وجہ سے ہم سب جواندہ تھے بے ہوش ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہا۔۔۔ تم ہم سے چند منٹ پہلے گیٹ توڑ کر اندر داخل ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ مرجننا نے جواب دیا۔

”جبکہ اس سے پہلے ہم نے بھی اندر بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس فائر کی تھی اور جب فضا میں ایسی گیس کی زیادتی ہو جائے تو ہر قسم کی مشینری اور میکنزم جام ہو جاتا ہے۔ اسلحہ جام ہماری وجہ سے نہیں ہوا بلکہ تمہاری وجہ سے ہوا تھا اور جہاں تک یہاں تمہارے ذہن کو سخت چوت لگنے کی بات ہے تو ایسا اس وقت ہوتا ہے جب سر کا عقبی حصہ پوری قوت سے کسی ٹھوس چیز سے نکراتا ہے۔ میری ساتھی نے جس طرح حملہ کیا تھا اس میں اس نے اپنی پوری قوت استعمال کی تھی اور تمہارے سر کا عقبی حصہ پوری قوت سے دیوار سے نکرا�ا۔ اگر تم گردن تھوڑی سی بھی موڑ لیتی تو اس

”تم کون ہو۔۔۔۔۔ مرجننا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اتنا سوال کر دیا۔

”تم ابھی تک نہیں سمجھ سکی۔ میں اپنا تعارف کر ا دیتا ہوں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مرجننا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے تعارف کے بعد مرجننا کی آنکھوں میں ذہنی چوت کی وجہ سے جو خلاء نظر آ رہا تھا وہ بھر چکا تھا اور وہ پوری طرح شعور میں آ گئی تھی۔ شاید یہ اس کے تعارف کا نتیجہ تھا۔

”تمہاری ساتھی عورت واقعی بے حد بہادر ہے۔ اس نے جس انداز میں میرا اور میرے ساتھیوں کا مقابلہ کیا ہے اس نے مجھے حیران کر دیا۔ کاش دیوار سے نکلا کر مجھے ذہنی چوت نہ لگتی اور میں پوری طرح ہوش میں رہتی تو نتیجہ مختلف نکلتا۔ بہر حال تم جو کوئی بھی ہو یہ سن لو کہ تمہیں خالی ہاتھ واپس جانا ہو گا۔ تم مجھے ہلاک تو کر سکتے ہو لیکن تم میری زبان نہیں کھلوا سکتے۔ ویسے مجھے ایک بات اب بھی سمجھ نہیں آئی کہ پیش سنور میں تم بے ہوش پڑے تھے اور ہم نے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر حیرت انگیز طور پر اسلحہ جام ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ وہاں کوئی خصوصی مشینری نصب ہو گی جس کی وجہ سے وہاں اسلحہ جام رہتا ہو گا لیکن یہاں بھی وہی ہوا۔ تمہاری ساتھی عورت نے مجھے دھکیل کر دیوار سے نکرا�ا اور میں اس

نے یکخت غصیلے لبجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”یہ عکنڈ عورت ہے۔ اسے معلوم ہو چکا ہے کہ تم اس کے
باتھ سے نکل چکی ہے اس لئے یہ اپنی زندگی کو ایک ایسے فارمولے
کے لئے جو اس کے ملک کی ملکیت بھی نہیں ہے اور جسے ہم بعد
میں بھی حاصل کر سکتے ہیں واؤ پر نہیں لگائے گی۔“..... عمران نے
کہا۔

”سو ری۔ میرے پاس کوئی فارمولہ نہیں ہے۔ تم سے یا تمہاری
اس عورت سے جو ہو سکتا ہے کرلو۔“..... مرجننا نے یکخت سپاٹ
لبجے میں کہا تو جولیا کری سے اٹھ کر عمران کی طرف بڑھنے لگی۔
”مجھے دنخبر۔ میں دیکھتی ہوں کہ یہ کیسے نہیں ہوتی۔“..... جولیا
نے غصیلے لبجے میں کہا۔

”تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ یہ بسیر خبر کے بھی ہو لے گی۔“
عمران نے قدرے سخت لبجے میں کہا تو جولیا ہونٹ چباتی ہوئی مزدی
اور واپس جا کر صالح کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے
چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے مرجننا سے زیادہ عمران پر
غصہ آ رہا ہے۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ عمران اس مرجننا
کے لئے زم گوشہ اپنے دل میں رکھتا ہے اس لئے وہ اس پر تشدد
بھی نہیں کر رہا لیکن عمران کے سخت لبجے سے وہ مجبوراً واپس جا کر
کرسی پر بیٹھ گئی کیونکہ بہر حال عمران اس وقت لیڈر تھا اور ڈپلن
قائم رکھنے کے لئے اس کا حکم مانتا پڑتا تھا۔

حالت سے بچ جاتی لیکن تم نے گردن سیدھی رکھی جس کا نتیجہ جو
نکنا تھا وہ نکلا۔“..... عمران نے مزیدوضاحت کرتے ہوئے کہا۔
”تم سائنس دان ہونے کے باوجود اس فیلڈ میں کیوں آئے
ہو۔“..... مرجننا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تاکہ تم جیسی ایجنسوں کو سبق پڑھا سکوں۔ بہر حال اب باقیں
بھی بہت ہو گئی ہیں اور تم بھی اب پوری طرح ہوش میں ہو۔ تم
نے سچیش سور سے فارمولہ ازاں ہے اور یہ طے ہے کہ وہ فارمولہ
تمہارے پاس ہے۔ اگر تم وہ فارمولہ نہیں دے دی کیونکہ یہ ہماری
ملکیت ہے تو تم اپنی زندگی بچا سکتی ہو لیکن اگر تم نے خواخواہ ضد
کی تو فارمولہ تو ہم بہر حال حاصل کر ہی لیں گے لیکن تمہارا حشر
عبرناک ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ تمہیں خالی ہاتھ واپس جانا ہو گا۔
تم کیا کرو گے۔ مجھ پر ذہنی اور جسمانی تشدد کرو گے لیکن میں نے
پر ایجنت بننے کے لئے خصوصی کورس کے ہوئے ہیں۔ کسی تم کے
تشدد کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا اور زیادہ سے زیادہ تم مجھے ہلاک کر
دو گے۔ کر دو۔ ہماری زندگی میں موت کے استقبال کے لئے تیار
رہتے ہیں۔“..... مرجننا نے ہڑے ٹھوٹے لبجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”اے میرے حوالے کر دو عمران اور تم باہر چلے جاؤ۔ پھر دیکھو
یہ کیسے ہوتی ہے۔“..... صالح کے ساتھ کرسی پر خاموش بیٹھی ہوئی جولیا

دیئے۔
”معلوم ہو گیا کہاں سے فارمولہ“..... جولیا نے اپنی کرسی کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

”میں نے آئی تی کے ذریعے اس کے لاشور کو مٹولا ہے۔ وہاں فارمولہ تو موجود ہے لیکن کہاں ہے یہ بات موجود نہیں ہے۔ یہ واقعی بے حد تربیت یافتہ عورت ہے۔ اس نے اپنے لاشور کو بھی اس بات سے لامعم رکھا ہوا ہے اور شورا یہ بتائے گی نہیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو تم آئی تی کے ماہر ہو۔ پھر تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے بھی اس پر خصوصی کورس کئے ہوئے ہیں اس لئے تمہیں میرے لاشور سے بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکتا لیکن یہ کان پکڑنے والی کیا حرکت تھی۔ اس کا کیا تعلق“..... مرجننا نے کہا تو عمران بس پڑا۔

”مجھے معلوم تھا کہ تم اپنے شور اور لاشور دونوں کو چند لمحوں میں بلینک کر سکتی ہو لیکن جب تکی کے ذہن پر حیرت سوار ہو جائے تو پھر وہ نہ شور کو بلینک کر سکتا ہے نہ لاشور کو اور کان پکڑنے کی وجہ تسبیہ چونکہ تمہیں معلوم نہیں ہو سکی اس لئے تم پر حیرت کا غلبہ رہا اور تم اپنے لاشور کو بلینک نہ کر سکی۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم واقعی اپنے فن کے ماہر ہو لیکن

”میں چاہوں تو تمہارے لاشور سے سب کچھ معلوم لستا ہوں لیکن پھر تمہارا ذہن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور پھر تمہیں ہلاک کرنا ضروری ہو جائے گا اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنی زندگی بچا لو اور فارمولہ ہمارے حوالے کر دو۔“..... عمران نے مرجننا کی طرف دیکھتے ہوئے خاصے سخت لمحے میں کہا۔

”میں نے کہا تا کہ میرے پاس کوئی فارمولہ نہیں ہے۔ نہ میرے شور میں ہے اور نہ ہی میرے لاشور میں۔ تم سے جو ہوتا ہے کرلو۔“..... مرجننا واقعی ضد پر اتر آئی تھی۔ شاید وہ عورت ہونے کے ناطے جولیا کے سامنے سر نذر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

”جولیا۔ اس کے دونوں کان پکڑ لو۔“..... عمران نے کہا تو جولیا تیزی سے انٹھ کر کرسیوں کے چیچپے سے ہوتی ہوئی مرجننا کے عقب میں آگئی اور پھر اس نے مرجننا کے دونوں کان مضبوطی سے پکڑ لے۔

”یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ کس قسم کی تشدید ہے۔“..... مرجننا نے بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا کیونکہ اس طرح کے تشدید کا اس نے سوچا بھی نہ تھا لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی وجہے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں لیکن چند منٹوں بعد اس نے بے اختیار ایک جھٹکے سے نظریں ہٹا لیں۔ مرجننا کی آنکھوں کا رنگ ان چند منٹوں میں سرخ ہو گیا تھا۔

”بس کان چھوڑ دو۔“..... عمران نے کہا تو جولیا نے کان چھوڑ

نے اس پر آئی تی کا عمل بھی کیا ہے لیکن اس نے اپنے لاشور سے بھی اس بات کو چھپایا ہوا ہے اور شعوری طور پر بتانے سے انکاری ہے بلکہ عورتوں کی مشہور ضد کی طرح اس پر خند سوار ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب آپ کہاں جا رہے ہیں“..... صدر نے حرمت بھرے لجھے میں کہا۔

”اس کے شعور سے معلومات حاصل کرنے کا بندوبست کرنے جا رہا ہوں۔ تم نے اور کیپٹن ٹکلیں نے تلاشی تو لی ہو گی یہاں کی“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن فارمولائیں مل سکا“..... صدر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ساتھ والے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ پہلے یہاں چیک کر گیا تھا۔ اس کمرے میں اٹیچ باتھ تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اس باتھ میں داخل ہوا۔ اس نے باتھ پر لپٹی رسی کھولی اور پھر اس کا ایک بل کھول کر اس نے اس کا ایک دھاگہ توڑا اور اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رسی میں سے ایک بڑا سا دھاگہ علیحدہ کر چکا تھا۔ اس نے رسی وہیں کھینچکی اور آگے بڑھ کر اس نے اس جگہ کا ڈھکن ہٹایا جہاں سے باتھ روم کے فرش کا پالی نکلا جاتا تھا۔ اس نے دھاگے کے ایک سرے پر مخصوص انداز کا حلقة ہنا کر گانٹھ لگا دی اور پھر اکٹزوں پینچہ کر اس نے گٹھ لائی۔

تمہارے مقابل مر جینا ہے اس لئے تم بہر حال جو کچھ بھی کرو جیسی فارمولائیں مل سکتا۔..... مر جینا نے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تمہارے شعور سے معلوم کرنا پڑے گا اور ظاہر ہے شعوری طور پر یہ تم خود بتاؤ گی“..... عمران نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”میں کسی صورت بھی نہیں بتاؤں گی“..... مر جینا نے چیلنج بھرے لجھے میں کہا۔

”تم خود بتاؤ گی“..... عمران نے کرسیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر ایک کری پر پڑی ہوئی رسی اٹھا کر اس نے باتھ پر لپٹی اور جولیا کی طرف مڑ گیا جو خود اس انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے بچ شعبدہ باز کی طرف استیاق اور حرمت سے دیکھتے ہیں کہ نجانے شعبدہ باز اب کیا شعبدہ دکھانے والا ہے۔

”اس کا خیال رکھنا جولیا۔ یہ تربیت یافتہ ایجنت ہے اور ابھی اس کا تمہارے باتھوں مارا جانا ہمارے خلاف جائے گا۔ میں دس منٹ بعد آتا ہوں“..... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر ہیروئی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ کیا فارمول مل گیا“..... پاہر موجود صدر نے کہا۔ وہ اس کمرے سے پاہر موجود تھا جبکہ تھوڑے پھاٹک کے پاس کھڑا تھا اور کیپٹن ٹکلیں شاید عقبی طرف گمراہی کر رہا تھا۔ ”نہیں۔ یہ عورت مر جینا بے حد تربیت یافتہ ایجنت ہے۔ میں

تھا۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ ہتاو اسے۔ ہتاو اسے“..... مر جینا نے یکخت دہشت زدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جولیا نے بھی منہ پھیر لیا تھا اور صالح نے بھی آنکھیں بند کر لی تھیں۔

”اگر تم نہیں بتاؤ گی تو میں اسے تمہاری گروں پر چھوڑ دوں گا اور یہ تمہارے پورے جسم پر ریگنا پھرے گا“..... عمران نے سپاٹ لبجے میں کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ ایسا مت کرو۔ تمہیں تمہارے خدا کی قسم۔ ایسا مت کرو۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ مت کرو ایسا“۔ مر جینا نے یکخت رو دینے والے لبجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”یہ لو جولیا۔ اسے مر جینا کی گروں پر چھوڑ دو“..... عمران نے کری کے عقب میں کھڑی جولیا سے کہا۔

”یہ کام تم خود کرو۔ میں باہر جا رہی ہوں“..... جولیا نے کہا اور اس کری کی طرف بڑھی جس پر صالح موجود تھی تاکہ عقب سے فرنٹ پر آ کر باہر جاسکے۔

”مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ بند آنکھوں کے باوجود یہ مجھے نظر آ رہا ہے“..... صالح نے چیختے ہوئے کہا۔

”ہا۔ چلو۔ نجانے اس قدر مکروہ کیڑے کو یہ مرد کیسے دیکھتے ہیں“۔ جولیا نے کہا اور پھر صالح کو لے کر وہ اسے پکڑے پیرونی

میں جھانکا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ڈھلن کے قریب ہی اندر ایک آٹھ ناگوں والا انتہائی مکروہ کیڑا موجود تھا۔ عمران نے رسی کے حلقة کو اس کیڑے کی دم میں ڈال کر رسی کو ہلکا سا جھکٹا دیا تو حلقة ٹنگ ہو گیا اور چند لمحوں بعد کیڑا اس رسی کے سر سے بندھ چکا تھا۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے رسی کو اوپر اٹھایا تو مکروہ کیڑا رسی کے سرے پر کلبلانے لگا۔ عمران اسے اٹھائے پاتھو روم سے باہر آیا اور پھر کمرے سے نکل کر وہ اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں جولیا اور صالح کے ساتھ مر جینا موجود تھی۔ صدر درہاں سے ہٹ کر پھانک کے قریب موجود توبیر کے ساتھ کھڑا تھا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا تو اس نے اپنے پاتھ عقب میں کر رکھے تھے۔ مر جینا کے ساتھ جولیا بڑے چوکنا انداز میں کھڑی تھی جبکہ صالح بھی اب پوری طرح ہوش میں نظر آ رہی تھی۔

”ہا۔ اب آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ فارمولہ کہاں ہے۔“..... عمران نے کریبوں کے قریب پہنچ کر بڑے سخت لبجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں کتنی بار کہوں“۔ مر جینا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”اوکے۔ ابھی تمہیں یاد آ جائے گا کہ کہاں ہے۔ یہ دیکھو۔“..... عمران نے عقب میں موجود پاتھو آگے کرتے ہوئے کہا جس میں رسی کے سرے پر انتہائی مکروہ صورت آٹھ ناگوں والا کیڑا کلبلا رہا

دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ مر جینا آنکھیں بند کئے مسلسل نو، تو نو کی گردان کر رہی تھی۔ وہ بار بار اس طرح جھریاں لے رہی تھیں جس طرح واقعی کروہ صورت کیڑا اس کے جسم پر ریختا پھر رہا ہو۔

”تم آنکھیں بند کرو یا کھولو اس سے اس کیڑے کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر ”دلو“ عقب میں جا کر مر جینا کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ ایک ہاتھ سے اس نے مر جینا کی جیکٹ اور اندر موجود شرٹ کو پکڑ کر کھینچ لیا۔

”نہیں۔ نہیں۔ پلیز۔ رحم کرو۔ رحم کرو۔“..... اس بار مر جینا نے دہشت زده انداز میں مسلسل پھریاں لیتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”میں صرف تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد کیڑا تمہارے جسم پر چھوڑ کر باہر چلا جاؤں گا۔ اب تم خود سوچو کہ تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔ ایک۔“..... عمران نے کہا اور آخر میں ایک کہہ کر دیا۔

”رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے مار ڈالو۔ مگر یہ کام نہ کرو۔“..... مر جینا نے اور زیادہ دہشت زده انداز میں پیچنے ہوئے کہا۔

”دو۔“..... عمران نے گفتی جاری رکھتے ہوئے کہا۔

”دہ۔ وہ فارمولہ موجود ہے۔ اس کوئی میں موجود ہے۔ ساتھ والے کمرے میں موجود ہے۔ میں بتاتی ہوں۔ پلیز رحم کرو۔ اے باہر لے جاؤ۔ میرا وعدہ کہ میں بتا دوں گی۔“..... مر جینا نے اسی طرح دہشت زده انداز میں کہا۔

”میں تمن کہنے والا ہوں۔ بولو۔ کہاں ہے فارمولہ۔ بولو ورنہ۔“.....
عمران نے کہا۔

”وہ۔ وہ فارمولہ ساتھ والے کمرے کی الماری کے عقب میں اندر کی طرف زمین پر پڑا ہے۔ جب تک تم الماری کو نہ کھسکاؤ گے تمہیں مائیکرو فلم کی ڈیبا نظر ہی نہیں آئے گی۔ جا کر لے لو۔ لے لو۔ اب میں کیا کروں۔ یہ ناقابل برداشت ہے۔ ناقابل برداشت۔“..... مر جینا نے آخر میں رو دینے والے لمحے میں کہا۔

”میں جا رہا ہوں اور اگر فارمولہ وہاں نہ ہوا تو پھر اسے تمہارے جسم کی سیر کرنے سے کوئی نہ روک سکے گا۔“..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف چل پڑا۔ کیڑا ابھی تک اس کے ہاتھ میں موجود رہی کے سر سے بندھا ہوا موجود تھا۔ دوسرے کمرے میں جا کر اس نے کیڑے والی رسی کو ہینگر کے ساتھ باندھا اور پھر ایک طرف موجود الماری کو اس نے دونوں ہاتھوں سے سائیڈ پر دھکیلا اور الماری کے کھکتے ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہاں واقعی مائیکرو فلم کی مخصوص ڈیبا موجود تھی۔ یہ واقعی ایک جگہ تھی جس کا ڈیال کسی کو بھی نہ آ سکتا تھا اور جب تک الماری کو نہ کھسکایا جائے فارمولہ بھی نہ مل سکتا تھا۔ اس نے فارمولہ اٹھایا اور اسے چیک کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس نے ہینگر سے بندھی ہوئی رسی کھولی اور کیڑے کو زمین پر ڈال کر بوٹ سے کچل دیا اور پھر اس کمرے سے نکل کر واپس اس

کے خلاف کوئی مشن نہیں لوں گی۔..... مر جینا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا صدر کمرے میں داخل ہوا۔ ”کیا ہوا عمران صاحب۔ فارمولہ مل گیا۔..... صدر نے آگے بڑھ کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بے حد ذہین اور تربیت یافتہ عورت ہے۔ اس نے جہاں یہ فارمولہ چھپایا تھا وہاں کا خیال ہمیں آ ہی نہ سکتا تھا۔“

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتا دی۔ ”تو پھر اب آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ اس کا خاتمه کریں اور چلیں یہاں سے۔“..... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا مر جینا کی جیب میں موجود سیل فون کی تھنٹی نج اٹھی۔

”سیل فون اس کی جیب سے نکالو اور مجھے رو۔“..... عمران نے کہا تو صدر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ مڑا اور اس کے ہاتھ میں سیل فون موجود تھا جس کی تھنٹی مسلسل نج رہی تھی۔ عمران نے سیل فون لے کر اس کی سکرین کو دیکھا تو اس پر چیف کے الفاظ ڈسپلے ہو رہے تھے۔

”اس کے منہ پر ہاتھ رکھو۔“..... عمران نے صدر سے کہا تو صدر تیز قدم اٹھاتا ہوا کریبوں کے عقب میں گیا اور اس نے مر جینا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے سیل فون آن کر دیا اور ساتھ ہی لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

کمرے میں پہنچ گیا جہاں مر جینا موجود تھی۔ اسے خطرہ تھا کہ مر جینا اپنے آپ کو آزاد نہ کر اچکی ہو لیکن اس کا انداز غلط ثابت ہوا۔ مر جینا دیسے ہی آنکھیں بند کئے کری چیلھی ہوئی تھی۔

”شکر یہ مر جینا۔ فارمولہ مجھے مل چکا ہے۔ اس کیڑے کو بھی میں نے کچل دیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مر جینا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”تم مجھے سے بھی بہت آگے ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ مجھے اس انداز میں مجبور کیا جا سکتا ہے۔ آج سے پہلے میں بھی سمجھتی تھی کہ میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا لیکن آج مجھے احساس ہوا ہے کہ تم چھے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں جنہوں نے ایک حقیر کیڑے کی بناء پر مجھے سے وہ کچھ اگلوالیا ہے جو شاید میں مر کر بھی نہ بتائی۔“..... مر جینا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ تم تو اس فارمولے کو حاصل کرنے پا کیشیا ضرور آؤ گی کیونکہ تمہارے اندر ضر کا مادہ بہت ہے اور ظاہر ہے کہ وہاں ماری جاؤ گی اور ہمیں تمہارے کفن دفن کے اخراجات بھی ادا کرنے پڑیں گے اس لئے کیوں نہ یہیں تمہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ یہاں کی حکومت جو چاہے تمہاری لاش کے ساتھ کرے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں تمہارے مقابلہ مقابلہ کھلکھلت کھا چکی ہوں۔ اب جو چاہو بھرے ساتھ سلوک کرو۔ البتہ یہ میرا وعدہ کہ آئندہ میں بھی پا کیشیا

لپجھے میں کہا۔
”وہ بھی میں ہی بول رہا تھا۔ آپ نے چونکہ میری اور میرے ساتھیوں کی تعریف کر دی اس لئے میں نے سوچا کہ جو ہمیں ایسا کمپلیکس دے رہا ہے اس کا شکریہ تو ادا کرنا چاہئے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”مرجینا کہاں ہے۔ میری اس سے بات کرو۔“..... چیف نے کہا۔

”وہ اس وقت کری پرنسپلوں سے بندھی بیٹھی ہے۔ فارمولہ میں نے حاصل کر لیا ہے۔ اب اس سے قائل بات ہو رہی تھی کہ اگر اپنی ضد کی بناء پر وہ فارمولے کے پیچھے پاکیشیا آئے گی اور وہاں ماری جائے گی تو ہمیں خواخواہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے کفن دن کے اخراجات کرنے پڑیں گے اس لئے کیوں نہ یہ اخراجات کا سڑیا کی حکومت پر ڈال دیئے جائیں۔“..... عمران نے کہا۔

”تم میرے ساتھ کام کر چکے ہو عمران اس لئے تمہیں معلوم ہے کہ میں جو کہتا ہوں اسے پورا بھی کرتا ہوں۔ میرا وعدہ کہ آئندہ بیویا بھی یا اس کا کوئی ایجنت پاکیشیا کے خلاف کام نہیں کرے گا۔ ویسے بھی تمہیں معلوم ہے کہ فارمولہ کا سڑیا کے آئشن نے حاصل کیا تھا۔ ہم نے نہیں اس لئے تم مرجینا کو زندہ چھوڑ دو۔ تمہاری مہربانی ہو گی۔“..... چیف راتھر نے منت بھرے لپجھے میں کہا۔

”چیف بول رہا ہوں۔“..... سیل فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیں چیف۔ مرجینا بول رہی ہوں۔“..... عمران نے مرجینا کی آواز اور لپجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھی مرجینا کے چہرے پر شدید ترین حرمت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تمہارے چاروں ساتھی واپس پہنچ چکے ہیں۔ تم بھی واپس آ جاؤ۔ کیوں رکی ہوئی ہو وہاں۔“..... چیف نے کہا۔

”ابھی یہاں سخت پوتال جاری ہے۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی بھی یہاں موجود ہیں۔ وہ پہلے بھی الٹھ جام ہو جانے کی وجہ سے میرے ہاتھوں نیچ نکلے تھے لیکن اب میں ان کا خاتمہ کر کے واپس آؤں گی۔“..... عمران نے مرجینا کے لپجھے میں کہا۔

”احمق مت بخورجینا۔ ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے۔ اب ہمیں ان سے کیا لیمنا۔ اگر وہ قان لینڈ آئیں گے تو پھر دیکھا جائے گا۔ ویسے عمران بذات خود اور اس کے ساتھی جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہیں انتہائی خطرناک ترین اور انتہائی ذہین ایجنت ہیں اس لئے تم خاموشی سے واپس آ جاؤ۔“..... چیف نے کہا۔

”اس تعریف کا بے حد شکریہ چیف راتھر۔“..... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز اور لپجھے میں کہا۔

”کیا۔ کیا تم عمران بول رہے ہو۔ مرجینا کہاں ہے۔ کیا پہلے واقعی وہی بول رہی تھی۔“..... چیف نے بری طرح گھبراۓ ہوئے

اسے آف کر دیا۔
”اوکے چلیں۔ اب یہ میل فون اس کی جیب میں واپس ڈال دو۔“..... عمران نے انٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
”مجھے کھول دو ورنہ یہاں کوئی نہیں آئے گا اور میں سک سک کر مر جاؤں گی۔“..... مرجننا نے رو دینے والے لمحے میں کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ اب جب تمہارے چیف سے بات ہو چکی ہے تو اب ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو تیزی سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب مرجننا کی کپشی پر پڑی اور مرجننا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور گردن سائیڈ میں لٹک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

”اس کی رسیاں کھول دو۔ ہوش میں آ کر خود ہی اپنا بندوبست بھی کر لے گی اور اپنے ساتھیوں کا بھی۔“..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختمن شد

”تمہارے ایجنت جنجز اور اس کے دو ساتھی فارمولہ حاصل کرنے پا کیشیا گے تھے جو کا سڑیا کے آئن کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن اب میرا وعدہ کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔“..... راقر نے کہا۔

”اوکے۔ دیے بھی مرجننا ذہین اور بہت والی ایجنت ہے اور میں ذہین لوگوں کی قدر کرتا ہوں۔ اس نے جس طرح میری ساتھی خاتون کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اور ہمیں بھی، اس سے میرے ساتھی اسے زندہ چھوڑنے کے حق میں فیض ہیں لیکن بہر حال تم چیف ہو اور مرجننا نے خود بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ آئندہ پا کیشیا کے خلاف کام نہیں کرے گی اس لئے ہم اسے زندہ چھوڑ دیں گے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”جھینکیں عمران۔ میری مرجننا سے بات کرو۔“..... راقر نے کہا تو عمران نے میل فون صدر کو دے دیا جس نے لے جا کر اسے مرجننا کے کان سے لگا دیا۔

”یہ چیف۔ میں مرجننا بول رہی ہوں۔“..... مرجننا نے ایسے لمحے میں کہا جیسے وہ سب کچھ ہار چکی ہو۔

”عمران سے بات ہو گئی ہے۔ وہ تمہیں زندہ چھوڑ دے گا۔ تم فوراً واپس آ جاؤ۔ گذ بائی۔“..... راقر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر نے میل فون مرجننا کے کان سے ہٹا کر

سکی زندگی کی امید ختم ہو گئی۔ پھر —?
 وہ لمحہ — جب جو زف نے ڈاکٹروں کی مزاحمت کے باوجود اپنا خون
 ران کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر کیا ہوا..... انتہائی حیرت انگیز انجام۔
 وہ لمحہ — جب نائیگر نے نہ صرف قدیم تختیوں کا سراغ گالا بلکہ مصریں
 موجود غیر ملکی اجنبیوں سے بھی ہکرا گیا۔
 وہ لمحہ — جب پرسز سدرہ کو نائیگر سے اس قدر دچکی پیدا ہو گئی کہ وہ
 نائیگر کے ساتھ پا کیشیا جانے پر بخند ہو گئی۔ پھر کیا ہوا —?
 وہ لمحہ — جب عمران نے قدم مصری تختیوں کو پڑھتے ہوئے آرم斯
 پروہت کا مدفن مقبرہ تلاش کر لیا اور قدیم مصریات کے بڑے بڑے ماہرین
 حیرت زدہ رہ گئے۔

کیا نائیگر پرسز سدرہ کو اپنے ساتھ پا کیشیا لے آیا..... یا.....؟
 کیا عمران زندہ فوج سکا..... یا.....؟
 انتہائی دچک اور منفرد انداز میں لکھا گیا مصری اینڈ دچک

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

کتب مکوانے کا پتہ اوقاف بلڈنگ ملتان
arsalan.pblly.library@pak.govt

E-Mail Address arsalan.publications@gmail.com

عمران یہر یہ میں ایک دچک اور منفرد انداز کا اینڈ دچک
میں نہیں
مکمل نتول

مصنف آرم斯 پروہت مظہر کلیم ایم اے

آرم斯 پروہت — صدیوں پہلے مصری شاہی پروہت، جو شیطان کا
 بیوہ کا رختا۔

آرم斯 پروہت — جس کا مدفن مقررہ باوجود کوشش کے نہیں نہ ہو
 رہا تھا۔ کیوں —؟

آرم斯 پروہت — جس کے مقبرے سے آج بھی شیطانی طاقتوں کا
 تعلق تھا۔

قدیم مصری تختیاں — اسی تختیاں جن میں آرم斯 پروہت کے مدفن
 مقبرے کا محل و قوع موجود تھا، چوری کر لی گئیں۔

عمران — جسے مصری حکومت کی طرف سے قدیم مصری تختیوں کی واپسی
 اور آرم斯 پروہت کا مقبرہ تلاش کرنے کی درخواست کی گئی۔

عمران — جسے سید چوائی شاہ صاحب نے بھی آرم斯 پروہت کا مقبرہ
 تلاش کرنے کا حکم دیا تا کہ شیطانی طاقتوں کا زور توڑا جائے۔

پرسز سدرہ — مصری سیکرٹ سروس کی رکن جو عمران اور نائیگر کے
 ساتھ مل کر اس مشن پر کام کرتی رہی۔

وہ لمحہ — جب عمران پر میزاں کی تملہ کیا گیا اور عمران اس قدر رخی ہو گیا کہ

کروگی جلادوں نے عمران پر بھر پورا اور کامیاب قاتلانہ حملہ کیا۔ اور بھر۔؟
وہ لمحہ۔ جب قاتلانہ حملے کے بعد پوری دنیا کے ڈاکٹروں نے عمران کے زندہ
نق جانے سے مایوسی کا اظہار کر دیا۔ پھر۔؟

جب جوزف نے اپنے انداز میں عمران کا علاج کرنے کے لئے ڈاکٹر صدیقی پر میشین پھول تان لیا۔ کیا جوزف عمران کا
علاج کر سکا یا نہیں۔ اور یہ علاج کیا تھا؟ حیرت انگریز چوبیشن

وہ لمحہ۔ جب اسکیلے ٹائگر نے پاکیشی میں یہودیوں کی خوفناک سازش کا سارا غ
لگایا اور سازش کونا کام بنادیا۔

دنیا میں کروگ کے مرکزی معبد اور اس کے بڑے پھارپوں کے خلاف ٹائگر اور
جوزف کی دلیرانہ کارروائی۔

اسرار و تحریر میں ڈوبی ہوئی انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی دلچسپ کہانی
ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

کتب مددوں کا بہت اوقاف بلڈنگ ارسلان پبلی کیشنز پاک گست ملتان

E-Mail Address : arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

مکمل

کروگ

مصنف

مظہر کاظم ایم

کروگ۔ ایک فرقہ جو کوئے کو روپا تا ان کراس کی پوجا کرتا تھا۔
کروگ دیوتا۔ جس کے سامنے انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی۔
کروگ۔ پاکیشیا اور کافرستان میں بھی کروگ دیوتا کے معبد موجود تھے جہا
انسانوں کو قربانی کیا جاتا تھا۔

ڈبل ریڈ۔ ایک یورپی ملک کی یہودی تنظیم جس نے کروگ کی آڑ میں پاکیش
میں میزائلوں کی تیکشی تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی۔

وہ لمحہ۔ جب عمران کو بے ہوش کر کے کروگ دیوتا کے سامنے قربان کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔ کیا عمران
کروگ دیوتا کے سامنے قربان کر دیا گیا۔ یا؟

وہ لمحہ۔ جب جوزف نے ناقابل یقین نشانے کا مظاہرہ کر کے عمران کو بچایا۔
وہ لمحہ۔ جب کروگی جلادوں کو عمران کے خاتمے کے لئے پاکیشی بھجوایا گیا اور

عمران سیریز میں منفرد انداز میں لکھا گیانا قابل فراموش ناول

سیکرٹ ورلڈ

- ☆..... اپنی نوعیت کا ایک انوکھا مشن۔ عمران اور اس کی ٹیم کو معلوم ہی نہیں تھا کہ مشن کیا ہے۔ کیوں —؟
- ☆..... ڈاک مارک جزاً کا حصی قبیلہ راجح۔ جو پتے قبیلے میں کسی بھی اجنبی کو برداشت نہیں کرتا تھا۔ عمران اور اس کی ٹیم راجح قبیلے میں پہنچی اور.....؟
- ☆..... عمران کے ساتھ پوری ٹیم بے ہوش تھی اور وہ حصی جو لیا کو غواہ کر کے لے گئے؟
- ☆..... سیکرٹ ورلڈ۔ ایک ایسی دنیا جہاں دا خلے کے تمام راستے سیلہ تھے اور وہاں مسلمانوں کے خلاف بنا کن منصوبے بکھل ہو رہے تھے۔
- ☆..... کیا عمران اور اس کی ٹیم سیکرٹ ورلڈ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو سکی؟
- ☆..... وہ سنتی خیالات۔ جب عمران نے اپنے ہاتھوں سے جو لیا، خاور اور جوزف کو ہاندہ کر دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ عمران کی ایسی کونسی مجبوری تھی؟
- ☆..... ایک ایسا انوکھا مشن جس میں عمران نے اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا؟
- ہنگام خیڑو اوقات اور سنتی خیالات لئے ایک یادگار ناول (تحریر ارشاد انصار جغرافی)

عمران سیریز میں دلچسپ اور یقین طور پر منفرد کرداروں پر قلم ناول

لوئن سسٹرز

مصنف مظہر کلیم ایم۔
لوئن سسٹرز — ایک یورپی ملک کی سیکرٹ ایجنٹی سے متعلق دو جزوں بہا جن کی کارکردگی کا ہر سطح پر اعتراف کیا جاتا تھا۔

لوئن سسٹرز — جنہوں نے پاکیشیا میں بڑے سفا کانہ انداز میں نہ صرف مکمل کیا بلکہ پاکیشیا کے انہماں اہم سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا۔

لوئن سسٹرز — جو آپس میں ہر وقت اور ہر پوائنٹ پر لڑتی رہتی تھیں اور اس کی خصوصیت عالمی سطح پر ان کی پیچان بن چکی تھی لیکن ہر وقت لڑنے کے باوجود وہ ہر وقت اکٹھی بھی رہتی تھیں۔ دلچسپ اور منفرد کردار۔

لوئن سسٹرز — جو مارش آرٹ میں ماہر تھیں اور پھر ان کی مارش فائٹ جو بڑے اور صاحبو سے ہو گئی۔ اس خوفناک اور موت اور زندگی پر قلم ناول کا نتیجہ کیا تھا؟

لوئن سسٹرز — جو عمران کے نشانے پر آگئیں مگر عمران نے انہیں ہلاک کرنے سے دانتہ گریز کیا۔ کیوں —؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لوئن سسٹرز کے مقابلے پر کامیاب ہو سکے یا؟

□ انہماںی منفرد انداز کے کرداروں پر مبنی ایک ناقابل فراموش ایڈوپچر □

کتب میکاؤنے کا پتہ
لوئن سسٹرز اوقاف بلڈنگ

ارسلان پبلی کیشنر پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573

Mob 0333-6106573

0336-3644440

0336-3644441

Ph 061-4018666

E-Mail Address

arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ہیون دلی کے خلاف کی جانے والی بھی ایک سازش

تاریک وادی

عمران سیریز میں ایک اور خوفناک اینڈ پچ

(ماورائی نمبر ۱۷ مکمل ناول)

مصنف صدر شاہین
☆..... تاریک براعظہ افریقہ کے ایک آدم خود ہشی نے پاکیشیا کے انہک ریسرچ سنتر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو مار گیا اور پاکیشیا سکرٹ سروس حرکت میں آگئی۔ اور پھر —؟

☆..... ریسرچ لیبارٹری کا امنیت دن ایک کپھول چیک کرتے ہوئے فرش پر گرا اور چند لمحوں میں خون اگل کر ہلاک ہو گیا۔ کیوں —؟

☆..... ایکسو کے حکم پر صدر مقتول آدم خور افریقی کے کمرے کی تلاشی لینے گیا تو اسے آدم خور افریقی کی حقیقت معلوم ہو گی۔ ایک حیرت انگیز حقیقت۔

☆..... داش منزل میں تمام مجرم کے سامنے عمران نے ایکسو سے معافہ بڑھانے کا مطالبہ کر دیا۔ ایک دلچسپ پیویشن۔

☆..... مکڑا القبلے کے آدم خور مقدس روح کے حکم پر ایک مجرم تنظیم کی غلامی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کیوں —؟

عمران اور پاکیشیا سکرٹ سروس کا ایک اینڈ پچ ناول (تحریر۔ صدر شاہین)

MOB 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان
پاک گیٹ

E-Mail Address
arsalan.publications@gmail.com

امیجنت لی ہاگ

لی ہاگ ☆ شوگرانی زدا کا فرستانی ایجنت، جو انہائی ذہین اور ما سڑ پلازخا۔

لی ہاگ ☆ جس نے ایک ایسا گریٹ پلان بنایا جس پر عمل کر کے ہیون دلی کا کافرستان سے الخاق یقینی تھا۔

گریٹ پلان ☆ جسے پوری دنیا سے خیر رکھا جا رہا تھا۔ مگر عمران اور اس کے ساتھی اس پلان سے آگاہ ہو گئے۔ کیسے —؟

لی ہیڈ کوارٹر ☆ جسے لی ہاگ نے سانتی انتظامات سے ناقابل تحریر نہ کھا تھا۔ عمران ☆ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک نئے طریقے سے خیر طور پر کافرستان میں داخل ہوا۔ مگر —؟

وہ لمحہ ☆ جب عمران اور لی ہاگ کے درمیان دماغی قوت کا زبردست مقابلہ ہوا اور عمران اس مقابلے میں ناکام ہو گیا۔ کیا واقعی —؟

وہ لمحات ☆ جب لی ہاگ نے میں آخری وقت میں عمران کی پلانگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ مگر —؟

ایک ایک کہانی جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہو گی۔ (تحریر۔ غیر احمد)

MOB 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان
پاک گیٹ

E-Mail Address
arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کی کہانی

مصنف مکمل نسخہ ایکشن ایجنٹ مظہر کلیم یعنی

ایکشن ایجنٹ ۷۷ کا فرستان کی نئی ایجنٹ جس کی سربراہ رہتا نے پاکیشیا میں ڈر کر مشن مکمل کیا مگر۔؟ ریتا ۷۷ ایکشن ایجنٹ کی سربراہ جو پاکیشیا سے نہ صرف ایک اہم سائنسی فارمولائے گئی بلکہ ایک سائنس دان کو بھی اپنے ساتھ لے گئی اور پاکیشیا کی کسی ایجنٹ کو بھلک تک نہ پڑسکی۔ کیوں۔؟ ریتا ۷۷ جس نے سائنس دان کو اس انداز میں پاکیشیا سے باہر نکالا کہ عمران اور پاکیشیا سکرٹ سروس پا ڈجوو کوشش کے اس بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکی۔ کیوں۔؟ نائزان ۷۷ جس نے پہلی ہی با معلوم کر لیا کہ رہتا کا فرستان کی ایکشن ایجنٹ کی سربراہ ہے اور سائنس دان بھی کافر نہ میں ہے۔ کیا نائزان کی معلومات درست تھیں۔ یا۔؟ وہ لمحہ ۷۷ جب عمران اس ساتھیوں سمیت ایکشن ایجنٹ کے خلاف میدان میں اتر اتو پہلے ہی قدم پر رتا اور ان کے آدمیوں کا شکار ہو گیا۔ کیوں اور کیسے۔؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی میں میں کامیاب ہو سکے۔ یا۔؟

وچسپ منفرد اور تیزی سے بدلتے واقعات پر متنی ایک یادگار کہانی

کتب میکونوں کا مت
MOD 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
arsalan.pblly.13 اوقاف بلڈنگ ملتان
پاک گیٹ

E-Mail Address arsalan.publications@gmail.com